مسالک المشالب

جلیل القدر صحابی، کاتبِ وحی، خالُ المسلمین
ہم زلفِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفہ راشد، امیر المومنین

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما پر مطاعن کی حقیقت

www.KitaboSunnat.com

صاحبزادہ برق التوحیدی

بیت التوحید، دار السلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) پاکستان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت (محدث) لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- بسااوقات کسی کتاب کو اس کی مجموعی افادیت کے پیش نظر پبلش کر دیا جاتا ہے جس کے مندرجات سے ادارہ کا کلی اتفاق ضروری نہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

محفوظہ جمیع حقوق

نام کتاب: مسالک المشالک

تالیف: صاحبزادہ برق التوحیدی

اشاعت بار: اوّل

تاریخ اشاعت: جولائی 2025ء

ہدیہ:

طابع: حافظ محمد عمر فاروق

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل حدیث، امین پور بازار فیصل آباد

042-2624007,0333-6574758

مکتبہ محمدیہ النور سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300- 4826023 ,0334-4842982

E:mail: maktabahmuhammadia@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- خطبة الکتاب ---------- 7
- تقریظ ---------- 9
- حرفِ آغاز ---------- 12
- مسالب المثالب مطاعن معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت ---------- 23
  - عام روایات ---------- 33
  - منبر نبوی پر بنو اُمیہ کی حرکات ---------- 33
  - تنبیہ ---------- 36
  - حکم ---------- 37
  - معنوی تجزیہ ---------- 41
  - دوسری روایت ---------- 45
  - تخریج وحکم ---------- 46
  - معنوی جائزہ ---------- 49
  - بنو اُمیہ وغیرہم سے کراہت ---------- 51
  - بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے تاثر کی حقیقت ---------- 55
  - واقعاتی شہادت ---------- 56
  - تصویر کا ایک اور رُخ ---------- 58
  - جہادی مہمات میں شرکت ---------- 73

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- لطیف انداز محبت وقرابت ---------- 75
- عطیات وہدایا ---------- 77
- کیا یہ انصاف ہے؟ ---------- 85
- مارقین وقاسطین سے جنگ ---------- 86
- تخریج وحکم ---------- 87
- حدیث: تقتله الفئة الباغية کی بحث ---------- 93
- تنبیہ ---------- 103
- تعبیر ومفہوم ---------- 104
- دوسرا پہلو ---------- 109
- روایت: قاتله وسالبه فی النار، کا حکم ---------- 130
- ایک شبہ کا ازالہ ---------- 134
- قاتل کون؟ ---------- 135
- اسنادی حیثیت ---------- 136
- نتائج کا جائزہ ---------- 138
- حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور سب وشتم ---------- 139
- چہ باید کرد ---------- 142
- ہمارا تجزیہ ---------- 146
- خوارج کا تعارف ---------- 158
- ایک اور پہلو ---------- 170
- دعوی اور دعوت ---------- 187
- تنبیہ ---------- 190

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- الأئمة المضلين کون؟ ---------- 195
- حبِ علی رضی اللہ عنہ ایمان ہے ---------- 201
- تصویر کا دوسرا رخ ---------- 203
- شراب نوشی کے بہتان کی حقیقت ---------- 206
- فرعونِ اُمت کا تنابز ---------- 213
- روایت: علی غیر سنتی او غیر ملتی۔۔۔ کی حیثیت ---------- 214
- روایت: اللهم العن القائد و السائق۔۔۔ کا حکم ---------- 215
- روایت: لعن الله القائد و المقود۔۔۔ کی حقیقت ---------- 220
- تبدیلی سنت کا بہتان ---------- 221
- روایت: اذا رایتم معاوية على منبری۔۔۔ کی حیثیت ---------- 223
- ریشم پہننے کا الزام ---------- 237
- علامہ الالبانی رحمہ اللہ کا موقف ---------- 244
- ایک شبہ کا ازالہ ---------- 250
- عود الی المقصود ---------- 251
- تنبیہ بلیغ ---------- 256
- دوسرا اعتراض ---------- 261
- ترکِ سنت کا اتہام ---------- 265
- کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سود خور تھے؟ ---------- 271
- رشوت ستانی کا الزام ---------- 275
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم ---------- 278
- حدیث حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی حیثیت ---------- 287

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- اسنادی جائزہ ---------- 289
- دلچسپ پہلو ---------- 291
- امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے استدلال کی حقیقت ---------- 298
- عجیب بلکہ لایعنی طعن ---------- 314
- ذرا تصور کیجیے ---------- 334
- خاتمہ کلام ---------- 338

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبة الكتاب

الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤ من به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمد اعبده ورسوله، أما بعد: فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد ﷺ وان شرالامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار۔ فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝﴾

﴿اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ (النور: 26)

﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (الاحزاب: 58)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللھم صل علیٰ محمد وعلی آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انك حمید مجید . اللھم بارك علیٰ محمد وعلی آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انك حمید مجید.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

استاذ الاساتذہ، فضیلۃ الشیخ، حضرت علامہ مولانا حافظ ثناء اللہ صاحب ضیاء دامت برکاتہم عالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد

اسلام کی نظریاتی سرحدوں کو غیر محفوظ اور اسلامی ریاست کو غیر مستحکم بنانے کے لیے دو گروہوں نے ذریت ابلیس کا کردار ادا کیا ہے ایک گروہ (روافض) نے محبت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کا ڈھونگ رچا کر قرآن حکیم کی صداقت کو مشکوک بنانے اور اسلامی ریاست کے حکمرانوں سے سادہ لوح مسلمانوں کو متنفر کرنے کے لیے ان کے خلاف من گھڑے روایات کا جال بچھایا۔ دوسرے گروہ (خوارج) نے ''حسبنا کتاب اللہ'' بظاہر خوبصورت نعرہ لگا کر بیان القرآن (احادیث صحیحہ) کی شرعی حیثیت کو داغ دار کرنے کی مذموم ومسموم کوشش کی۔

ان دونوں گروہوں کے نظریات میں بظاہر تناقض ہے مگر اندرون خانہ دونوں ایک ہیں کیونکہ ان دونوں کا جدِ اسود وہی ایک ہی گروہ ہے جس نے خون عثمان رضی اللہ عنہ سے اپنا ناپاک دامن رنگین کیا۔ ان میں سے ایک گروہ (روافض) حضرت عمار بن یاسر، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کی شہادت کا سرغنہ تھا۔ دوسرے گروہ (خوارج) نے حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین اور خانوادہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کو جس بے دردی سے شہید کیا۔ وہ زخم آج بھی ہر راسخ العقیدہ مسلمان کے سینہ پر تازہ ہے۔

ان میں سے ایک گروہ (روافض) کی کوکھ سے باطنیوں نے جنم لیا۔ اُنہوں نے اسلامی ریاست میں نقب زنی کرکے اسے غیر مسلموں کے لیے نغمہ شیریں بنانے کی کوشش کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے گروہ (خوارج) کے بطن سے معتزلہ کی ولادت ہوئی۔ اُنہوں نے اسلام کی نظریاتی سرحدوں کو محدّوش کرنے کے لیے کچھ محدثین کو پس دیوار زندان کیا اور کچھ کو جلا وطن ہونے پر مجبور کیا۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کی سازشوں کو طشت از بام کرنے کے لیے محدثین کرام و عظام کا مقدس و مستعد گروہ پیدا فرمایا۔ جس نے شجر طیبہ سے شجر خبیثہ کو الگ کرنے کے لیے ایسے سنہری اصول تحریر فرمائے جو تمام تر قرآن حکیم سے مستنبط ہیں۔ پھر ان کے بعد اس گروہ کے علمی وارثوں (علمائے اہلحدیث) نے انہیں اصولوں کے تحت قاتلینِ عثمان کی ذریت کی تازہ سازشوں کو بے نقاب کیا۔ اور ان کے لچر اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا۔

زیر مطالعہ کتاب اسی سلسلہ الذہب کی ایک کڑی ہے جو قابل صد احترام فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا برق توحیدی مدظلہ العالی کی تالیف ہے۔ ممدوح نے اس مختصر مگر جامع کتاب میں ان پردہ نشینوں کے بھیانک اور مکروہ چہروں کو بے نقاب کیا ہے۔ جو کانوں میں مندرے، ہاتھوں میں لوہے کے کڑے اور گلوں میں سیاہ اور سبز چوغے پہن کر مکار شکاریوں کا کردار ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔

موصوف نے محدثین کے سنہری اصولوں کی سیف بے نیام کے ذریعے ان کے قدیم و جدید اعتراضات کو تار عنکبوت کی طرح تار تار کر دیا ہے۔ فاضل مؤلف نے ہر اعتراض کے ایک سے زائد جوابات دیئے ہیں۔ حالانکہ ان کا پہلا جواب ہی ہوا کے اس جھونکے کی مانند ہے۔ جو زاغوں کے گھونسلے کے تار پود بکھیرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ان کے دیگر جوابات تو قارئین کی تشفی اور اطمینان قلب کے لیے ہیں۔

فاضل مؤلف کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی جوانی اور بڑھاپا اعلائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلمۃ اللہ کے لیے وقف کیا ہوا ہے اُنہوں نے قلم ولسان سے باطل وگمراہ فرقوں کی اسی طرح سرکوبی کی ہے۔ جس طرح سپہ سالار، سیف وسنان سے دشمنان اسلام کی سرکوبی کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید دین حنیف کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مجھ جیسے طالب علموں کو ان کے فیض سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور زیرنظر کتاب کو ہر لائبریری کی زینت اور ہر سنی مسلمان کے ہاتھ کا زیور بنائے۔ ان کے لیے اور ان کے آباؤ واجداد اور مشائخ واسلاف کے لیے صدقہ جاریہ بنائے آمین۔ ثم آمین۔

طالب دُعا

ثناءاللہ ضیاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

الحمدلله رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء وخاتم المرسلین وعلی آلہ وأصحابہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین امابعد!

تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ مورخین بسیار کوشش کے باوجود بھی تحقیق و تنقیح واقعات اور تصدیق و تصحیح روایات میں وہ معیار قائم نہ رکھ سکے جو حضرات محدثین رحمہم اللہ نے قائم رکھا یہ بنیادی سبب ہے کہ کتب حدیث میں احادیث ضعیفہ کی نسبت تاریخ میں واقعات مکذوبہ بکثرت پائے جاتے ہیں اور یہ بات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ محدثین رحمہم اللہ نے جس طرح دین کی حفاظت میں ایک طرف التزام صحت وثقاہت کے ساتھ احادیث صحیحہ بلکہ اصح الا حادیث کے الگ دفاتر و ذخائر مرتب کر کے امت پر احسان عظیم کیا وہاں انہوں نے احادیث ضعیفہ ہی نہیں بلکہ روایات مکذوبہ اور احادیث موضوعہ کو بھی الگ سے مرتب کرنے کا کارنامہ بھی انجام دیا۔ فللّٰہ درّھم۔ مگر تاریخ کے باب میں ایسا نہیں ہوسکا یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے نام پر دھوکہ دینا بہت آسان بلکہ عام ہو گیا اور اس پہلو سے تاریخ انسانیت سے بڑھ کر تاریخ اسلام میں جس طرح دروغ گوئی پر مبنی پروپیگنڈہ کے زور پر جس طرح مختلف صورتوں میں جو مشق ظلم وستم روا رکھی گئی وہ تاریخ کا ایک سیاہ ترین باب ہے۔

ایک منصف مزاج اور غیر جانبدار شخص جب جبر واکراہ میں دل گردہ سنبھال کر اس باب کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ بطور انسان بدمزہ اور پریشان ہو جاتا ہے کہ وہ مقدس شخصیات اور ارواح طیبہ جن کے اکرام واحترام، شرف وفضل، طہارت وتزکیہ اور اخلاق وکردار پر تمام اقوام عالم کو فخر ہے کہ وہ انسانیت کا سب سے بہمہ پہلو اعلیٰ وافضل طبقہ ہیں اور انسانیت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلاح وتزکیہ کے لیے جتنے بھی قابل قدر انسان گزرے ہیں وہ سبھی ان ہی نفوس طاہرہ سے مستفید و مستفیض نظر آتے ہیں کہ ان تمام کی تعلیمات بالواسطہ یا بلا واسطہ، شعوری یا غیر شعوری طور پر ان حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کی تعلیمات و ہدایات اور ان کے اخلاق و کردار کا عکس نظر آتی ہیں کہ دین فطرت کے ترجمان اور داعیان حق وہی تھے مگر حیرت تو اس پر ہے کہ لوگوں نے ان نفوس زکیہ کو بھی معاف نہ کیا۔ ان رجال قرآن وسنت کو تاریخ کے خود ساختہ اور تطفیف زدہ معیار و میزان پر پرکھنے کی کوشش میں دشمنانِ انسانیت اور باغیان فطرت یا حزب شیطان اور احباب طاغوت نے ان کے خلاف نہ صرف کہ منفی پراپیگنڈہ کا ہر تیر آزمایا بلکہ ان کے خلاف اخلاق کش سے بڑھ کر جان لیوا سازشیں بھی کیں اور یوں کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا محسن طبقہ ہی انسانیت کا مظلوم طبقہ ہے ان مصلحین و معلمین انسانیت کو جس طرح طاغوت نے نشانہ بنایا اس میں سب سے بڑا کردار یہودیت وصیہونیت کا رہا ہے اور آج تک ہے۔

فرق صرف اتنا پڑا کہ ((ثم الأمثل فا لأمثل)) کے تحت ان حضرات قدسیہ کے بعد ان کے جانشین مشن اور ورثاء علم وعمل بنتے رہے اور اس تاریخی تسلسل ((هلم جرا)) کے تحت سب سے آخر میں خاتم النبیین ﷺ کفر و طاغوت کی ان قوتوں کے نشانہ پر رہے آخر ان کے ترکش کا وہ کونسا تیر ہے جو آزمایا نہ گیا ہو وہ کونسا حربہ ہے جسے اپنایا نہ گیا ہو اگر ((واللہ یعصمك من الناس)) کا وعدہ ایزدی نہ ہوتا تو انسانیت کی بقاو دوام اور قرار و استحکام کی آخری ضمانت کو بھی گنوا دیا جاتا شاید کسی کو اندازہ نہیں کہ جو رحیم و کریم اپنی ((هذه ناقة الله لكم آية)) کو نقصان پہنچانے پر اپنی جباری وقہاری سے عزیز ذوالانتقام تمام قوم ثمود کو نیست و نابود اور ہلاک کر دیتا ہے وہ اس ''ضمانت امن و امان'' کو نقصان پہنچانے پر پوری انسانیت پر شاید ایسا عذاب وعقاب نازل کرتا کہ ((لا اعذبه احدا من العالمين)) کا منظر ہوتا ((اعاذ نا الله منه)) چنانچہ سمجھنا بلکہ کہنا چاہیے کہ ((واللہ یعصمك من الناس)) صرف عظمت و رفعت مصطفیٰ ﷺ کا اعلان ہی نہیں بلکہ ان کی رحمۃ للعالمینی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صدقے پوری انسانیت کی بقاء دوام کی ضمانت ہے۔

بہرحال یہ تو اعجاز نبوت ہے لیکن دشمنانِ نبوت و رسالت نے اس کے سامنے بے بس ہو کر اپنی عداوت کو ترک نہیں کیا بلکہ اس کا رُخ بدلا ہے مشن اور مقصد وہی ہے صرف طریق واردات تبدیل ہوا ہے یا یوں کہیے کہ کام وہی ہے نام بدلا ہے۔ شیطنت وہی ہے نقاب بدلا ہے یعنی یہودیت سے سبائیت کے راستہ رافضیت میدان میں اتری اور تب سے لے کر اب تک وراثت نبوت کے متوالوں اور مشن نبوت کے علمبر دار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نشانہ بنایا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف یہودیت وصیہونیت اور سبائیت کی ہمہ جہت عداوت ایک طویل داستان ہے جس کا تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی درجہ بدرجہ اور مختلف حوالوں سے نشانہ بنتے رہے مگر تاریخ اسلامی تو کیا اگر تاریخ انسانی کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ پراپیگنڈہ مہم جوئی، کذب و افتراء اور افراط وتفریط کا ظلم وستم جس قدر حضرت مولائے علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر روا رکھا گیا شاید کسی اور پر ایسی مشق نہ کی گئی ہو۔ روافض ونواصب ہوں یا خوارج سبھی نے اپنے اپنے مفادات و اہداف کے تحت یہودی وصیہونی اور سبائی ایجنڈ کی تکمیل میں ان نفوس طیبہ کو اپنی سازشوں کا نشانہ بنایا البتہ اتنا فرق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بنو ہاشم یا قریش اس قدر تنقید وتنقیص کا نشانہ نہیں بنے جس قدر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے بنو امیہ کو رگیدہ گیا ہے۔ تاہم یہ بات اطمینان بخش ہے کہ بفحوائے۔ شر میں بھی خیر ہوتی ہے۔ مجموعی طور پر بنو امیہ اور شخصی طور پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں اس قدر لٹریچر منصۂ شہود پر آیا کہ جس طرح وہ اپنی مظلومیت میں سرفہرست رہے اب اس طرح اپنے مضبوط اور نا قابل تسخیر دفاع میں بھی وہ سب سے سرفہرست ہیں۔ جس سے شاید اب دشمنانِ معاویہ رضی اللہ عنہ بھی پریشان ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف پراپیگنڈہ کی مہم کا جو محل ریت کے ٹیلے پر تعمیر کیا تھا وہ بیت عنکبوت سے بھی زیادہ ناپائیدار ثابت ہوا اور ان کی مخالفت وعداوت کی کاشت کردہ فصل۔ شجرہ خبیثہ۔ سے بھی زیادہ کمزور نکلی جبکہ دوسری طرف ان کی حماقت کے نتیجہ میں دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ کے جو بروج مشیدہ سے بھی زیادہ مضبوط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہاڑوں سے زیادہ نا قابل تسخیر اور بلند و بالا قلعے تعمیر کیے جا رہے ہیں جن کی بنیاد کتاب و سنت کی کنکریٹ پر اٹھائی گئی اور صحابہ و اہلبیت نیز سلف صالح کے علم و عمل کی آسمان کو چھوتی کلس پر انتہاء عروج چھوتی ہے وہ آج کفر و طاغوت کے لیے ((لیغیظ بھم الکفار)) کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔

سبائیت و مجوسیت کے کار پرداز اور نمائندگان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف غلیظ پراپیگنڈہ کا جو طوفان بدتمیزی اٹھایا اور ان کے متعلق اعتراضات و شبہات کی جو مہم چلائی اس کی علمی و اخلاقی حیثیت دیکھ کر تو احساس ہوتا ہے کہ اگر آج حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہوتے تو یقیناً وہ خوشگوار تعجب کرتے کہ مجھے دشمن بھی ملے تو کیسے خسیس و کمینہ صفت ملے کہ وہ اپنی کم عقلی نہیں کم ظرفی میں اسلامی تو کیا انسانی اخلاق میں گراوٹ اور سطحیت کی تمام حدیں پھلانگ گئے اور اس قدر ((ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور)) کا مظہر ٹھہرے کہ یہ بیہودہ الزام و دشنام اور نقد و طعن بھی اپنی جگہ شرمندہ ہیں کہ ہمیں یہ لئیم و زنیم، کس بے دردی نہیں بلکہ بے شرمی سے ''ناجائز'' استعمال کر رہے ہیں۔ سچ ہے

((اذالم تستحی فاصنع ما شئت))

یہ بات بھی یقیناً خوش آئند اور حوصلہ افزاء ہے کہ علماء اہلسنت آج بھی اپنے اسلاف کی روایات کے امین بن کر قرآن و سنت کی پیروی میں دفاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں۔ بنیان مرصوص۔ کی صورت میں اپنا فرض ادا کر رہے ہیں جس طرح قرون اولیٰ میں محدثین و فقہاء اور مجتہدین و علماء نے اپنے عقائد و اصول کے تحفظ میں ہمہ قسم جہاد کو لازم بنائے رکھا اسی طرح آج بھی ہر قسم کے فروعی اور فقہی باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تمام اہلسنت علماء، اہلحدیث، احناف و مالکیہ، شوافع و حنابلہ سبھی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں تحریر و تقریر ہو یا عملی جدوجہد اور تحریک ہو قانونی محاذ ہو یا عوامی پلیٹ فارم سب اہلسنت مسالک و مذاہب اور مکاتب ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے نظر آتے ہیں اور ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر جذبہ مسابقت سے اس جدوجہد میں حصہ ڈالنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ برصغیر میں علماء اہلسنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اہلحدیث واحناف) نے اس سلسلہ میں جو تحریری وتقریری اور علمی وعملی خدمات سرانجام دی ہیں وہ قابل تحسین وآفرین ہیں جنہیں امت کی طرف سے فرض کفایہ کی ادائیگی سے تعبیر کیا جانا چاہیے اور انہوں نے اپنے اتحاد و اتفاق سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے عظمت وحرمت پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے لیے ریڈ لائن نہیں بلکہ ڈیڈ لائن ہیں۔ جن نفوس قدسیہ نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے دفاع میں اپنے مال ومنال اور اہل وعیال ہی نہیں اپنی جانوں کی قربانیاں دیں آج اہلسنت بھی ان کے تقدس کے تحفظ اور ان کی عظمت وحرمت کے دفاع میں اپنے مال ومنال اور اہل وعیال تو کیا جانیں قربان کرنا فرض نہیں قرض سمجھتے ہیں جس کی ادائیگی ان کے ایمان کی تکمیل ہی نہیں بلکہ دنیا وآخرت کی سعادتوں کی تسہیل وتحصیل ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ فارس ومجوسیت اور یہودیت وصیہونیت یا رفض وسبائیت اگر امت میں سے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سب سے زیادہ عداوت رکھتے ہیں تو اس کا واحد سبب ان کی اپنے دور امارت وخلافت میں ریاست اسلامیہ کی وسعت واستحکام کی خاطر دی جانے والی خدمات اصلاحات اور فتوحات ہیں جس کو کفر وطاغوت ابھی تک نہیں بھلا سکا اور شاید قیامت تک وہ یہ زخم چاٹتا رہے گا لیکن کفر وطاغوت نے ان سے اپنے انتقام کے لیے حُبِ اہلبیت کا جو عنوان اپنایا وہ بڑا منافقانہ و دجالانہ طریق واردات ہے اسی لیے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنی معاندانہ مہم جوئی میں کذب وافتراء اور دجل وفریب پر مبنی اتہامات والزامات کا پراپیگنڈہ تو کرتے ہیں لیکن بہانہ جنگ جمل وصفین کو بناتے ہیں حالانکہ یہ لڑائیاں اصطلاحی وعرفی جنگوں سے نہ صرف مختلف پس منظر رکھتی ہیں بلکہ اس کے نتائج وثمرات بھی یکسر مختلف ہیں کیونکہ یہ جو کچھ بھی ہوا وہ کسی نظریاتی یا سیاسی، جغرافیائی یا معاشی بنیادوں پر نہ تھا بلکہ محض طریق کار کا اختلاف تھا جو نہ صرف غلط فہمیوں بلکہ بعض خفیہ سازشی عناصر کی ریشہ دوانیوں کی بنا پر رونما ہوئیں۔ اسی لیے ان جنگوں کو قتال البغی نہیں بلکہ قتال الفتنہ کہا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ نہ صرف بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان مہمات سے الگ تھلگ اور لاتعلق رہے بلکہ مصالحانہ کوشش بھی کرتے رہے اور لطف ہے کہ فریقین ہی ایک دوسرے کے نہ صرف ایمان کے قائل اور معترف تھے اور بلکہ ایک دوسرے کے متعلق اکرام و احترام کے جذبات رکھتے تھے چنانچہ ان مہمات کے دوران اور ان کے بعد فریقین کے درمیان بھی ہر قسم کے معاشرتی و سماجی تعلقات بھی ہمیشہ استوار رہے اور کبھی اس موضوع کے حوالہ سے ان میں کوئی رنجش تو کجا بحث تک نہ ہوئی تھی، بتایا جاتا ہے کہ زبید بن الحارث اور طلحہ بن مصرف دونوں ہی آپس میں رشتہ دار تھے اور دونوں ہی ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آراء رہے کہ زبید، علوی جبکہ طلحہ عثمانی تھے لیکن

((لم یجر قط بینهما فی ذلك كلمة خشنة الی ان ما تا رحمہ اللہ)) [1]

''دونوں نے اس موضوع پر ایک دوسرے سے کبھی بھی تلخ و ترش لفظ تک بھی نہیں بولا۔''

جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذاتی اور جماعتی طور پر اس سے کہیں مقدس اور نازک وحساس جذبات تھے اور کبھی دونوں اطراف سے اس تناظر میں کوئی بات نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس کو عداوت و نفرت کی مستقل بنیاد بنالیا جائے جیسا کہ دشمنان معاویہ رضی اللہ عنہ اہلبیت کی محبت کے نام پر ناٹک رچائے ہوئے ہیں بلاشبہ اس ضمن میں اہلسنت کا موقف ہی حقیقت پر مبنی اور ان نفوس قدسیہ سے محبت وعقیدت کا صحیح مظہر اور ترجمان ہے۔

یقیناً اہلسنت کا مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر موقف۔ سکوت۔ کا ہے اور اگر۔ من سکت نجا۔ کا کوئی بہترین مظہر ومصداق کوئی سکوت ہے تو اس میں اس سکوت کو اولیت و اولویت حاصل ہے۔ جو قرآنی محکمات کے سامنے متشابہات کی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ ہمارا تو کمزور ایمان اور سطحی علم بھی اس کا متحمل نہیں کہ ہم اس پر خطر وادی میں قدم رکھنے کا سوچ بھی سکیں البتہ

[1] جمهرة انساب العرب : ص 394

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع بالعموم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع بالخصوص کرتے ہیں تو صرف اس لیے کہ۔

1۔ عام حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف شرف ایمان کے حامل بلکہ اعزاز صحبت سے بھی مشرف ہیں۔

2۔ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کے شرف صحبت سے مستزاد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل و مقام بھی حاصل ہے۔

3۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ من وجہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر اپنی خدمات اور امارت وخلافت کے کارہائے نمایاں کی بنا پر اگر محسن دین وملت ہیں تو اسی بنا پر وہ اسلام دشمنی میں یہودیت وصیہونیت اور مجوسیت وسبائیت اور ان کی معنوی ذریت کا ہدف تنقید و تنقیص ہیں۔

4۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اگرچہ دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح مختلف انفرادی اور شخصی اعزازات کے بھی زبان نبوت سے مصداق ومظہر ہیں لیکن خود اپنی قرابت ہی نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اہلبیت کی قرابت ومحبت اور تعلق ونسبت کے تناظر میں ان حضرات اہلبیت سے بے پناہ محبت وعقیدت اور اکرام و احترام کا عملی رشتہ رکھتے تھے اور جو شخص اہلبیت سے محبت کرے اس سے محبت اور اس کا دفاع خود اہلبیت سے محبت اور ان کے دفاع کا تقاضا ہے۔

5۔ نہ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرات اہلبیت رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت رکھتے تھے بلکہ خود اہلبیت رضی اللہ عنہم بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت وشفقت کا عملی تعلق رکھتے تھے اور ان سے مضبوط ذاتی مراسم و تعلقات نبھاتے تھے چنانچہ جس سے اہلبیت کرام رضی اللہ عنہم محبت والفت رکھیں اور ان سے تعلقات کا احترام کریں اس کی محبت ہی ہمارے ایمان کا تقاضا ہی نہیں بلکہ اس کا تحفظ و دفاع بھی ایمان کی علامت اور اہلبیت رضی اللہ عنہ سے محبت کی نشانی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ جو بنیادی اسباب وعوامل ہیں کہ اہلسنت، روافض وخوارج کے مقابلہ میں یہودی و صیہونی اور سبائی سازش کو ناکام بنانے اور اہلبیت سے محبت کے لبادہ میں اٹھنے والے فتنہ و فساد کو دبانے کے لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تحفظ و دفاع کو اپنا دینی فریضہ سمجھ کر ادا کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں اور۔ ان شاء اللہ ((علی رغم أنف الأعداء)) کرتے رہیں گے۔

اس موقع تمام اہلسنت سے یہ درخواست کرنا بھی مناسب ہوگا کہ جس طرح برصغیر میں اہلسنت کے ہاں شیعی اثر ونفوذ میں غیر شعوری طور پر مفرد ناموں کی بجائے یہ مرکب نام عام ہو گئے کہ محمد بھی نام رکھیں تو اس کے ساتھ حضرت علی، حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ناموں کا لاحقہ ضرور لگایا جاتا ہے یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت سے خواتین میں یہ نام مفرد یا مرکب استعمال کیا جاتا ہے یقیناً ان نفوس قدسیہ سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ان سے نفرت وبغض کسی سطح پر اور کسی حوالہ سے بھی ہو نفاق ہے مگر ((أحب الاسماء الی الله)) کے تحت عبدیت کی ترکیب سے اگر نام رکھنے کی توفیق نہیں تو اسماء الانبیاء والمرسلین علیہم الصلاۃ والسلام رکھے جائیں یا پھر حضرات صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم سے اظہار محبت میں ان کے ناموں پر نام رکھیں جائیں اور ان میں خلفاء ثلاثہ کے ساتھ حضرت ابوسفیان، حضرت معاویہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی بھی ہیں۔ عموماً محسوس کیا بلکہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک نادیدہ یا غیر شعوری احساس کمتری میں ان ناموں سے گریز کیا جاتا ہے یہ من وجہ غیر ارادی تشیع نوازی بلکہ ترفض ہے اب ضرورت ہے کہ اہلسنت بالخصوص اہلبیت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی اولادوں کے نام ابوسفیان، معاویہ وغیرہ رکھیں بلکہ اپنی دوکانوں اور کاروبار کو ان شخصیات سے منسوب کریں کہ اپنے بیگانے یہ نام اپنی زبانوں پر لانے پر مجبور ہوں۔ اور یوں ((لیغیظ بهم الکفار)) کا منظر دیکھنے کو ملے جب حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار رحمہ اللہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے انعام لے کر اپنے بیٹے کا نام معاویہ رکھتے ہیں تو پھر ہمیں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت بلکہ سب صحابہ وصحابیات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بالعموم اور خلفاء راشدین نیز امہات المؤمنین اور بنات رسول ﷺ سے بالخصوص محبت میں انعام وترغیب دلا کر معاشرہ میں یہ نام رکھنے اور رکھوانے کی روایت ڈالنی چاہیے۔

بلکہ یہ روایت کچھ اس طرح عموم وشمول اختیار کر جائے جیسا کہ محمد بن عبدالواحد غلام ثعلب کے متعلق آتا ہے:

((أن الأشراف والكبار وأهل الأدب كانوا يحضرون عنده ليسمعوا منه كتب ثعلب وغيرها، وكان له "جزء" قد جمع فيه الأحاديث التي تروى في "فضائل معاوية" فكان لايترك أحدا منهم يقرأعليه شيئا حتى يبدأ ذلك الجزء،ثم يقرء بعده ما قصدله)) [1]

''یعنی جب ان کے پاس شرف وفضل رکھنے والے، بڑے بڑے لوگ اور اہل ادب امام ثعلب کی کتب وغیرہ کے سماع کی غرض سے حاضر ہوتے تو وہ پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل احادیث اپنی کتاب کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھنے کا اسے کہتے پھر اس کی خواہش پر اسے جو وہ چاہتا وہ پڑھایا اور سنایا جاتا۔''

گویا آج بھی وقت کی ضرورت ہے کہ حضرات صحابہ اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان مظلوم صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت وکردار پر مبنی لٹریچر کو نہ صرف عام کیا جائے بلکہ اپنی تعلیم وتربیت کے نصاب کا لازمی حصہ بنایا جائے۔

راقم الحروف نے اپنے اسلاف کی اسی روایت کو نبھاتے ہوئے 1443ھ بمطابق 2022ء میں اپنے ماہنامہ التوحید میں ایک سلسلہ مضامین بعنوان ((مسالب المثالب)) شروع کیا تھا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ان کے معاندین وطاعنین کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات اور پھیلائے جانے والے شکوک وشبہات کا جائزہ لیا گیا تھا بعض دوستوں کی اسی وقت سے رائے تھی کہ اسے الگ کتابی شکل میں شائع کیا جائے لیکن

[1] طبقات حنابلہ: ج 3 ص128

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظام قدرت میں ہر کام کے انجام پانے کا ایک وقت مقرر ہے چنانچہ خواہش اور کوشش کے باوجود اس رائے کو عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا اب بتوفیق اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو مزید مناسب بلکہ ضروری اضافوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ ہماری یہ کوشش کوئی نئی ہے نہ نرالی، صرف اسلاف کی خوشہ چینی اور نقالی ہے میں بلاشبہ اپنے ان سلف صالح رحمہم اللہ کا دل کی گہرائی سے شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں جنہوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے تحفظ و دفاع میں خدمات انجام دیں جو آج تک نہیں بلکہ قیامت تک امت کے بہت سے بہکے ہوئے حضرات کے لیے مینارہ رشد و ہدایت ہوں گے اور ہم جیسے طلبہ کے لیے زاد تالیف و تصنیف بن کر صدقہ جاریہ قرار پائیں گے۔ اگر قدیم و جدید عربی و اردو مصنفین کا نام لکھوں تو بات طویل ہو جائے گی لیکن علامہ الشیخ امیر بن احمد القروی حفظہ اللہ کی کتاب مستطاب ''منزلۃ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ'' سے میں نے بالخصوص باب دوم میں بھر پور استفادہ کیا ہے جزاہ اللہ خیرا۔

ان کے ساتھ میں اپنے مخدوم و مرشد اور شیخ و مربی فضیلۃ الاستاذ حضرت علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ و متعنا اللہ تعالیٰ بطولہ حیاتہ کا بھی ممنوں ہوں جن کی توجیہات و توجہات سے بندہ ناچیز یہ چند سطور مرتب کرنے کے لائق ہوا۔ اسی طرح فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ المحقق الاستاذ حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ ضیاء حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا بلال اشرف اعظمی حفظہ اللہ شیخ الحدیث مرکز السراج اہلحدیث بوریوالہ بھی خصوصی شکریہ کے حق دار ہیں جنہوں نے نہایت دقت نظر سے کتاب ہذا پر نظر ثانی فرما کر مفید تجاویز اور اصلاحات سے نوازا ہے۔

جبکہ ادارہ علوم اثریہ کے رفقاء تحقیق و تصنیف حضرت علامہ شیخ خبیب احمد صاحب حفظہ اللہ حضرت العلام شیخ طارق محمود صاحب حفظہ اللہ، حضرت علامہ شیخ مولانا عبدالحي صاحب انصاری حفظہ اللہ بھی شکریہ کے حقدار ہیں جن کی علمی معاونت کے بغیر اس کام کی تکمیل ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھی اسی طرح شکریہ و سپاس کے حقدار ہیں میرے مخلص دوست اور دست راست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا قاری محمد اشرف صاحب اور حضرت مولانا قاری محمد یوسف نجیب حفظہما اللہ تعالیٰ جنہوں نے کتاب کی باریک بینی سے قرات کا فریضہ انجام دے کر اسے طباعت کے قابل بنایا دیگر وہ تمام رفقاء و احباب بھی یقیناً شکریہ کے مستحق ہیں جن کا تعاون کسی نہ کسی صورت میں شامل حال رہا جزاھم اللہ خیرا۔

آخر میں اپنے برادر عزیز القدر، علم دوست بلکہ علم پرور بھائی حافظ محمد عمر حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جو بندہ ناچیز کی تالیفات کو بڑی محبت ومحنت اور اخلاص وعقیدت سے شائع کر کے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنے ایمانی تعلق ونسبت کا ثبوت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور صحت وعمر کے ساتھ اس جذبہ خیر میں برکت عطا فرمائے اور اس کو ان کے لیے دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی کا ذریعہ اور ان کے لیے دین ودنیا کے حوالہ سے۔ تجارۃ لن تبور۔ بنائے۔ آمین۔

برق التوحیدی

جمعۃ المبارک

12-11-1446ھ بمطابق 09-05-2025ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسالب المثالب

مطاعن معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت

راقم الحروف جب سیّدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے اعتراضات کا جواب ''سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزامات کا شرعی و تاریخی جائزہ'' لکھ رہا تھا تب بعض ایسے اعتراضات بھی سامنے آئے جن پر تبصرہ ضروری محسوس ہوا لیکن اس وقت ہمارے پیش نظر ایک مخصوص کتاب کا جواب تھا تو ہم نے خود کو وہیں تک محدود رکھا اگرچہ اس میں بھی بعض مطاعن و مثالب کا جواب آ گیا ہے لیکن جب عمومی الزامات کو دیکھا گیا تو محسوس بلکہ معلوم ہوا کہ ان کی کوئی نقلی و عقلی بنیاد نہیں بلکہ کچھ تو ایسے ہیں جو کم علمی اور جہالت کا مظہر ہیں اور کچھ ایسے جو غلط فہمی پر مبنی ہیں یا پھر تعصب و عناد اور حقد و حسد کا نتیجہ، کیونکہ تاریخ اسلام کا یہ المیہ ہے بعض حضرات کے ہاں عدل و انصاف کے تمام معیارات اور منطق و حکمت کے جملہ اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے قرآنی حقائق کو اپنی عقل و دانش اور انسانی وضعی اصولوں پر پرکھا جاتا ہے، قرآنی رجال کو انسانی میزان میں تولا جاتا ہے اور تمام تر خرابی کا مدار ثقل یہی کجی ہے جس پر مستزاد یہ کہ افراط و تفریط اور غلو و تنقیص نے انسانی ضمیر کے میزان عدل کو یوں ٹیڑھا کیا کہ لسان المیزان ایک ہی جانب جھکنے لگی اور اس کے نتیجہ میں انسانی زبان و قلم یک چشمانہ منظر کشی کرنے لگی۔

یہ اگرچہ ایک طویل داستان دلخراش ہے کہ اس غیر منصفانہ اور جانبدارانہ فکر و نظر اور طرز عمل نے کیا گل کھلائے بلکہ تاریخ اسلام پر ظلم ڈھائے لیکن اس کا سب سے المناک اور افسوسناک باب وہ ہے جس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی نفوس قدسیہ پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنقید و تنقیص کی مشق ستم کی گئی یہ تب ہوا جب یہودیت وسبائیت کی ایک منظّم سازش کے نتیجہ میں خوارج ونواصب اور روافض جیسے مبتدعہ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے نظریاتی وسیاسی مفادات وترجیحات کے حصول وتحفظ میں ہر اعتقادی واخلاقی اور علمی حد کو پامال کرتے ہوئے کذب وافتراء وضع واختراع، بد دیانتی وخیانت اور جفا ودغا کو شعار بنایا بالخصوص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین مشاجرات کی آڑ میں جس افراط وتفریط کا مظاہرہ روافض ونواصب اور خوارج نے کیا اس کے جو اعتقادی اور سیاسی واخلاقی منفی اثرات اسلامی معاشرہ پر مرتب ہوئے وہ تو الگ قومی وملی المیہ ہے لیکن جس طرح امت اسلامیہ کے امتیاز واعزاز، علمی وراثت کے تحفظ ودفاع کو نشانہ بنایا گیا وہ سب سے خوفناک پہلو ہے۔ جس کے نتیجہ میں ذخیرہ احادیث کو متنازع بلکہ نا قابل اعتبار بنانے کی کوشش کی گئی اور دونوں طبقات نے اپنی فکری ونظری اور سیاسی نسبت میں افراط وتفریط اور غلو وتنقیص کا مظاہرہ کرتے ہوئے وضع الحدیث کا فتنہ اٹھایا اور بے شمار من گھڑت احادیث وروایات سے اپنے اپنے موقف کو ثابت کرنے کی کوشش کی یقیناً اس کوشش سے ان کے منسوبہ ومدعومہ عقائد وافکار کو تقویت ملی نہ شخصیات کو فائدہ ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے تحفظ ودفاع کا وعدہ ربانی پورا کرتے ہوئے محدثین کرام کو۔ رجو مالشیاطین۔ کے طور پر پیدا کیا جنہوں نے یہ عظیم کارنامہ انجام دیا کہ صحیح کو ضعیف سے اور ثابت کو موضوع سے اور سچ کو جھوٹ سے الگ کر دیا مولانا حالی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

گروہ اک جو یا تھا علم نبی کا — لگایا پتا جس نے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا — کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح وتعدیل کے وضع قانوں — نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں
اسی دھن میں آسان کیا ہر سفر کو — اسی شوق میں طے کیا بحر وبر کو
سنا خازن علم دیں جس بشر کو — لیا اس سے جا کر خبر اور اثر
پھر اس کو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر — دیا اور کو خود مزا اس کا چکھ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا　　مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا　　ائمہ میں جو داغ دیکھا، بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا　　نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

بلاشبہ محدثین کرام رحمہم اللہ کا یہ کارنامہ تاریخ اسلام کا سنہری کارنامہ ہے جس سے امت اسلامیہ کو وہ اختصاص و امتیاز ملا کہ نہ صرف پہلی امتیں اس سے محروم رہیں بلکہ قیامت تک بھی کسی نظریہ و تحریک کو نصیب نہ ہو سکے گا اور یہ کارنامہ بلاشبہ اعجاز نبوت کا مظہر و مصداق ہے۔

بہرحال سبائیت و یہودیت کے پروردہ عناصر نے اس کھیل میں ایک مخصوص پس منظر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدف بنایا چنانچہ جس قدر جھوٹ ان حضرات کے متعلق بولا گیا اور جس قدر جھوٹی روایات ان کے متعلق بنائی گئیں۔ شاید کسی اور کے متعلق نہ ہوں بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مثالب پر، اور اس ضمن میں اس قدر جھوٹ بولا گیا کہ سچ تلاش کرنا مشکل ہو گیا بلکہ حق کا انکار ہی کیا جانے لگا۔

اندریں حالات دونوں طرف سے بولے گئے جھوٹ اور بنائی گئی من گھڑت احادیث و روایات کی نقاب کشائی بہت بڑی دینی اور علمی خدمت ہے تاکہ نہ صرف لوگوں کے عقیدہ و عقیدت میں توازن قائم کرتے ہوئے ان کے ایمان کو محفوظ بنایا جا سکے بلکہ ان محترم شخصیات کی سیرت و کردار کے حقیقی رُخ کو نکھارا جا سکے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اکثر مناقب کی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کردہ مثالب کا جب جائزہ لیا گیا تو مجموعی طور تمام کی تمام ایسی روایات کو کذب و افتراء کا شاخسانہ پایا اور علماء فن اور علوم حدیث کے ائمہ نے بہت سی تصریحات میں اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے اس سلسلہ میں امام ابن الجوزی لکھتے ہیں:

((فضائله الصحيحة كثيرة غير ان الرافضة لم تقنع فو ضعت له مايضع ولا يرفع وحوشيت حاشيته من الاحتجاج الى الباطل۔۔۔۔۔ قال الشعبي: يامالك لواردت ان يعطوني رقابهم عبيدا او ان يملئوا بيتي ذهبا على ان أكذب لهم على علي لفعلوا، ولكن والله لا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كذبت ابدا)) [1]

''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صحیح فضائل بہت ہیں مگر روافض کے ان پر اکتفاء کرنے کی بجائے من گھڑت فضائل کو لیا اور ان کو جھوٹ کے لیے دلیل بنایا..... امام شعبی نے، مالک سے کہا: اگر میں چاہوں کہ یہ روافض مجھے اپنی تعداد برابر غلام دے دیں اور میرا گھر سونے سے بھر دیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں جھوٹی روایات بیان کروں تو وہ ایسا بھی کرنے کو تیار ہیں لیکن اللہ کی قسم، میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔''

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قد تعصب قوم ممن يدعى السنة فوضعوا فى فضله احاديث ليغضبوا الرافضة وتعصب قوم من الرافضة فوضعوا فى ذمه أحاديث وكلا الفريقين على الخطاء القبيح)) [2]

''خود کو اہلسنت کہلانے والے بعض حضرات نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں احادیث وضع کیں تاکہ روافض کو غصہ آئے جبکہ دوسری طرف بعض روافض نے تعصب کی بنا پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت اور مثالب میں احادیث وضع کیں۔ یہ دونوں گروہ بہت بری غلطی پر ہیں۔''

اسی طرح آپ نے لکھا ہے:

((وقد تحذلق قوم لينفوا عن معاوية ما قذف به فى هذا الحديث ثم انقسموا قسمين، فمنهم من غير لفظ الحديث وزاد فيه ومنهم من صرفه الى غيره)) [3]

''یعنی بعض لوگوں نے تو اس حدیث کے جواب میں اپنی ہوشیاری کی عجیب

---

[1] الموضوعات: ج1 ص338

[2] الموضوعات: ج 2 ص15

[3] الموضوعات: ج2 ص 26

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈینگی ماری ہیں اور وہ دو قسم کے ہیں بعض نے تو لفظ حدیث کو بدلا یا اس میں اضافہ کر دیا اور بعض نے اس کا محل و محمل ہی بدل دیا۔"

گویا کہ افراط و تفریط میں عدل و انصاف اور حق و حقیقت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا جیسا کہ بعض لوگ تو حُبِ علی اور بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہما میں اس قسم کے جھوٹ میں ہر علمی و اخلاقی حد پھلانگ گئے ہیں ہمارے ہاں حال ہی میں جماعت اسلامی کے سابق امیر ضلع اور ضلعی خطیب خلیل احمد صاحب نے 15-02-2022ء کو بعد از نماز فجر مسجد البرہان میں درس دیتے ہوئے کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک باقاعدہ ٹیم مقرر کی بلکہ سینٹر بنائے کہ حضرت علی، حضرات حسنین، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم بلکہ خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقائص اور عیوب تلاش کیے جائیں جب اس مہم میں ناکامی ہوئی اور بتایا گیا کہ کوئی نقص اور عیب نہیں ملا تو حکم دیا کہ میرے فضائل اور اہل شام کے متعلق احادیث وضع کی جائیں۔ اس جھوٹی اور وضعی داستان سے جماعت اسلامی اور اس کے منتسبین کی فکری و نظری غلاظت و خباثت کا ظہور تو اپنی جگہ مگر بتانا یہ مقصد ہے کہ لوگ اب بھی اس سوچ و فکر کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں اور وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

احمد بن عطاء البصری بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے مگر احادیث میں بڑی غفلت کا شکار تھے۔ امام علی ابن المدینی بتاتے ہیں کہ ایک دن میں ان کے پاس آیا تو ان کے پاس ایک صحیفہ تھا جس سے وہ روایات بیان کر رہے تھے میں نے پوچھا: آپ نے اس کا سماع کیا ہے تو اس نے بتایا:

((لا، ولكن اشتريته وفيه أحاديث حسان أحدث بها هولآء))

نہیں، میں نے اسے خریدا ہے البتہ اس میں بڑی دل لبھاتی احادیث ہیں جنہیں میں ان (طلبہ) کو بیان کر رہا ہوں۔

تو امام علی بن المدینی نے فرمایا:

((أما تخاف الله تقرب العباد الى الله بالكذب على

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ)) ❶

''تمہیں اللہ کا خوف نہیں، تم لوگوں کو اللہ کے قریب، جناب رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ سے کرنا چاہتے ہو۔''

بلکہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

389ھ میں اہل سنت نے بھی شیعہ کے مخصوص ایام یوم غدیر خم اور عاشورا وغیرہ کے مقابلہ میں اپنے دن اور رسم ورواج اپنا لیے۔

((فادعت ان اليوم الثامن من يوم الغدير كان اليوم الذى حصل فيه النبى ﷺ فى الغار، فعملت فيه ماتعمل الشيعة فى يوم الغدير وجعلت بازاء عاشوراء يوما بعده بثمانية ايام الى مقتل مصعب بن الزبير وزارت قبره بمسكن كما يزار قبر الحسين فكان ابتداء ما عمل فى الغار يوم الجمعة لأربع بقين من ذى الحجة، وأقامت السنية هذا الشعار القبيح زمانا طويلا، فلا قوة الا بالله)) ❷

''اور دعوی کیا کہ یوم غدیر کے آٹھویں دن نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور میں تھے تو اس دن ایسا ہی جشن منایا جائے جیسا شیعہ یوم غدیر خم پر مناتے ہیں اور پھر عاشورا کے مقابلہ میں اس کے آٹھ دن بعد حضرت مصعب بن زبیر رحمہ اللہ کی شہادت کی نسبت سے جشن اپنا لیا اور ان کی قبر پر اس طرح حاضری دیتے جیسا کہ شیعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضری دیتے ہیں۔ اہلسنت نے ایک طویل عرصہ تک اس قبیح اور بدترین عمل کو شعار کے طور پر جاری رکھا۔ ((لا حول ولا قوة الا بالله))''

الغرض اہلحدیث اور محدثین نے اس افراط وتفریط اور غلو وتنقیص میں راہ اعتدال اختیار

---

❶ تاریخ اسلام : ج 14 ص 396، حوادث : 201-210

❷ تاریخ اسلام ذہبی : ج 27 ص 25، حوادث : 381/400 ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بالخصوص وضع حدیث کے فتنہ کو روکا اور اس عمل ابلیس بلکہ سامریت کی مذمت کی ہے امام القرطبی نے عباد و زہاد، متصوفہ و متفلسفہ، زنادقہ و ملاحدہ، قصاص و وعاظ اور مبتدعہ و منتفقہ کے اس شغل افتراء و اختراع پر تفصیلی بحث کے آخر میں لکھا ہے۔

((فلو اقتصر الناس على ماثبت في الصحاح والمسانيد وغيرهما من المصنفات التي تداولها العلماء ورواها الأئمة الفقهاء لكان لهم في ذلك غنية وخرجوا عن تحذيره ﷺ ـــــــ فحذار مما وضعه اعداء الدين وزنا دقة المسلمين في باب الترغيب والترهيب وغير ذلك، واعظمهم ضرار اقوام من المنسوبين الى الزهد وضعوا الحديث حسبة فيما زعموا فتقبل الناس موضوعاتهم ثقة منهم بهم، وركونا اليهم، فضلوا وأضلوا)) [1]

''اگر لوگ صحاح اور مسانید جیسی کتب حدیث جو علماء و فقہاء کے ہاں متداول ہیں پر ہی اکتفا کریں تو جھوٹی روایات سے مستغنی ہو سکتے ہیں اور یوں وہ نبی اکرم ﷺ کی وعید و تنبیہ سے بھی بچ سکتے ہیں .....لہٰذا دین کے دشمنوں اور لبادہ اسلام میں چھپے زندیقوں کی بنائی ہوئی روایات سے بچیں جو انہوں نے ترغیب و ترہیب وغیرہ میں بنائی ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک خود کو صوفی کہلانے والے ہیں۔ جنہوں نے بزعم خود نیکی کے نام پر احادیث بنائی ہیں اور لوگ ان سے حسن ظن اور اعتماد کی بنا پر ان کو قبول کر لیتے ہیں چنانچہ یوں وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔''

بہرحال وضع حدیث کا فتنہ اور شجرہ خبیثہ کی تخم ریزی سبائیت و یہودیت نے کی وہ اگرچہ اپنی مختلف صورتوں میں بڑھتا اور پھلتا اور پھولتا رہا جس میں مبتدعہ کے ساتھ متصوفہ کا بھی بڑا عمل دخل ہے لیکن خوارج و نواصب سے بڑھ کر روافض نے اس فتنہ میں کردار ادا کیا جنہوں

[1] تفسیر القرطبی: ج 1 ص80

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آل بیت ﷺ کی محبت وعقیدت کے نام پر ان کے فضائل ومناقب میں احادیث وضع کیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بالخصوص اور بنو امیہ کے متعلق بالعموم من گھڑت احادیث کو ایجاد کیا اور رواج دیا۔

اور پھر حیرت ہے کہ ان موضوع اور من گھڑت احادیث وروایات کے ساتھ محض تاریخی جھوٹی اور خود ساختہ داستانوں کو لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اس قدر طوفان بدتمیزی اٹھایا گیا کہ وہ تاریخ اسلام کے مظلوم فاتح حکمران قرار پا گئے بلکہ سچ یہ ہے کہ کفر و طاغوت اور فارس و مجوس نیز سبائیت و یہود نے ملت اسلامیہ کے عروج و کمال اور سلطنت اسلامیہ کی وسعت و استحکام کا بدلہ چکاتے ہوئے فتح وغلبہ کے اس کارنامہ کے ہیرو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے مذموم ومسموم پراپیگنڈہ کا نشانہ بنایا اور کچھ نادان سنی حضرات بھی اس کا شکار ہو گئے۔ امت اسلامیہ اور سلطنت اسلامیہ کے ان محسنین کے احسان کا تقاضا ہے کہ ان کی عظمت و جلالت کو سلام عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے تاریخ اسلام کے چہرے پر بڑے کذب و افتراء کے سبائی گرد وغبار کو دور کیا جائے اور تاریخ اسلام کے اوراق نیرہ میں لگے صیہونیت و سبائیت کے دجل رافضیت کے صفحات مسودّہ کو نکال باہر کیا جائے تاکہ مسلمان نسلیں اپنی تاریخ کے حقیقی اور روشن چہرے کی شناخت کر سکیں۔

چنانچہ اس سلسلہ کے تین حصے ہیں احادیث یعنی نبی اکرم ﷺ سے منسوب ارشادات، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال اور پھر دیگر آئمہ وعلماء یا لوگوں کے خیالات، اکثر لوگ احادیث و آثار سے غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اس لیے ہم اُئمہ یا علماء کے اقوال و خیالات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں کہ بقول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ((هم رجال و نحن رجال)) کا مصداق ہیں لہٰذا ان سے اعراض کرتے ہوئے صرف احادیث و آثار کی حقیقت کو بے نقاب کرتے ہیں تاکہ متلاشیاں حق کو حصول حق آسان ہو سکے اور شکوک وشبہات میں مبتلا حضرات بھی جادہ مستقیم کی معرفت حاصل کر سکیں۔ ہماری یہ کوشش محض ((وما علينا الا البلاغ)) کی حیثیت رکھتی ہے ورنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴾ (القصص: 56)

ہم صرف تبلیغ حق کے پابند اور مکلّف ہیں راہ راست پر لانا اور ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور یہ اتمام حجت کی ایک کوشش ہے بالکل اسی طرح جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ ایک آدمی حج کے موقع پر حاضر ہوا کچھ قریشی حضرات ابن عمر رضی اللہ عنہما کے گرد جمع تھے اس نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ بتایا گیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں تو اس نے کہا: میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں جواب دیا۔ فرمایئے؟ اس نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں فرار ہو گئے تھے؟ فرمایا: جی ہاں، کیا آپ جانتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے؟ فرمایا: جی ہاں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیعت رضوان میں شریک نہیں تھے؟ فرمایا: جی ہاں، یہ سن کر اس نے (خوشی سے) اللہ اکبر کہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آیئے اب میں تمہیں اس کی تفصیل بتاتا ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اگر غزوہ احد سے فرار کیا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ۔ ان اللہ عفا عنہ وغفرلہ۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ور مغفرت فرما دی، جبکہ ان کی غزوہ بدر سے غیر حاضری اس وجہ سے تھی کہ ان کی اہلیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں جو اس وقت بیمار تھیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان سے کہا تھا۔

((ان لك اجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه))

''تم اس کی تیمارداری کرو تمہیں بدر میں شریک مجاہدین جتنا اجر بھی ملے گا اور مال غنیمت سے حصہ بھی۔''

اور ان کا بیعت رضوان میں شریک نہ ہونا اس وجہ سے تھا کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے تو بعد میں یہ بیعت ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو تھام کر فرمایا:

((هذه يد عثمان فضرب بها على يده فقال هذه عثمان))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اسے اپنے بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا یہ ہاتھ عثمان کا ہے۔ یہ تفصیل بتانے کے بعد فرمایا:

((اذهب بها الآن معك)) ❶

''یہ تفصیل اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔''

یعنی اب تسلیم کرو یا نہ کرو یہ تفصیل تمہیں فائدہ دے نہ دے، کسی کو اطمینان ہو کہ نہ ہو مگر حقیقت واقع یہی ہے اسی طرح ہم ان سطور میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مطاعن و مثالب کی اسنادی و معنوی حقیقت حال کی وضاحت کریں گے اور وہ بھی اس منظر میں کہ:

﴿مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ﴾ (الاعراف : 164)

''تمہارے رب کے ہاں معذرت خواہی کے لیے اور تا کہ وہ ڈر جائیں۔''

اور یہ کہ:

﴿إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ (هود: 88)

''میں حسبِ استطاعت اصلاح چاہتا ہوں جبکہ توفیق اللہ کی طرف سے ہے اسی پر میرا اعتماد ہے اور اُسی کی طرف انابت کرتا ہوں۔''

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ليذكرن الله اقواما في الدنيا على الفرش الممهدة يدخلهم الدرجات العلى)) ❷

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ سبائیت کے کارندے اور رافضیت کے علمبردار حُبِ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے نام پر جس طرح دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بالعموم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بالخصوص نقد و طعن کا نشانہ بناتے ہیں وہ آج کے قادیانی علم الکلام کی بنیاد اور مصدر معلوم ہوتا

---

❶ بخاری، رقم: 3698

❷ صحیح ابن حبان، ج2 ص124 رقم: 398

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ کذاب و دجال مرزا قادیانی کی نبوت باطلہ کے ثبوت میں حضرت سیّدنا مسیح علیہ السلام کو مارنا ضروری خیال کیا جاتا ہے آخر یہ کیسی منطق اور کہاں کی شرافت یا دیانت ہے کہ کسی کی جان پر اپنے دعوی کی عمارت کھڑی کی جائے یا روافض کی طرح دوسرے کی کردار کشی پر اپنے کردار کو استوار کیا جائے لیکن یہ منطق ان کی نقلی و عقلی اور اخلاقی کمزوری کی چغلی کھاتی ہے چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مثالب میں جن روایات کو پیش کیا جاتا ہے، آپ کے فضائل و مناقب کی طرح وہ بھی دو قسم کی ہیں ایک عام اور ایک خاص۔

عام روایات

عام روایات جن سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص اور ان کے مثالب کشید کیے جاتے ہیں وہ روایات ہیں جن میں بنو امیہ کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ مثلاً

منبر نبوی پر بنو اُمیہ کی حرکات

1۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر مبارک پر بنو حکم اچھل کود رہے ہیں تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے غیض و غضب اور غصہ میں صبح کی اور فرمایا:

((مالی رایت بنی الحکم ینزون علی منبری نز والقردة)) [1]

''یہ کیا ہے کہ میں نے بنو حکم کو اپنے منبر پر بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا ہے۔''

اس کے بعد تا دم وفات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے نہیں دیکھا گیا۔

اس روایت کے بعض طرق میں ''بنی فلاں'' کا لفظ ہے مگر بنی الحکم بن ابی العاص سے بنو امیہ مراد لیے جاتے ہیں۔ لیکن ان سب طرق میں سے قابل توجہ یہی سند ہے جسے قدرے اصولی طور پر اہمیت دی جاتی ہے اگرچہ اس کا راوی۔ العلاء بن عبدالرحمٰن مختلف فیہ ہے ابن سعد اور ایک قول میں امام احمد نے اسے ثقہ کہا ہے۔ امام نسائی نے ''لیس بہ بأس'' کہا

[1] مسند ابو یعلی: ج9 ص 608، رقم: 6461، ط۔ دارالحدیث، قاهره، الحاکم: ج4 ص408

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ❶ امام ابن عبدالبر نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے۔ ❷

اور امام ترمذی نے "هو ثقة عند اهل الحديث" کہا ہے۔ ❸

اور امام ابن معین نے ایک قول میں صالح الحدیث کہا ہے لیکن جب ان سے پوچھا گیا۔

((هو احب اليك أو سعيد المقبرى؟ فقال: سعيد أوثق والعلاء: ضعيف)) ❹

"آپ کو کیا وہ پسند ہیں کہ سعید المقبری؟ فرمایا: سعید زیادہ ثقہ ہے اور العلاء ضعیف ہے۔"

ایک جگہ یہ بھی کہا ہے:

((والعلاء وسهيل حديثهم قريب من السواء، وليس حديثهم بالحجج .....ليس حديثه بحجة)) ❺

"یعنی العلاء اور سہیل دونوں کی حدیث تقریباً برابر ہے اور اُن کی حدیث حجت نہیں۔"

امام ابو حاتم سے ان کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا:

((روى عنه الثقات وانا انكر من حديثه اشياء)) ❻

"اس سے ثقات نے روایت لی ہے اور میں اس کی حدیث میں کچھ چیزوں کو منکر سمجھتا ہوں۔"

امام ابوزرعہ ان کے متعلق کہتے ہیں ((ليس هو بأقوى ما يكون)) ❼ وہ جتنا ہونا چاہیے اتنا قوی نہیں۔

---

❶ تهذيب الكمال: ج 22 ص523 ❷ التمهيد: ج 20 ص215

❸ جامع الترمذى مع التحفه رقم نمبر 52، ج 1 ص73

❹ تاريخ عثمان الدارمى ص: 173، رقم: 24-623، ميزان: ج 3 ص 102، تهذيب التهذيب: ج 8 ص166 ❺ تاريخ الدورى: ج 3 ص230

❻ جرح و تعديل: ج 6 ص358، رقم ترجمه: 1973 ❼ ايضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور امام احمد سے یہ بھی مروی ہے کہ:

((هـولاء الاربـعة ليـس حديثهم بحجة سهيل بن ابى صالح و العلاء بن عبدالرحمن و عاصم بن عبيدالله و ابن عقيل)) ❶

''ان چاروں کی حدیث حجت نہیں سہیل بن ابی صالح، العلاء بن عبدالرحمٰن، عاصم بن عبید اللہ اور عبداللہ بن محمد ابن عقیل۔''

امام ابو حاتم نے ابوالعلاء کی جن منکر احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں سے امام ابوداؤد کے نزدیک

((انكروا على العلاء صيام شعبان)) ❷

''نصف شعبان والی روایت کو شمار کیا ہے۔''

امام ابن عدی نے ((ليس بالقوى)) کہا ہے۔ ❸

حافظ ابن حجر نے ((صدوق ربما وهم)) کہا ہے۔ ❹

ائمہ جرح وتعدیل کے ان اقوال سے مجموعی نتیجہ کے طور پر اگرچہ اس راوی کو ثقہ کہا جا سکتا ہے لیکن اصل معاملہ ان کی منکرات کا ہے اور یہ روایت بھی ان ہی میں سے ایک ہے جو دیگر سخت ضعیف اسناد سے مروی ہے۔ اور امام احمد کے قول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور وہ اس میں متفرد بھی ہے یہی وجہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ اپنی الصحیح میں اس کی بہت سی روایات لائے ہیں لیکن یہ حدیث یا اس جیسی دیگر متفردات کو نہیں لائے۔

چنانچہ امام ابومحمد الحاکم حدیث نصف شعبان پر فرماتے ہیں:

((وقد خرج مسلم احاديث العلاء اكثر ما فى الصحيح و ترك هذا و اشباهه مما تفرد به العلاء عن ابيه عن ابى هريرة)) ❺

---

❶ الضعفاء للعقيلى : ج 3 ص 341، تهذيب الكمال : ج 16 ص 82

❷ تهذيب التهذيب : ج 8 ص 166 ❸ الكامل : ج 5 ص 217 ❹ تقريب

❺ المدخل الى كتاب الاكليل : ص 39 الموضوعات : ج 1 ص 16 توضيح الافكار، ج 1 ص 91

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ

اس حدیث کو امام حاکم نے بھی اپنی سند سے مستدرک: ج4 ص527 پر بیان کیا ہے جس پر انہوں نے فرمایا ہے:

((هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخر جاه))

''یہ حدیث امام بخاری و امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے مگر انہوں نے اسے اپنی صحیحین میں ذکر نہیں کیا۔''

امام ذہبی نے بھی اپنی تعلیق میں اس کی تائید کی ہے کہ: علی شرط مسلم۔

لیکن علوم حدیث کے طلبہ بھی جانتے ہیں کہ امام حاکم کو علماء فن نے تصحیح حدیث میں متساہل قرار دیا ہے اور المستدرک ہی کے حوالہ سے مثالوں کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ کتنی ہی احادیث ہیں جن کو انہوں نے ذکر کیا بلکہ تصحیح کی لیکن امر واقع میں وہ ضعیف بلکہ موضوع تک ہیں یہی کچھ یہاں ہے کہ العلاء کے ساتھ اس کی سند میں مسلم بن خالد الزنجی ضعیف ہے امام بخاری نے اس کے متعلق کہا ہے۔ ((منكر الحديث يكتب حديثه ولا يحتج به يعرف وينكر)) امام ابن سعد نے۔ ((كان كثير الغلط في حديثه)) کہا ہے۔ اسی طرح امام ابو حاتم نے ((لا يحتج به)) اور ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے، اور امام ابن المدینی نے ''لیس بشئی'' کہا ہے اس کے برعکس امام ابن معین سے ایک روایت میں ثقہ اور دوسری میں ضعیف بھی ہے ابن عدی نے ((حسن الحديث)) ساجی نے ((صدوق كان كثيرا لغلط و كان يرى القدر)) بھی کہا ہے۔ [1]

مجموعی طور پر اسے ضعیف کہا گیا ہے بلکہ علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

((كلا هما مخطئى أى الذهبى والحاكم، فان الزنجى ليس من رجال البخارى ولا مسلم، ثم هو ضعيف لسوء حفظه)) [2]

---

[1] التهذيب: ج 10 ص128، ميزان: ج 4 ص102

[2] الصحيحة: ج 7 ص1646، رقم: 3940

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی امام حاکم اور امام ذہبی کا اسے ((علی شرط الشیخین)) کہنا درست نہیں کیونکہ مسلم بن خالد الزنجی صحیحین کے رجال سے نہیں ہے اور وہ اپنے بُرے حافظہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔''

یہ روایت حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں یہ اضافہ بھی ہے کہ

((وانزل الله عزوجل فی ذلك۔ وما جعلنا الرويا التی اريناك الا فتنة للناس)) ❶

یعنی بنوفلاں (بنوالحکم بن ابی العاص) کو اپنے منبر پر اچھلتے کودتے دیکھا تو برا محسوس کیا اور پھر کبھی مسکرائے نہیں تو اسی پس منظر میں یہ آیت نازل ہوئی کہ جو خواب ہم نے آپ کو دکھایا ہے وہ لوگوں کے لیے فتنہ ہے۔.....

اس روایت سے بغضِ بنوامیہ میں یہ کہا گیا کہ اس فتنہ سے مراد بنوامیہ کا فتنہ ہے اور ملعون درخت سے بھی یہی خاندان کی طرف اشارہ ہے۔ بلکہ بعض روایات میں تو کہا گیا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دو۔ (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے، ان شاء اللہ)

حکم

اولاً تو یہ حدیث سنداً صحیح نہیں کہ اس میں امام طبری رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ وہ کون ہے؟ تاکہ اس کا تعارف حاصل ہو سکے لہٰذا وہ مجہول ہے۔

مزید یہ کہ اس کے بعد محمد بن الحسن بن زبالہ ہے جس کے متعلق امام ابن معین فرماتے ہیں:

((ليس بثقة،.....وكان كذابا ولم يكن بشئی ..... ليس بشئی هذا كذاب ليس بشئی..... والله ما هو بثقة حدث عدو الله عن مالك ـــــ وقال: كذاب خبيث لم يكن بثقة ولا مامون يسرق)) ❷

---

❶ تفسیر الطبری : ج 15 ص112، تفسیر ابن کثیر : ج 3 ص30

❷ تاریخ ابن معین للدارمی : رقم ترجمہ : 794، تاریخ دوری رقم ترجمہ : 1060، سوالات ابن جنید رقم ترجمہ : 484

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ کی قسم وہ ثقہ نہیں اس اللہ کے دشمن نے مالک..... (سے روایت کی ہے کہ مدینہ تو قرآن سے فتح ہوا باقی سب شہر تلوار سے فتح ہوئے) یہ جھوٹا خبیث ہے جو ثقہ ہے نہ مامون ہے بلکہ (احادیث) چوری کرتا تھا۔''

امام احمد بن صالح المصری نے کہا ہے:

((كتبت عنه مائة ألف حديث ثم تبين لي انه كان يضع الحديث فتركت حديثه)) [1]

''میں نے اس سے ایک لاکھ حدیث لکھی پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ تو من گھڑت احادیث بناتا ہے تو میں نے اس کی حدیث چھوڑ دی۔''

امام ابو حاتم نے کہا ہے:

((واهي الحديث، ذاهب الحديث، ضعيف الحديث، عنده مناكير، منكر الحديث وليس بمتروك الحديث)) [2]

امام ابو داؤد نے کہا ہے:

((كذابا المدينة.....انه كان يضع الحديث بالليل على السراج))

امام نسائی فرماتے ہیں:

((متروك الحديث))

جبکہ امام بخاری نے فرمایا ہے:

((عنده مناكير))

امام دارقطنی نے کہا ہے:

((منكر الحديث))

امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے اسے متروک الحدیث کہا ہے جبکہ امام ابن حبان فرماتے ہیں:

---

[1] تاریخ بغداد: ج4 ص422 [2] الجرح والتعدیل: ج 7 ص227

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((كان من يسرق الحديث ويروى عن الثقات ماليس يسمع منهم من غير تدليس عنهم)) [1]

یہ اپنے والد سے بہت سی منکر روایات بیان کرنے میں منفرد ہے اس کے زیادہ وہم کی بنا پر اس کا کوئی متابع بھی نہیں جب اس کی روایت میں یہ وھم وتفرد ہوا تو اس سے احتجاج باطل ہوا۔

حافظ ابن کثیر نے اس سند پر لکھا ہے:

((وهذا السند ضعيف جدا، فان محمد الحسن بن زبالة متروك، وشيخه أيضا ضعيف بالكلية)) [2]

''یہ سند سخت ضعیف ہے کہ اس میں محمد بن حسن بن زبالہ متروک ہے اور اس کا شیخ (عبدالمہیمن) بھی بالکل ضعیف ہے۔''

اس روایت کی ایک دوسری سند بھی ہے جسے خطیب بغدادی نے (تاریخ بغداد ج: 3 ص343) پر بیان کیا ہے اس حدیث کے الفاظ اگرچہ قدرے مختلف ہیں لیکن اس سے قطع نظر سنداً یہ روایت بھی ضعیف ہے کہ اس میں شیخ محمد بن زکریا الغلابی کے متعلق امام یحي بن معین اور امام دارقطنی نے کہا ہے: یضع الحدیث، امام ذہبی نے (میزان الاعتدال: ج3 ص550 الکشف الحثیث :ص 229) میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ایک روایت کے بعد لکھا ہے: ((فهذا كذب من الغلابى)) یہ اس غلابی کا جھوٹ ہے۔

نیز اس سند میں عبداللہ بن الضحاک الھدادی مجہول ہے کہ اس کا ترجمہ کتب تراجم میں میسر نہیں۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سند میں ھشام بن محمد الکلبی مشہور رافضی اور ضعیف راوی بھی ہے۔

---

[1] المجروحين : ج 2 ص 286، رقم ترجمه: 961، التهذيب: ج9 ص116

[2] تفسير لا بن كثير: ج 3 ص52

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حدیث اپنے جملہ طرق سے ضعیف ہے اور بہت سے علماء فن محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث کو ضعیف اور نا قابل احتجاج قرار دیا ہے: مثلاً

1۔ قاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں:

((و قد روى الناس (بنى أمية) احاديث فيهم (بنى أمية) لا أصل لها منها حديث------)) ❶

''بنو امیہ کے (مثالب) میں لوگوں نے احادیث بیان کی ہیں جو بے اصل ہیں ان میں.....''

2۔ امام ابن الجوزی نے کہا ہے:

((هذا حديث لا أصل------)) ❷

''اس حدیث کا کوئی اصل نہیں۔''

3۔ حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں:

((فاما ماروى فى تفسير الشجرة الملعونة انها بنو أمية فلم يصح)) ❸

''الشجرۃ الملعونۃ کی تفسیر میں جو روایات ہیں کہ اس سے مراد بنو امیہ ہیں صحیح نہیں ہیں۔''

4۔ عصر حاضر کے عظیم محدث و نقاد علامہ ناصر الدین الالبانی نے بھی اس حدیث کے بعض طرق پر فرمایا ہے:

((وهذا اسناد موضوع فيه آفات---- وساق له الذهبى فى الميزان حديثا فى فضل الحسين رضی اللہ عنہ ثم قال: فهذا كذب من الغلابى، قلت وهذا الحديث كذلك، فهو الذى اختلقه او الكلبى الرافضى، فانه

---

❶ العواصم من القواصم : ص 341

❷ العلل المتناهيه : ج 2 ص 701

❸ تاريخ دمشق: ج 57 ص 273

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظاهر البطلان۔ لما تضمنه من تحريف الكلم عن مواضعه۔۔۔۔ وهذا السند ضعيف جدا، كما قال الحافظ ابن كثير، فان محمد بن الحسن بن زبالة متروك، وشيخه أيضا ضعيف بالكلية)) [1]

یہ سند موضوع ہے اس میں متعدد قادح علتیں ہیں .....اور امام ذہبی نے میزان میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک روایت بیان کر کے فرمایا ہے: یہ غلابی کا جھوٹ ہے، میں کہتا ہوں، یہ حدیث ایسے ہی ہے اور یہ الغلابی کی کارستانی ہے یا پھر الکلبی رافضی کی۔ بہرحال یہ حدیث کا باطل ہونا واضح ہے کیونکہ اس میں بات کی غلط تعبیر کی تحریف پائی جاتی ہے .....اور یہ سند بھی سخت ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ محمد بن الحسن بن زبالہ متروک ہے اور اسی طرح اس کا شیخ بھی بالکل ضعیف ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے الصحیحہ (رقم: 3940) میں بھی ذکر کیا ہے۔ البتہ وہاں انہوں نے العلاء سے مسلم بن خالد کی متابعت کو معتبر سمجھا ہے۔ جب کہ ہم العلاء کی حیثیت بتا چکے ہیں۔

((والله اعلم بالصواب))

معنوی تجزیہ

سابقہ توضیحات سے واضح ہوا کہ یہ روایت سنداً ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے جبکہ معنوی طور پر بھی یہ حدیث موضوع معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اموی تھے اگر بنو اُمیہ کے متعلق یہ احادیث صحیح ہیں تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دوہرے شرف دامادی سے کیوں نوازا؟ یہی نہیں بلکہ بہت سی احادیث صحیحہ وصریحہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں وارد ہیں جو اس حدیث کے ردوکد کے لیے کافی ہیں اگر بنو امیہ اس قدر قابل نفرت اور نا قابل اعتماد تھے تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیعت رضوان کے موقعہ پر بطور سفیر اہل مکہ کی طرف کیوں بھیجا گیا؟ بلکہ حضرت ابو العاص اموی رضی اللہ عنہ کو بھی شرف

[1] الضعيفة: ج 3 ص 97-195

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دامادی سے نوازا۔

اسی طرح حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی اموی ہیں اگر بنو امیہ کے متعلق یہ تاثر صحیح ہے تو پھر ان کو یہ شرف و اعزاز کیوں دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اموی شہزادی کو اپنے حرم کی زینت بنا کر اُم المومنین ہونے کی سعادت سے نوازا جبکہ دوسری طرف فتح مکہ کے موقع پر یہ عزت بھی ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہی کو عطا ہوئی کہ:

((ومن دخل بیت ابی سفیان فھو آمن))

''جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے بھی پناہ حاصل ہے۔''

جبکہ اموی شہزادی حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت میں شامل کرنا تو ہے ہی ایک دوسرے اموی شہزادے یزید بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو اعزاز سے نوازتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو فراس کے صدقات کا عامل مقرر فرمایا اور پھر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ان کو گورنر مقرر کیا۔ ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحیح و ثابت فضائل و مناقب جو ان کو زبانِ رسالت سے ملے ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنی صحت و صراحت کے ساتھ متحقق و مسلم ہیں جب کہ ان کو وحی الٰہی کا امین مقرر کرنا اور کتابت وحی پر متعین کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد کا ایک عظیم الشان مظہر ہے۔ بعد ازاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ بھی تو خاندانِ بنو امیہ ہی کے چشم و چراغ تھے جن کے زہد و تقویٰ عدل و انصاف اور عظیم کردار کی بنا پر ان کو خلیفہ راشد کہا جاتا ہے چنانچہ اگر فی الواقع بنو امیہ اسی مذمت کے حقدار ہوتے تو یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنو امیہ کے ساتھ نہ رشتہ داری و قرابت داری اختیار فرماتے اور نہ ہی دیگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاندان ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اس قدر اہمیت دیتے بلکہ بنو ہاشم کی بنو امیہ سے رشتہ داریاں اور ایک دوسرے سے تعلقات اس تاثر کی واضح نفی کرتے ہیں۔

جس سے ظاہر ہوتا کہ بنو امیہ کے مثالب کے متعلق یہ تمام روایات کسی سازش کا شاخسانہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک ((الشجرة الملعونة)) کو بنوامیہ سے تعبیر کرنے والے روایت کا تعلق ہے وہ بھی سند کے ساتھ معنوی طور پر باطل ہے کیونکہ بعض روایات کے الفاظ ہیں۔ انی اریت فی منامی۔ جبکہ الفاظ۔ رای یا نظر۔ کو بھی اس سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو یہ اضطراب ہے ورنہ واضح ہے کہ یہ آیت واقعہ معراج کا حصہ ہے اور یہ رؤیت منام نہیں بلکہ رؤیت یقظہ ہے یعنی خواب کی بات نہیں بیداری کا آنکھوں دیکھا واقع ہے گویا اس روایت کے یہ الفاظ بھی اس کے موضوع اور من گھڑت ہونے کی دلیل ہیں۔

اور یہ بھی کہ واقعہ معراج آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی میں رونما ہوا تب آنحضرت ﷺ کے منبر مبارک کا وجود نہ تھا۔ منبر کو آنحضرت ﷺ نے مدینہ طیبہ میں استعمال کیا اور یہ واقعاتی حقیقت بھی اس روایت کے معناً باطل اور من گھڑت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس آیت کے شان نزول میں اس حدیث کا پیش کیا جانا اس کے موضوع اور من گھڑت ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس آیت کے شانِ نزول میں صحیح اور صریح روایت اس کے خلاف ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيٓ اَرَيْنٰكَ.....﴾ کے متعلق فرماتے ہیں۔

((هي رؤيا عين أريها رسول الله ﷺ ليلة أسري به الى بيت المقدس وقال: والشجرة والملعونة في القرآن" قال: هي شجرة الزقوم)) [1]

اس مشاہدہ سے وہ مشاہدہ مراد ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ کو بیت المقدس کی طرف معراج کی رات کروایا گیا اور یہ بھی فرمایا کہ قرآن میں ((الشجرة الملعونة)) (لعنتی درخت) سے مراد زقوم (تھور) کا پودا ہے۔

یعنی نہ تو اس واقعہ کا خواب ہونا درست ہے اور نہ اس میں ذکر کیے گئے درخت سے بنوامیہ مراد لینا درست ہے کیونکہ اس سے مراد تھور کا درخت ہے۔ حیرت ہے کہ اس درخت سے بنوامیہ مراد لینے والے سبائی اور رافضی حضرات سے تو ابوجہل جیسے کفار و معاندین زیادہ شعور و ادراک

---

[1] البخاری : رقم: 6239,4439,3675

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتے تھے جنہوں نے اس درخت کے جہنم میں ہونے پر تمسخر اُڑایا اور تکذیب قرآن پر تالیاں بجائیں جو اگرچہ اپنی جگہ کافرانہ حماقت تھی لیکن یہ روافض تو ان سے بھی دو قدم آگے نکلے۔

چنانچہ علامہ القرطبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((قال ابوجهل وغيره، هذا محمد يتوعدكم بنار تحرق الحجارة ثم يقول نبتت فيها الشجر الزقوم وما نعرف الزقوم الا بالتمر والزبد)) ❶

''ابوجہل وغیرہ کفار نے کہا: دیکھیے یہ محمد (ﷺ) ایک طرف تو ایسی آگ سے ڈراتے ہیں جو آگ پتھروں کو بھی جلا دے، دوسری طرف کہتے ہیں کہ اس میں زقوم کا درخت اُگے گا، ہم تو زقوم کو، کھجور اور پنیر ہی سے سمجھتے ہیں۔''

یعنی اُنہوں نے بھی۔ شجرۃ الزقوم۔ زقوم کا معروف درخت سمجھ کر ہی مذاق اُڑایا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آگ میں درخت پیدا ہو؟ اسی پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے اسے ''فتنہ'' آزمائش اور امتحان قرار دیا ہے کہ ایمان والوں کے لیے یہ نہ صرف کہ باعث ہدایت بلکہ اضافہ ایمان کا سبب ہے جبکہ کفار و معاندین کے لیے ضلالت و جہالت اور مزید گمراہی و انحراف کا سبب ہے۔ اس لیے فرمایا:

((فما يزيدهم الا طغيانا كبيرا))

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تعبیر بھی منقول ہے:

((والمراد بلعنها لعن طا عميها من الكفرة كما روى عنه ايضاً)) ❷

القرطبی کے الفاظ ہیں:

((ولكن------ الكفار وهم آكلوها والمعنى والشجرة الملعونة في القرآن آكلوها)) ❸

---

❶ القرطبی: ج10 ص288، روح المعانی: ج 15 ص: 106

❷ ایضاً ❸ ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے مراد نفس درخت کی لعنت نہیں بلکہ اسے کھانے والے کفار پر لعنت مراد ہے۔

بہرحال اس سے اکثر مفسرین نے عام معروف تعبیر۔زقوم کا درخت۔مراد لیا ہے چنانچہ امام الطبری نے لکھا ہے:

((وأولى القولين فى ذلك بالصواب عندنا قول من قال: عنى بها شجرة الزقوم لاجماع الحجة من أهل التاويل على ذلك)) ❶

یعنی اس ((شجره ملعونه)) سے مراد زقوم کا درخت ہے اور مفسرین کا اجماع اسی پر ہے کہ رؤیا اور شجرہ سے یہی مراد ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب اس تفسیر ((هذه الشجرة بنو أمية)) کے متعلق ابن کثیر فرماتے ہیں:

((وهو غريب ضعيف)) ❷

جبکہ امام القرطبی نے کہا ہے:

((وهذا قول ضعيف محدث والسورة مكية فيبعد هذا التاويل، الا ان تكون هذه الآية مدنية ولم يثبت ذلك)) ❸

''یہ قول کمزور بلکہ سلف کے خلاف (متاخرین کا خود ساختہ) ہے اور اس سورت کے مکی ہونے کی بنا پر بھی تاویل دور از کار ہے البتہ سورت مدنی ہوتی تو یہ تاویل ممکن تھی لیکن اس کا مدنی ہونا ثابت نہیں۔''

دوسری روایت

2۔ اس سلسلہ میں دوسری حدیث یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور ان کی بیعت کر لی تو ایک آدمی نے ان کو ملامت کیا کہ تم نے تو مومنین کو رسوا کر دیا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اسے کہا:

((لا تؤنبنى رحمك الله، فان النبى ﷺ أرى بنى أمية على منبره

---

❶ تفسیر ابن جریر: ج15 ص115

❷ تفسیر ابن کثیر: ج 2 ص52 ❸ القرطبی: ج 10 ص290

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فساء ہ ذلك فنزلت: انا اعطيناك الكوثر،يا محمد، يعنى نهرا فى الجنة ونزلت۔ انا انزلنا ہ فى ليلة القدر، وما ادراك ماليلة القدر، ليلة القدر خير من الف شهر" يمنكها بنوامية يا محمد، قال القاسم: فاذا هى، هى ألف شهر۔ لايزيد يوم ولا ينقص۔))

''مجھے سرزش نہ کرو، اللہ تم پر رحم کرے، نبی اکرم ﷺ کو بنو امیہ آپ ﷺ کے منبر پر دکھائے گئے جس کو آپ ﷺ نے برا محسوس کیا تو سورۃ الکوثر نازل ہوئی کہ یا محمد ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو کوثر دی ہے جو جنت میں ایک نہر ہے اور سورۃ القدر نازل ہوئی کہ یا محمد ﷺ بنو امیہ اس کے مالک بنیں گے، راوی قاسم کہتا ہے یہاں ہزار مہینوں سے مراد بنو امیہ کی خلافت کے دن مراد ہیں جو اس تعداد سے نہ زیادہ ہیں نہ کم۔''

تخریج وحکم

ترمذی،رقم: 3588، طبرانی فی الکبیر رقم: 2754، ج 3 ص90-89، المستدرك: ج 3 ص87-186، ج 3 ص192، البيهقى، دلائل النبوة: ج 6 ص510، شعب الايمان: ج 3 ص323، رقم: 3669، اسد الغابه: ج 2 ص20، تاريخ لا بن لاثير: ج 3 ص274، تاريخ دمشق: ج 13 ص287، تفسير الطبرى: ج 30 ص260، البدايه: ج 6 ص243 وغيره۔

اس روایت کی سند میں ایک راوی یوسف نامی ہے جسے یوسف بن سعد بھی کہا جاتا ہے اور یوسف بن مازن الراسبی بھی مذکور ہے اس کے تعین میں اختلاف ہے بعض علماء تو ان کو الگ الگ راوی کہتے ہیں جبکہ بعض نے دونوں کو ایک ہی قرار دیا ہے اگر یہ دو نہیں تو پھر یوسف بن سعد کو صرف ابن حبان نے الثقات میں ہی ذکر کیا ہے اس کے علاوہ اس کا ترجمہ نہیں ملتا جبکہ یوسف بن مازن کو امام یحي ابن معین نے ''مشہور'' کہا ہے اور ابنِ حبان کہتے ہیں:''يروى المقاطيع'' اگر یہ ایک ہی راوی ہے تو پھر امام ترمذی نے اسے مجہول کہا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ابن معین نے مشہور اور ثقہ بھی کہا ہے۔

پھر اس سند میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو یہ الفاظ کہنے والا مبہم ہے امام طبری کے طریق میں یہ الفاظ کہنے والا یہی یوسف ہے اگر یہی ہے تو اس کی نسبت ہم لکھ چکے ہیں اگر کوئی اور ہے تو وہ مبہم ہے۔ البتہ امام حاکم کی ایک روایت میں اس کا نام سفیان بن اللیل الھمدانی آیا ہے اور اس سند میں السری بن اسماعیل البجلی کے متعلق امام یحي القطان کہتے ہیں: استبان لی کذبه فی مجلس واحد ❶

امام نسائی نے ((متروك الحديث كوفي)) کہا ہے۔ ❷

امام یحي بن معین کہتے ہیں: ((ما كلمته الامرة واحدة)) ❸

امام احمد فرماتے ہیں: ((ترك الناس حديث)) ❹

امام العقیلی فرماتے ہیں: ((كوفي كان ممن يغلو في الرفض لا يصح حديثه)) ❺

امام الذہبی نے لکھا ہے: "تركوه"۔ "واه" ❻

الغرض اس حدیث کی اس ضعیف اسنادی حیثیت کی بنا پر ہی علماء فن نے اس کو قابل احتجاج نہیں سمجھا چنانچہ۔

1۔ امام ترمذی فرماتے ہیں:

((هذا حديث غريب لانعرفه الامن هذا الوجه۔۔۔۔ "ويوسف بن سعد مجهول ولا نعرف هذا الحديث على هذا اللفظ الامن هذا الوجه)) ❼

---

❶ تاریخ للبخاری: ج 33 ص176، الضعفاء: ص 56، المیزان ج2 ص117

❷ الضعفاء: ص 51

❸ الکامل: ج 3 ص456

❹ المیزان: ج2 ص117

❺ الضعفاء: ج 2 ص175

❻ الکاشف: ج 1 ص427 رقم: 1812، التلخیص رقم: 4797

❼ ترمذی رقم: 335

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث غریب ہے ہم اس طریق کے علاوہ اسے نہیں جانتے، اور یوسف بن سعد مجہول ہے۔

2۔ حافظ ابن کثیر نے اگرچہ امام ترمذی کے ''حکم جہالت'' کا جواب دیا ہے مگر لکھتے ہیں:

((ولكن في شهوده قصة الحسن و معاوية نظر وقد يكون ارسلها عمن لا يعتمد عليه والله اعلم، وقد سألت شيخنا الحافظ ابا الحجاج المزي رحمہ اللہ عن هذا الحديث،فقال: هو حديث منكر)) ❶

''لیکن اس (یوسف) کا حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے واقع صلح کے وقت ہونا محل نظر اور مشکوک ہے ممکن ہے اس نے کسی نا قابل اعتماد شخص سے مرسل بیان کیا ہو۔ واللہ اعلم۔ اور میں نے اپنے شیخ حافظ ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث منکر ہے۔''

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

((رواه ابن جرير من طريق القاسم بن الفضل عن (عيسى) بن مازن كما قال: وهذا يقتضي اضطرابا في هذا الحديث، والله اعلم، ثم هذا الحديث على كل تقدير منكر جدا)) ❷

یعنی ابن جریر کی سند میں عیسی بن ابان ہے تو یہ اضطراب ہے چنانچہ یہ روایت بہر صورت بہت سخت منکر ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''یوسف'' کی جہالت کا تو اگرچہ دفاع کیا ہے لیکن جن دو مزید علتوں اور نقائص کی نشاندہی کی ہے وہ ''جہالت'' سے کہیں زیادہ باعث ضعف ہیں بالخصوص کہ یہ ارسال بھی کسی قابل اعتماد راوی سے نہیں۔

اسی وجہ سے علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ''فيه انقطاع'' ❸

---

❶ البدایہ: ج 6 ص243

❷ تفسیر لا بن کثیر: ج 4 ص530

❸ السیر: ج 2 ص272

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((ضعيف الاسناد مضطرب و متنه منكر)) [1]

''یعنی اس حدیث کی سند ضعیف بھی ہے اور مضطرب بھی جبکہ متن بھی منکر ہے۔''

معنوی جائزہ

سند کی کیفیت تو واضح ہے جس کی بنا پر اس حدیث کو ضعیف و مضطرب بلکہ منکر قرار دیا گیا جبکہ معنوی طور پر بھی یہ روایت منکر اور نا قابل احتجاج ہے جس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ جس مدت کے توافق کا بنو امیہ کے حق میں پورا ہونے کا دعوی کرتے ہوئے کہا گیا ہے وہ پورا ایک ہزار مہینہ بنتی ہے وہ بھی تاریخی طور پر غلط اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ اصطلاحاً بنو امیہ کا دورِ حکمرانی تب سے شروع ہوتا ہے جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دستبر دار ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور پوری ملت اسلامیہ نے بالاتفاق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا اور اسی اتفاق و اتحاد کی بنا پر اس سال کو ''عام الجماعۃ'' کہا جاتا ہے اور یہ 40-41ھ کا واقع ہے۔ جبکہ بنو امیہ کا دور حکومت 132ھ میں ختم ہوتا ہے تو یہ کل مدت 92 سال بنتی ہے جو ہزار ماہ سے زائد دن بنتے ہیں اور الف شہر کے 83 سال چار مہینے بنتے ہیں لہٰذا ((لا يزيد ولا ينقص)) کہنا سراسر خلاف واقع اور غلط ہے۔

جبکہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں منبر کا وجود ثابت نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کا استعمال مدینہ طیبہ میں کیا بنا بریں روایت میں ''منبر'' لفظ اس کے خود ساختہ ہونے کی شہادت ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

((ثم الذى يفهم من الآية ان الا لف شهر المذكورة فى الآية هى ايام بنى امية والسورة مكية فكيف يحال على الف شهر هى دولة بنى أمية ولا يدل عليها لفظ الآية ولا معناها، والمنبر انما صنع بالمدينة بعد مدة من الهجرة فهذا كله مما يدل على ضعف

[1] ضعيف سنن الترمذى، رقم: 3588

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحديث ونكارته)) [1]

''پھر یہ سمجھنا کہ اس آیت میں ہزار مہینہ سے مراد بنوامیہ کا دورِ حکومت ہے کیسے درست ہے کہ یہ سورت تو مکی ہے اس پر آیت کے الفاظ دلالت کرتے نہ معانی جبکہ منبر تو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں بنایا گیا یہ سب کچھ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث ضعیف اور منکر ہے۔''

پھر بقول حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس حدیث کو بنوامیہ کی خلافت کی مذمت پر دلیل بنانا ہی غلط نہیں بلکہ اس سے تو من وجہ ان کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو ہزار مہینہ سے بہتر قرار دیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہ ایام خلافت اسی طرح بہتر ہیں جس طرح لیلۃ القدر دوسرے ایام سے بہتر ہے اور ظاہر ان ایام میں خود رمضان المبارک کے دیگر دن اور راتیں بھی ہیں اور ایام جمعہ بھی ہیں نیز عیدین کے ساتھ عشرہ ذوالحجہ بھی ہے اور یوم عاشوراء بھی ہے جن کی فضیلت اور خیریت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ کوئی بھی لیلۃ القدر کی فضیلت سے استدلال کرتے وقت اس آیت سے دوسرے ایام کی تنقیص و مذمت کشید نہیں کرتا بلکہ من وجہ ان کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ وہ بھی ''خیر'' کا مصداق ہیں تو پھر اس حدیث کے ضعیف و منکر ہونے کے باوجود یہ مفہوم کیسے لیا جا سکتا ہے؟

پھر بنوامیہ کی من حیث الافراد خلافت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت اور پھر ان کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت کو کیونکر ''خیر'' کی بجائے شر کا مصداق قرار دیتے ہوئے مذمت کا حقدار کہا جا سکتا ہے؟ اور اگر عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کو نکال لیں تو پھر جس حساب اور مدت کا دعوی کیا گیا ہے وہ باطل اور جھوٹ قرار پاتا ہے اسی لیے حافظ ابن کثیر نے اس تفصیل کے بعد لکھا ہے:

((فاذا علم هذا، فان اخرج ايامه من حسابه انخرم حسابه وان ادخلها فيه مذمومة خالف الأئمة، وهذا مالا محيد عنه، وكل هذا

[1] تفسیر ابن کثیر: ج 4 ص530

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مما يدل على نكارة هذا الحديث)) [1]

''جب یہ معلوم ہوا تو پھر اس حساب سے اگر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دور نکال لیں تو دعوی میں مذکور حساب غلط ہوگا اگر ان کے دورِ خلافت کو داخل سمجھیں تو یہ سب ائمہ کے خلاف ہے جس کو تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، چنانچہ یہ ساری تفصیل بتاتی ہے کہ یہ حدیث منکر ہے۔''

اور سب سے اہم بات یہ بھی ہے کہ خلافت امویہ کے دور میں سلطنت اسلامیہ کو جو سیاسی و جغرافیائی وسعت و استحکام نیز جس قدر معاشرتی امن وسکون اور عدل و انصاف اور تحفظ حقوق اور داخلی اطمینان حاصل ہوا بلکہ جس طرح اسلامی نظام کا قانونی نفاذ و رواج اور حدود وتعزیرات کا قیام، اسلامی تہذیب وثقافت کو عروج اور علمی وادبی ترقی بالخصوص دینی علوم وفنون کو شہرت ملی اور ہمہ قسم کی خدمات علمیہ انجام پائیں وہ سب کچھ اس روایت کی معنوی تردید کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور اسلامی تاریخ کے اس درخشاں دور کی تفصیلات بیان کرنے سے قطع نظر بلاخوف تردید اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ بنو امیہ کے دور حکومت کے بعد اسلامی سلطنت کی ہمہ پہلو شان وشوکت اور عظمت کا دور آج تک دوبارہ ملت اسلامیہ کو نصیب نہیں ہوا۔ فللّٰہ درھم

بنو اُمیہ وغیرہم سے کراہت

بنو اُمیہ کے مثالب میں ایک روایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بیان کی جاتی ہے کہ:

((مات النبی ﷺ وھو یکرہ ثلاثة أحیاء، ثقیفا وبنی حنیفة وبنی أمیة))

''آنحضرت ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ ﷺ ان تین قبائل کو ناپسند کرتے تھے یعنی ثقیف، بنو حنیفہ اور بنو اُمیہ۔''

---

[1] البدایہ: ج 6 ص 244

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کو امام ترمذی نے الجامع رقم: 3943 میں اور امام البزار نے اپنی مسند ج:9،ص:10 رقم: 3510 میں روایت کیا ہے یہ روایت بظاہر اسنادی اعتبار سے رجال کی حد تک صحیح ہے کہ اس کے تمام رواۃ ثقات ہیں لیکن فن حدیث سے دلچسپی رکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ کسی حدیث کی سند کے رواۃ کی محض ثقاہت اس حدیث کی صحت کو لازم یا ضامن نہیں کیونکہ اس میں اور بھی علل اور نقائص ہو سکتے ہیں جو اس کے ضعف و ابطال کو مستلزم ہوں جیسا کہ انقطاع، تدلیس اور ارسال ونکارت وغیرہ ہوتے ہیں چنانچہ اس حدیث پر بھی علماء فن نے سند کے سلسلہ رواۃ ((هشام بن الحسن عن الحسن عن عمران بن حصين)) میں کلام کیا ہے ان کے ایک دوسرے سے سماع پر نقد و جرح کی ہے۔ ہشام کا حسن سے سماع مختلف فیہ ہے اسی طرح حسن کا سماع، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں، شیخ أمیر بن احمد قروی لکھتے ہیں:

((نسب نفي السماع للاما مين البخاري ومسلم ونفاه ايضاً ابن القطان الفاسي والا لباني، ولا يثبت سماعه من عمران بن حصين رضي الله عنه من وجه صحيح البتة كما قال ذلك ابو حاتم، وابن المديني والبيهقي ويدل على ذلك ان كل ماورد من روايات فيها تصريح سماع الحسن من عمران بن حصين معلول لايثبت منه شئي أبدا)) [1]

''حسن کے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماع کی نفی کو امام حاکم نے امام بخاری اور امام مسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور اس کی نفی امام ابن القطان الفاسی اور علامہ البانی نے بھی کی اور حسن کا عمران رضی اللہ عنہ سے سماع کسی بھی صحیح سند سے قطعاً ثابت نہیں جیسا کہ یہی بات امام ابو حاتم امام ابن المدینی اور امام بیہقی نے بھی کہی ہے اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ جن روایات میں حسن کے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

[1] منزلة معاوية رضي الله عنه : ج2 ص841

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سماع کا ذکر ہے وہ تمام کی تمام معلول ہیں اور ان میں سے کوئی روایت بھی ثابت نہیں۔"

موصوف نے امام بیہقی کے جس قول کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یوں ہے:

((أهل الحديث لا يثبتون سماع الحسن عن عمران بن حصين----- واما حديث الحسن عن عمران بن حصين فالمحدثون يقولون: انه مرسل، الحسن لم يسمع من عمران)) ❶

"یعنی اہل الحدیث (محدثین) کے ہاں حسن کا سماع حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں وہ کہتے ہیں کہ حسن کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہے کہ حسن نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا نہیں۔"

جن محدثین نے حسن کے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماع کی نفی کی ہے ان میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابن القطان الفاسی کے ساتھ یحیٰ بن سعید القطان، علی ابن المدینی، بہز بن اسد، احمد بن حنبل اور ابو حاتم وغیرھم بھی قابل ذکر ہیں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ اسی روایت کی ایک سند عن طریق زائدہ پر فرماتے ہیں:

((ولكني اعتقد انها رواية شاذة))

جبکہ علامہ اُمیر قروی لکھتے ہیں:

((والحديث بهذه الا سانيد۔ كما قال الالباني۔ منكر۔ ولا يثبت به سماع الحسن وقد توبع فيها شريك كما ترى ولذلك المتهم بهذا الحديث: خيثمة بن ابى خيثمة البصرى، فانه ليس بشئى_ كما قال ابن معين _ مقدار ما يرويه _ ولا يعرف بغير هذا الحديث _ ولا يتابع عليه)) ❷

---

❶ معرفة السنن والآثار: ج 9 ص139، رقم: 12629، ج 7 ص537، رقم: 5643، الخلافيات: ج 7 ص461، رقم: 5481

❷ منزلة معاوية رضی اللہ عنہ: ج2 ص 847

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی یہ حدیث ان اسانید سے منکر ہے جیسا کہ علامہ البانی نے کہا ہے اور اس سے حسن بصری کا سماع بھی ثابت نہیں ہوتا البتہ اس میں اس کا متابع شریک ہے مگر اس میں خیثمہ بصری ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں جیسا کہ ابن معین نے کہا ہے، وہ اس حدیث کے علاوہ معروف نہیں اور اس کی متابعت بھی ثابت نہیں۔''

علامہ قروی نے مزید لکھا ہے کہ:

((وعليه فالحديث ضعيف منقطع من هذا الوجه لا يثبت البتة، أرسله الحسن عن عمران، والله تعالىٰ اعلىٰ واعلم وله طرق أخرى عن بجالة القشيرى عن عمران بن حصين رضی اللہ عنہ غير ثابتة كذلك وقد ساق الجوزجاني طريقين منها ثم ابطلهما وبين نكار تهما)) [1]

''یعنی اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حدیث اس طریق سے ضعیف اور منقطع ہے اور قطعاً ثابت نہیں، حسن نے اس کو مرسل بیان کیا ہے واللہ اعلم، اس حدیث کے بجالہ القشیر ی عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور بھی باطل طرق ہیں اور امام الجوز جانی نے بھی دو طرق بیان کیے ہیں لیکن دونوں کو باطل قرار دیا ہے اور ان کی نکارت واضح کی ہے۔''

بجالۃ القشیر ی کی روایت کو امام ابن الجوزی نے بھی ذکر کیا اور لکھا ہے کہ:

((وهذا حديث منكر قال يحي الربيع ليس بشئى وقال النسائى: متروك الحديث وروى محمد بن ابى يعقوب عن ابى النصر الهلالى عن بجالة نحوه، قال ابو حاتم الرازى: ابن ابى يعقوب مجهول)) [2]

''یہ حدیث منکر ہے، یحي بن معین نے ربیع کو ''لیس بشئ'' کہا ہے جبکہ امام نسائی

---

[1] منزلة معاوية رضی اللہ عنہ : ج 2 ص848

[2] العلل المتنا هية تحقيق الشيخ الاثرىn: ج 1 ص293

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ اور یہ روایت محمد بن یعقوب نے ابو النصر الھلالی عن بجالہ سے بھی اسی طرح بیان کی ہے اور ابن ابی یعقوب کو امام ابو حاتم الرازی نے مجہول کہا ہے۔''

امام ابن الجوزی نے ابو حاتم سے محمد بن ابی یعقوب کو مجہول لکھا ہے جس پر شیخنا الاستاذ المحقق ارشاد الحق الاثری حفظہ اللہ نے لکھا ہے کہ:

((قلت: بل الهلالی مجهول كما فی الميزان ج 4 ص 579 واما محمد بن ابی يعقوب فهو محمد بن عبدالله بن ابی يعقوب عن ابی نصر--- وهو من رجال الستة واما من جهله الرازی فهو محمد بن ابی يعقوب ابو عبدالله الكرمانی كما فی الجرح والتعديل: ج 4 ص 122)) [1]

یعنی اس سند میں ابو نصر الہلالی بلا شبہ مجہول ہے مگر بقول ابن الجوزی جس محمد بن ابی یعقوب کو امام ابو حاتم الرازی نے مجہول کہا ہے وہ ابو نصر کا شاگرد نہیں وہ صحاح ستہ کا راوی ہے البتہ حقیقت میں ابو حاتم رازی نے محمد بن ابی یعقوب ابو عبداللہ الکرمانی کو مجہول کہا ہے۔

گویا کہ امام ابن الجوزی کو اختلاط ہوا ہے۔ ((فسبحان الذی لا يضل ولا ينسى۔ فلله درشيخنا على ما افاد واجاد))

بہر حال شیخ محترم کی وضاحت سے بھی معلوم ہوا کہ یہ سند صحیح نہیں کہ اس میں ایک راوی محمد بن یعقوب الکرمانی مجہول ہے ((فحصل المقصود فللّٰه الحمد))

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے تاثر کی حقیقت

بعض حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے تاثرات کو بنو امیہ کی مذمت میں ذکر کیا ہے ان میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول پر امام موفق الدین عبداللہ بن احمد ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

---

[1] حاشیہ العلل المتناهيه: ج 1 ص 293

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((قال منها سالت احمد عن علي بن علقمة عن ابن مسعود: لكل شئ آفة و آفة الدين بنو أمية؟ قال: منكر)) ❶

''یعنی امام احمد رحمہ اللہ کے شاگرد مہنا کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے ابن علقمہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کے متعلق پوچھا کہ: ہر چیز کی کوئی نہ کوئی آفت ہوتی ہے دین (اسلام) کی آفت بنوامیہ ہیں، تو اس قول کے متعلق فرمایا: یہ منکر ہے۔''

اسی طرح مہنا کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول کے متعلق پوچھا کہ ان سے مروی ہے۔

((ان بني أمية وطئوا على سماح الدين، ذبحوا كتاب الله بشفرة ـــــ قلت منكر؟ قال: نعم، منكر)) ❷

''بے شک بنوامیہ نے دین کو روندا ہے اور چھری سے کتاب کو ذبح کیا ہے، میں نے کہا یہ منکر ہے؟ فرمایا: منکر ہے۔''

معلوم رہے جس طرح بنوامیہ کی مذمت میں کی جانے والی گزشتہ احادیث نا قابل اعتماد اور خارج از استناد اور منکر ہونے کی بنا پر قابل استدلال و لائق احتجاج نہیں اسی طرح یہ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم بھی حجت اور دلیل ہونے کے لائق نہیں بلکہ باطل و مسترد ہیں۔

واقعاتی شہادت

بنوامیہ پر جو الزامات عائد کیے جاتے ہیں یا جن واقعات و قصص کی بنا پر ان سے نفرت و عداوت میں ان کی توہین و تنقیص کی جاتی ہے وہ اگرچہ واہی و ملاہی ہیں جن کی علمی و اخلاقی حقیقت و اصلیت کو واضح کیا جا چکا ہے۔ لیکن بنظر انصاف یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ خلافت امویہ اگرچہ اصطلاحاً تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتی ہے مگر پہلے اموی خلیفہ تو سابق الاسلام جلیل القدر صحابی، داماد رسالت جناب سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں اگر فی

❶ المنتخب من علل الخلال: ص 236، رقم: 142 ❷ ایضاً:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الواقع بنو امیہ علی اطلاق ان مثالب و مطاعن کے حقدار یا مصداق ہوتے تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام فضائل و مناقب کو ایک طرف رکھیے صرف ان کے شرف صحبت و مصاہرت کے بعد خلافت ہی کو دیکھ لیں کہ وہ تمام اہلبیت بالخصوص حضرت علی، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے سامنے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف فرما ہوتے رہے کسی نے ان کو ان روایات و حکایات کے مصداق نہیں ٹھہرایا۔ کسی نے ان کی خلافت سے بغاوت کی نہ عدم تعاون کیا بلکہ بیعت کر کے مشیر و وزیر رہے اور تمام عرصہ خلافتِ عثمانی میں اطاعت خلیفہ کا بہر پہلو مظاہرہ کیا یہاں تک کہ آخری وقت تک ان کی خلافت کے دوام و استحکام کے لیے کوشاں رہے۔

ممکن ہے کوئی اسے تقیہ کا نام دے کر خوش ہو جائے لیکن پھر سوال تو اس سے بھی سنگین پیدا ہوتا ہے کہ یوں ایمانی اور اخلاقی طور پر حضرت علی، حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سمیت تمام اہلبیت کو کہاں کھڑا کرنا ہے؟ ان کی شجاعت و بسالت اور ایمانی قوت و حرارت کو کیا مقام دینا ہے؟ گویا آپ نے اس بھونڈی مناظرانہ و مجادلانہ بلکہ منافقانہ چال سے خود کو تو شاید مطمئن کر لیا مگر ان نفوس قدسیہ حضرات اہل بیت اطہار کی عزت و عظمت کو تو خاک میں ملا دیا اسی پر تو کہا گیا ہے۔

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

یہ بات تو محتاج وضاحت نہیں کہ بنو امیہ بھی بنو ہاشم و بنو عباس کی طرح قریش ہیں اور جو فضائل جملہ خاندان قریش کو حاصل ہیں ان کے حامل و مصداق بنو امیہ بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ جس طرح۔ الأئمة من قریش۔ کے تحت قریش کی دیگر شاخیں استحقاق خلافت رکھتی ہیں بنو امیہ بھی اسی طرح استحقاق خلافت رکھتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ:

((ان هـذا الأمر فی قریش لا یعادیهم أحد الأ کبه الله علی وجهه ما اقاموا الدین)) [1]

---

[1] بخاری رقم: 3309

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی خلافت قریش میں رہے گی جب تک وہ دین کو قائم کریں جو شخص ان سے عداوت رکھے اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل اوندھا کرے گا۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

((من یردھوان قریش أھان الله)) [1]

''جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دے گا۔''

چنانچہ قریش کی عظمت وحرمت کے متعلق ان احادیث کے مخاطب جس طرح جملہ قریشی ہیں اسی طرح بنو اُمیہ بھی ہیں کہ وہ بھی قریشی ہیں تو پھر آخر کیا پس منظر ہے کہ بنو اُمیہ کو بحیثیت خاندان نہ صرف اس اعزاز سے خارج قرار دیا جائے بلکہ ان کی مذمت وملامت بھی کی جائے۔

مزید برآں اس حوالہ سے بنو امیہ وہ اعزاز قرابت بھی رکھتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ کے حسب ونسب کی نسبت سے درجہ بدرجہ دیگر اعزہ واقارب کو حاصل ہے تو پھر بنو اُمیہ کے متعلق ان روایات کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی جن میں ایک خاندان بنو امیہ کو مذموم و مطعون بتایا گیا ہے۔

اس ضمن میں یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ تب سے لے کر اب تک بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر اہل تشیع کے تمام بارہ اماموں میں سے کسی ایک سے بھی بنو امیہ بالخصوص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسفیان یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک حرف مذمت بھی صحیح وصریح روایت سے ثابت نہیں تو پھر سوچنا پڑتا ہے کہ آخر ان دوسرے حضرات کو بنو امیہ سے کیا شکوہ وشکایت ہے اگر ان پر کوئی الزام ہوتا یا کوئی عیب ہوتا یا کم از کم یہ روایات ثابت ہوتیں تو یہ حضراتِ گرامی رضی اللہ عنہم کیوں خاموش رہے؟

تصویر کا ایک اور رُخ

صرف خاموش ہی نہ رہے بلکہ بنو امیہ سے یہ حضرات، اعزازات اور ہدایا ومراعات بھی بطیّب خاطر وصول کرتے رہے جبکہ اس سے بھی بڑھ کر ان سے محبت والفت اور اکرام و

[1] مسند احمد: ج1 ص171، الصحیحہ رقم: 1178

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احترام سے پیش آتے رہے جانبین کے درمیان جو رشتہ داری اور قرابتداری قائم ہوئی صرف اسی کی تفصیل لکھی جائے تو الگ سے ایک مفصل کتاب تیار ہوسکتی ہے مگر موضوع کی نزاکت و حساسیت کے پیش نظر بالا جمال چند پہلوں ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اول: قبل از اسلام ان دونوں خاندانوں کے درمیان قرابت اور محبت و الفت یا باہمی معاشرتی ومعاشی اور سماجی تعلقات۔

معلوم ہے کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ دونوں ہی کا شجرہ نسب جد امجد عبد مناف پر جا ملتا ہے۔ چنانچہ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ قریش کے دیگر قبائل اور شاخوں میں سے ان دونوں قبیلوں میں سب سے زیادہ قربت اور محبت کا رشتہ تھا جس کی بنا پر وہ نہ صرف عام معاشرتی زندگی میں مل جل کر رہتے اور اجتماع یا قومی سطح پر باہم شیر وشکر تھے بلکہ انفرادی طور پر ان کے درمیان زیادہ دوستانہ مراسم تھے چنانچہ۔

1۔ جناب ابو طالب بن عبدالمطلب، مسافر بن ابی عمرو بن امیہ کے ہم پیالہ وہم نوالہ تھے دونوں میں بڑی گہری دوستی تھی۔ جب مسافر فوت ہوئے تو ابو طالب نے عمرو بن عبد ود سے دوستی کرلی۔ ❶

جبکہ نسب قریش ص: 136 پر مصعب الزبیری نے کہا ہے کہ مسافر کی وفات پر ابو طالب نے مرثیہ بھی کہا تھا جسے ابو الفرج اصبہانی نے نقل بھی کیا ہے۔ ❷

2۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہما کے درمیان دورِ جاہلیت ہی سے دوستی تھی دونوں باہم پیالہ وہم نوالہ تھے۔ ❸

3۔ ابو سفیان بن حرب، عباس بن عبدالمطلب کے ہم پیالہ وہم نوالہ تھے۔ ❹

4۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے بھائی حارث بن حرب اور حارث بن عبدالمطلب کے درمیان گہری دوستی تھی۔ ❺

---

❶ کتاب المحبر لابی جعفر محمد بن حبیب بغدادی ص: 174 ❷ الا غانی: ج8 ص49

❸ کتاب المحبر: ص 174 ❹ المحبر: ص 175 ❺ ایضاً، ص: 77

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

5۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے قبل از اسلام ہی سے دوستی تھی۔ ❶

پھر کبھی یہ دوستی اس قدر مضبوط ہوئی کہ معاملات وتجارت وغیرہ میں شرکت کی صورت دھار لیتی ہے۔

6۔ چنانچہ حضرت ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تجارت میں شریک تھے۔ ❷

7۔ عبدالمطلب، حرب بن اُمیہ کے ندیم وہم پیالہ تھے۔ ❸

8۔ عتبہ بن ربیعہ بن عبدالشّمس اور مطعم بن عدی بن نوفل بن مناف آپس میں ندیم و ہم مجلس تھے۔ ❹

9۔ پھر جب اہل مکہ کا کوئی تجارتی قافلہ باہر تجارت کو جاتا تو ہاشمی و اموی سبھی اکٹھے ہوتے تھے جیسا کہ سفر شام میں تھا یہی وجہ ہے کہ جب شام سے واپسی پر ابوسفیان کے قافلہ کو مسلمانوں نے روکا تو سب کفار مکہ بلا امتیاز ان کے تحفظ و دفاع کے لیے نکلے۔

دوم: پھر یہ تعلقات و مراسم محض شخصی یا تجارت ہی تک محدود نہ تھے بلکہ حسب ونسب اور زواج ومصاہرت یعنی شادی بیاہ پر بھی محیط تھے اور شادی ونکاح کا سلسلہ بھی ان دونوں خاندانوں کے درمیان قبل از اسلام سے جاری تھا جو اب تک جاری و ساری ہے ہم صرف قرونِ اولیٰ تک کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔

1۔ دورِ جاہلیت میں ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب کی تین بیٹیاں بنو امیہ میں تھیں ایک صفیہ بنت عبدالمطلب، ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب کے نکاح میں تھی گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی چچی تھیں۔

---

❶ انساب الأشراف: ج5 ص39

❷ تاریخ طبری: ج 5 ص138 اسد الغابہ: ج2 ص166

❸ المحبر: ص173 ❹ المحبر: ص 175

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2۔ دوسری بیٹی اُم حکیم البیضاء، کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کے نکاح میں تھی۔ تیسری بیٹی امیمہ بھی ایک اموی کے نکاح میں تھیں۔ ❶

3۔ اسی طرح جناب سردار عبدالمطلب کے چار بیٹوں کا نکاح بنو امیہ میں ہوا جن میں سے بیٹے ابولہب کی شادی بنو امیہ کی خاتون اُم جمیل بنت حرب سے ہوئی تھی یہ ہاشمی (خاوند) اور اموی (بیوی) وہی ہیں جن کے متعلق سورت ''تبت'' نازل ہوئی تھی بلکہ ابولہب کا مسلمان پوتا فضل بن عباس بن ابولہب اپنے ننہال بنو امیہ پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

عبد شمس أبی، فان کنت غضبی فاملئی وجهك الجميل خموشا

''یعنی بنو امیہ کے جد امجد عبد شمس میرے باپ ہیں اگر تمہیں اس پر غصہ ہے تو پھر (اس غصہ سے) اپنے خوبصورت چہرے کو نوچ (کر بدصورت بنا) لے۔'' ❷

4۔ جاہلیت ہی میں حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کا نکاح حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہند بنت ابوسفیان سے ہوا جو حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ تھیں تو یوں حارث بن نوفل ہاشمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ٹھہرے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیویاں بنو امیہ سے تھیں۔ ❸

5۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا نکاح اموی خانوادہ کے ابوالعاص بن ربیع سے قبل از اسلام ہوا تھا جن کی دامادی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تحسین فرمائی۔

6۔ جبکہ اسلام کے بعد دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہما کو اموی شہزادے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے دیں اور ان کی دامادی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر مطمئن تھے کہ جب دوسری صاحبزادی بھی وفات پا گئیں تو فرمایا اگر

---

❶ نسب قریش : ص18، ابن سعد: ج 8 ص41 انساب الاشراف: ج 1 ص96

❷ نسب قریش، مصعب زبیری ص 89، ابن سعد: ج4 ص59، طبقات فحول الشعراء ص : 62

❸ نسب قریش : ص 86

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میری اور کوئی صاحبزادی بھی گھر پر ہوتی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دیتا۔

7۔ حضرت ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی حضرت امامہ امویہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی الہاشمی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اسی امامہ رضی اللہ عنہا سے محمد الاوسط بن علی رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ ❶

8۔ علی الاکبر بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی والدہ آمنہ (لیلی) بنت ابی مرہ ہیں جن کی والدہ یعنی علی الاکبر کی نانی میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب ہیں۔ ❷

9۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف وقرب نبوت بھی حاصل ہے کہ آپ من وجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بھی ہیں کہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی باپ سے بہن قریبۃ بنت امیہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ ❸

10۔ جناب سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت رملہ رحمہا اللہ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے بھائی مروان بن حکم کے نکاح میں تھیں۔ ❹

11۔ حافظ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی حضرت مروان بن حکم کے بیٹے خلیفہ عبدالملک بن مروان کے نکاح میں تھیں۔ ❺

12۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک اور صاحبزادی خدیجہ، عامر بن کریز اموی کے فرزند عبدالرحمٰن بن عامر کے عقد میں تھیں۔ ❻

13۔ اُم کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، قاسم بن محمد بن جعفر کے بعد حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئیں۔

---

❶ نسب قریش: ص 158، ابن سعد: ج 6 ص 233، انساب الاشراف: ج 1 ص 400

❷ نسب قریش: ص 57

❸ المحبر: ص 102، الاصابہ: ج 3 ص 58

❹ جمهرة الانساب لابن حزم ص 86

❺ البدایہ والنہایہ: ج 9 ص 69

❻ جمهرة الانساب: ص 68

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی والدہ زینب بنت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ ❶

14۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بیٹی زینب کی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے بیٹی کا نکاح بھی حجاج بن یوسف سے ہوا۔ ❷

15۔ سیّدنا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پوتی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی سیّدہ نفیسہ بنت زید بن حسن رحمہم اللہ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان کے نکاح میں تھیں۔ ❸

16۔ جبکہ ان کی ایک پوتی زینب بنت حسن مثنی بن حسن رضی اللہ عنہ کی شادی بھی اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوئی۔ ❹

17۔ اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ایک اور بیٹی اُم قاسم بنت حسن مثنی بن حسن رضی اللہ عنہ اموی خلیفہ راشد حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے مروان بن اُبان بن عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ خیال رہے مروان کے انتقال کے بعد ان کا نکاح حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❺

18۔ رقیہ بنت عمرو بن خالد بن عبداللہ بن عمرو الاموی کا نکاح محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس الہاشمی سے ہوا۔ ❻

19۔ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ایک اور پوتی زینب۔ معاویہ بن مروان بن حکم اموی کے نکاح میں آئیں۔ ❼

20۔ عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کا نکاح فاطمہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب سے ہوا۔ ❽

21۔ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور پوتی خدیجہ بنت الحسین بن حسن رضی اللہ عنہ اسماعیل

---

❶ نسبِ قریش : ص 82، المحبر : ص 439، جمهرة : ص 123

❷ جمهرة انساب العرب : ص38

❸ عمدة الطالب : ص 44

❹ نسبِ قریش : ص 52، جمهرة الانساب : ص36

❺ المحبر: ص 438، جمهرة : ص 42

❻ نسب قریش : ص 114

❼ جمهرة الانساب : ص108

❽ نسب قریش : ص 114، جمهرة : ص82

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن عبدالملک بن حارث بن الحکم کے نکاح میں تھیں اور یوں ان کے بطن سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے چار نواسے اموی شہزادے محمد اکبر، حسین، اسحاق اور مسلم پیدا ہوئے۔ ❶

خیال رہے سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کثیر الزواج تھے اسی نسبت سے کثیر الاولاد بھی تھے تو یہ چھ نواسیاں اموی خاندان کی سعادت و زینت بنیں۔

22۔ اُم القاسم بنت الحسن کا نکاح مروان بن ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❷

23۔ جب سیّدہ خدیجہ رحمہا اللہ وفات پا گئیں تو پھر اسماعیل بن عبدالملک اموی نے مرحومہ خدیجہ کی چچازاد بہن حمادہ بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی جن کے بطن سے محمد الاصغر، ولید، یزید وغیرہم پیدا ہوئے۔ ❸

24۔ حضرت سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی معروف صاحبزادی حضرت سکینہ جب اپنے شوہر مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے بیوہ ہوئیں تو ان کا نکاح اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان اموی سے ہوا جو مشہور اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بھائی تھے۔ ❹

25۔ یاد رہے اسی حضرت سکینہ رحمہا اللہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان سے بھی ہوا تھا مگر علیحدگی ہو گئی تھی۔ ❺

26۔ حضرت سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی نواسی یعنی اسی سکینہ رحمہا اللہ کی بیٹی ربیحہ رحمہا اللہ کا نکاح عباس بن ولید بن عبدالملک بن مروان اموی سے ہوا تھا۔ ❻

27۔ جبکہ ربیحہ بنت محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کا نکاح یزید بن الولید بن عبدالملک بن مروان سے ہوا۔ ❼

28۔ لبابہ بنت عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب عبید اللہ بن علی سے بیوہ ہوئیں

---

❶ جمهرة الانساب : ص 100
❷ نسب قريش : 53
❸ جمهرة الانساب : ص109
❹ نسب قريش زبيرى : ص 59، المعارف لا بن قتيبه: ص 94
❺ نسب قريش : ص 59، المحبر ص : 438، جمهرة الا نساب : ص86
❻ نسب قريش، مصعب الزبيرى : ص 59
❼ المحبر: ص 440

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو سعید بن عبداللہ بن عمرو بن العاصی بن اُمیہ کے نکاح میں آئیں۔ ❶

29۔ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رحمہا اللہ جب اپنے خاوند حسن بن مثنیٰ رحمہ اللہ سے بیوہ ہوئیں تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں۔ ❷

30۔ دوسری طرف سیّدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے پڑپوتے حسن بن حسین بن علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کی شادی بنو اُمیہ کی صاحبزادی خلیدہ بنت مروان بن عنبسہ بن سعد بن العاص سے ہوئی۔ ❸

31۔ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ایک دوسرے پڑپوتے اسحاق بن عبداللہ بن علی بن الحسین کی شادی اموی شہزادی عائشہ بنت عمر بن عاصم بن عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ❹

یوں یہ دونوں اموی شہزادیاں حضرت علی زین العابدین رحمہ اللہ بلکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہی نہیں حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی بہو بننے کی سعادت پا کر خاندان بنو اُمیہ کی عزت و رونق میں اضافہ ہیں۔

32۔ فاطمہ بنت محمد بن الحسن بن الحسن بن علی کا نکاح ابو بکر بن عبدالملک بن مروان سے ہوا۔ ❺

33۔ حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دوسرے بیٹے اور حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے سوتیلے بھائی حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہ کی پوتی نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس بن علی رضی اللہ عنہ کا نکاح خلیفہ یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن خالد بن یزید سے ہوا۔ ❻

---

❶ نسب قریش : ص 76 ❷ جمهرة الانساب : ص 76

❸ ایضاً : ص 55، نسبِ قریش : ص 74

❹ نسبِ قریش : ص 65، جمهرة انساب : ص 53

❺ نسب قریش : ص 53

❻ نسب قریش زبیری : ص 79، جمهرة انساب العرب : ص 68

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

34۔ جناب سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے محمد بن جعفر طیار بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیّدہ کی شادی اموی خلیفہ مروان کے پڑ پوتے سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کے ساتھ ہوئی۔ ❶

35۔ یہ ہاشمیہ شہزادی جب بیوگی کے صدمہ سے دو چار ہوئیں تو دوسرا نکاح اموی سردار ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے پڑ پوتے ابوالقاسم بن ولید بن عتبہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❷

36۔ اس ابوالقاسم اموی کی والدہ لبابہ بنت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے شوہر اموی خاندان کے چشم و چراغ ولید بن عتبہ بن ابوسفیان تھے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے جبکہ لبابہ حضرت سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی چچیری بہن تھیں۔ ❸

37۔ سیّدنا حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کی بیٹی (حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بھانجی) کی جب اپنے خاوند قاسم بن محمد سے علیحدگی ہوئی تو بعد ازاں ان کا نکاح اموی شہزادے حضرت ابان بن عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❹

38۔ حضرت سیّدنا حضرت حسین کے چچا زاد اور بہنوئی عبداللہ بن جعفر طیار کی ایک صاحبزادی اُم محمد کی شادی خلیفہ یزید بن معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے ہوا یوں یزید، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے داماد ہوئے اور دوسری طرف ان کی بہن زینب بنت علی رضی اللہ عنہ ان اُم محمد کی سوتیلی والدہ ہیں تو اس حوالہ سے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ سیّدہ زینب بن علی رضی اللہ عنہ کے داماد ٹھہرے۔ ❺

39۔ سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ایک نکاح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت میمونہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی لیلیٰ بنت ابومرہ عروہ بن مسعود ثقفی سے ہوا تھا جن کے بطن

---

❶ جمهرة الا نساب : ص 102 ❷ ایضاً ❸ ایضاً

❹ المعارف لا بن قتيبه : ص 90، جمهرة الانساب : ص 114-81

❺ كتاب نسب قريش : ص 83، جمهرة انساب : ص 69

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے حضرت علی اکبر رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ ❶

40۔ حضرت ابوسفیان کی پوتی زیاد بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی جویریہ کا نکاح عبدالرحمٰن بن ربیعۃ بن حارث ہاشمی کے ساتھ ہوا۔

41۔ اُم کلثوم بنت محمد بن ربیعۃ بن الحارث بن عبدالمطلب کا نکاح یحیٰ بن الحکم بن العاص سے ہوا۔ ❷

42۔ جناب سیّدنا مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی حقیقی بہن سیّدہ اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جب وہ شہید ہو گئے تو سعید بن العاص اموی رضی اللہ عنہ نے ان کو پیغام نکاح بھیجا جسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور خود حضرت ام کلثوم نے قبول کر لیا جب نکاح کا وقت آیا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو معلوم ہے کہ وہ ناراض ہیں جس سے حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے ادا کردہ ایک لاکھ روپے واپس لیے بغیر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کی بنا پر نکاح کو مناسب نہ سمجھا۔ ❸

نکاح نہ ہونے کے باوجود یہ واقعہ دونوں خاندانوں کے درمیان قرابت داری کی واضح شہادت ہے۔

43۔ اُم کلثوم بنت الحسین بن الحسن علی بن ابی طالب کا نکاح اسماعیل بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم بن العاصی سے ہوا۔ ❹

44۔ ولید بن عثمان بن عفان کا عقد عائشہ بنت الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❺

45۔ عمرو بن سعید بن العاص کا نکاح سودہ بنت الزبیر بن العوام سے ہوا۔ ❻

46۔ خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا نکاح رملہ بنت الزبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❼

---

❶ کتاب نسب قریش : ص 83، جمهرة انساب : ص 69 ❷ ایضاً

❸ البدایہ : ج 8 ص86، السیر : ج 3 ص295 ❹ نسب قریش : ص51

❺ المحبر : ص 14، جمهرة : ص 86 ❻ ایضاً : ص 67 ❼ ایضاً : ص 67، جمهرة : ص 121

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

47۔ ابو یسار عمر بن عبدالرحمٰن بن عبید اللہ بن شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کا نکاح خدیجۃ الصغریٰ بنت الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❶

48۔ اسحاق بن عبداللہ بن علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہ کا نکاح عائشہ بنت عمر بن عاصم بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❷

49۔ عنبسہ بن ابی سفیان بن حرب کا نکاح زینب بنت الزبیر بن العوام سے ہوا۔ ❸

50۔ اُم کلثوم بنت ولید بن عقبہ امویہ، بیوہ ہونے کے بعد زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ ❹

51۔ عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا نکاح نفیسہ بنت عبید اللہ بن العباس بن علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❺

52۔ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کا نکاح لبابہ بنت العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ❻

53۔ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا پہلا نکاح حارث بن حرب بن اُمیہ سے ہوا پھر دوسرا نکاح عوام بن خویلد سے ہوا جن کے بیٹے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❼

54۔ خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اروی بنت کریز بنت اُم حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب، حضرت علی کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔

گویا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ❽

یہ چند ایک حوالہ جات ہم۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ صرف قارئین کے اطمینان کے لیے ذکر کیے ہیں استیعاب مقصود نہیں ورنہ ایک منصف مزاج وغیر جانبدار قارئین کو حقیقت الا مر

---

❶ المحبر: ص67
❷ جمهرة انساب العرب: ص 53
❸ جمهرة انساب العرب: ص 111
❹ ایضاً: ص 115
❺ جمهرة: ص 112
❻ جمهرة: ص 111
❼ انساب الاشراف: ج 1 ص98
❽ ابن سعد: ج 8 ص166، تاریخ خلیفه: ج 1 ص131، انساب الا شراف: ج5 ص1، المحبر: ص14، انساب ا لاشراف: ج1 ص96

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمجھنے کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے خود خاندان بنو امیہ سے رشتہ مصاہرت قائم کیا بلکہ اس کی تحسین بھی فرمائی کہ ایک طرف خاندان بنو امیہ کے سردار حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، لختِ جگر حضرت ہند بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا حرم نبوی کا حصہ بن کر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں شمار ہونے کی سعادت پاتی ہیں بلکہ وہ یوں اُم المؤمنین ہونے کا اعزاز بھی پاتی ہیں تو دوسری طرف خود اپنی چار صاحبزادیوں میں سے تین کا نکاح اموی خاندان کے افراد سے کر کے ان کو شرف و فضل سے نوازتے ہیں تو پھر کیسے ممکن ہے کہ اس عظمت و فضیلت کے حامل خاندان کو ان روایات کا مصداق و مظہر قرار دیا جائے۔ جبکہ یہ بات تو اور بھی باعث حیرت ہے کہ دورِ جاہلیت سے شروع ہونے والی یہ رشتہ داری اور سلسلہ قرابت نہ صرف ابتدائی دور تک جاری رہا۔ جنگ جمل و صفین ہی نہیں واقعہ کربلا کے بعد سے اب تک جاری ہے تاہم یہودی و صیہونی سازش سے اسلامی تاریخ کے ان دونوں اہم ترین خاندانوں کے درمیان عداوت و نفرت کی جس فضا اور ماحول کا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے وہ محض اس بات کا مصداق ہے کہ:

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی

سوئم: بنو ہاشم اور بنو اُمیہ دونوں خاندانوں میں وسیع الجہات تعلقات اور مستحکم و دائمی روابط و قرابت کا یہ پہلو بھی بڑا اہم اور دلچسپ ہے کہ دونوں میں اسلامی اخوت سے پہلے بھی علی الاَقل حسب و نسب کی نسبت صلہ رحمی، معاشرتی و سماجی مروت و مودت اور باہمی تعلق و خدمت کا رشتہ قائم رہا ہے یہاں تک کہ نظریاتی و فکری بعد بلکہ مخالفت و مخاصمت کے باوجود خونی رشتہ و تعلق متحرک و فعال رہا ہے جس کو اسلامی اخوت و تعلق نے مزید استحکام و جلا بخشی ہے۔ چنانچہ ہم یہاں محبت اہل بیت کے نام پر بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کے درمیان عداوت و نفرت کا افسانہ تراشنے والوں کو آئینہ دکھاتے ہیں کہ

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل مسلمانوں کے سخت دشمن اور ہر موقع پر اُن کے خلاف صف آراء رہے مگر اس میں ایک پہلو جبر و اکراہ کا بھی تھا کہ دل مطمئن نہ ہونے کے باوجود اسے حالات کے جبر میں ایسا قدم اُٹھانا پڑا چنانچہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ابھی اسلام نہ لانے کے باوجود بسا اوقات حسب ضرورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلحہ سپلائی کرتے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر پناہ بھی دیتے اسی لیے

((عن ثابت البناني انما قال النبي ﷺ من دخل دار ابی سفیان فهو آمن، لأن النبي ﷺ كان اذا آوى بمكة دخل دار ابی سفیان)) [1]

''یعنی حضرت ثابت البنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے پناہ ہے، اس پس منظر میں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ جگہ کے متلاشی ہوتے تو ابوسفیان کے گھر تشریف لاتے۔''

2۔ مزید براں شاہ روم ہرقل کے سامنے خود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے قریبی بتا کر جو تاثر دیا اس میں بھی ابوسفیان کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قلبی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے کن الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کا ذکر کرتے ہوئے تصویر کشی کی جس سے ہرقل اعتراف حق پر مجبور ہو گیا۔

3۔ بلکہ ابوسفیان کو اسلام لانے سے قبل بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت و اکرام تھا کہ ایک مرتبہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ سوار تھے تو دوسری سواری پر امیر معاویہ تھے اتنے میں ابوسفیان نے دیکھا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیادہ تشریف لے جا رہے تو اپنے بیٹے معاویہ سے کہا:

---

[1] الوافی للوفیات للصفدی: ج 16 ص165، الاصابہ: ج 3ص333، تاریخ دمشق: ج 13 ص363، تہذیب التہذیب: ج1 ص473

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((انزل یا معاویة حتی یرکب محمد)) ❶

''معاویہ سواری سے خود نیچے اُتر جاؤ اور جناب محمد ﷺ کو سوار پر سوار ہونے دو۔''

اس پر ان کی اہلیہ ہند نے احتجاج بھی کیا مگر ابوسفیان نے سختی سے مسترد کر دیا اور نبی اکرم ﷺ کو سوار ہونے کا موقع دیا۔

4۔ ہم پہلے دامادِ پیغمبر ﷺ حضرت ابو العاص بن ربیع اموی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر چکے ہیں۔ یہ اموی شہزادہ ہے جو نبی اکرم ﷺ سے حق قرابت کو اس جرأت و ہمت اور دیدہ دلیری سے ادا کرتا ہے جب کفار و مشرکین مکہ نے بنو ہاشم کا سخت ترین سوشل بائیکاٹ اور مقاطعہ کیا تو حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے کفار کے معاہدہ بائیکاٹ یا ان کی مخالفت و عداوت سے بے خوف ہو کر آنحضرت ﷺ تک سامان خورد و نوش اور ضروریات زندگی پہنچاتے۔ ❷

5۔ معاشرتی اور سماجی طور پر اپنی خاندانی قرابت اور اسلامی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک دوسرے کی خوشی، غمی اور دُکھ سکھ میں شرکت کی جائے اور ((المسلمون کجسد واحد)) کا عملی مظاہرہ کیا یہی وجہ کہ ہاشمی و اموی خاندان ہمیشہ ان حوالوں سے باہم جڑے نظر آتے ہیں جس طرح دونوں خاندانوں کے افراد ایک دوسرے کی تعریف و توصیف اور تحسین و آفرین میں رطب اللسان ہیں وہ ایک طویل داستان محبت ہے جو ان خاندانوں کے درمیان افسانہ عداوت و نفرت کی نفی کے لیے شہادت عدل ہے اور اس کا یہ پہلو بھی بڑا اہم ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ وفات پاتے ہیں تو جنازہ اموی خلیفہ اول و راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھاتے ہیں۔ ❸

6۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرابت پیغمبر ﷺ کی بنا پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا از حد

---

❶ تاریخ دمشق: ج 13 ص362

❷ حیات القلوب: ج 3 ص337، منتهی الآمال: ج 1 ص49

❸ البدایه: ج 10 ص 249، الاستیعاب: ج2 ص817، رقم ترجمه : 1378

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکرام واحترام کرتے تھے یہاں تک کہ ایک شخص کو ان کی توہین کرنے پر زود وکوب کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پولیس بھیج کر آپ کے جنازہ کا اہتمام کروایا اور خود ان کے غسل میں شریک ہوئے اور پھر

((صلی علیه عثمان رضی اللہ عنہ ودفن بالبقیع)) ❶

''اُنہوں نے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن کیے گئے۔''

خیال رہے بنو ہاشم سے سلسلہ خلافت۔ عباسیہ۔ کے جدِ امجد یہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ جن کی طرف اس خلافت کی نسبت ہے ان کے اموی خاندان سے تعلقات اس قدر قریبی اور مضبوط تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خود حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد موجود ہونے کے باوجود نماز جنازہ کی امامت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کرواتے ہیں۔

7۔ اسی طرح حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ نے جب وفات پائی تو تب مدینہ طیبہ کے والی و حاکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابان بن عثمان رحمہ اللہ تھے وہ بھی ان کے جنازہ میں شریک ہوئے تو جناب محمد بن حنیفہ کے بیٹے اور ورثاء ابو ہاشم عبداللہ وغیرہ موجود تھے اُنہوں نے کہا:

((نحن نعلم ان الامام اولیٰ بالصلاة ولو لا ذالك ما قد مناك فقال زید بن السائب هذا سمعت اباها شم یقول فتقدم فصلی علیه)) ❷

ہم سمجھتے ہیں کہ امیر وقت نماز پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم آپ کو آگے نہ کرتے چنانچہ اُنہوں نے آگے بڑھ کر امامت جنازہ کروائی۔

8۔ حضرت جعفر طیار کے صاحبزادہ عبداللہ رحمہ اللہ کی نماز جنازہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت ابان رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ ❸

---

❶ الا ستیعاب: ج 2 ص817، البدایه: ج 10 ص249)

❷ ابن سعد: ج 7 ص117، رقم ترجمه: 1505

❸ استیعاب: ج 3 ص881، رقم: 1488 اسد الغابه: ج 3 ص135، اصابه: ج 4 ص37، رقم: 4609

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9۔ دوسری طرف سے بھی اسی قرابت کا مظاہرہ ہوتا رہا ہے معلوم ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو بلوایوں نے جب محصور کر دیا تو ان کی حفاظت کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو حکم دیا اور پھر جب آپ جام شہادت نوش کر گئے تو ان کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ نماز جنازہ کس نے پڑھائی اس میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن ثابت ہے کہ نماز جنازہ میں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم شامل تھے جن میں حضرت حکیم بن حزام، جبیر بن مطعم، زید بن ثابت کعب بن مالک، طلحہ، زبیر اور حضرت علی، حضرت حسن رضی اللہ عنہم اپنے ساتھیوں سمیت شریک تھے۔

جہادی مہمات میں شرکت

اتنا ہی نہیں کہ سماجی و معاشرتی سطح پر ان دونوں خاندانوں کے درمیان باہمی اکرام و احترام کے مراسم اور تعلقات تھے بلکہ سیاسی طور پر ایک دوسرے کی خلافت وامارت کو تسلیم کرتے ہوئے احکاماتِ سلطانیہ کو تعمیل کرتے رہے ہیں۔ کیا شک ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خانوادہ نے بطیّب خاطر تسلیم کیا اور ہمیشہ مشاورت اور امور سلطنت میں شریک رہے بلکہ ان کی جہادی مہمات میں شامل رہے۔

1۔ چنانچہ مغرب اور افریقہ کی طرف جہادی مہم پر لشکر اسلامی جب عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی امارت میں روانہ ہوا تو اس میں حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن جعفر، حسن بن علی، حسین بن علی اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ اہل بیت بھی شامل تھے۔ [1]

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ایک افریقی جہادی مہم ہی میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کے فرزند حضرت سعید، جو اُم المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے (اُم الفضل کے

[1] الکامل: ج 2 ص463، تاریخ ابن خیاط: ج1 ص159

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹے) شہید ہوئے۔ ❶

2۔ قثم بن العباس بن عبدالمطلب، سعید بن عثمان کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جہاد سمرقند گئے اور اسی مہم میں شہید ہوئے۔ ❷

3۔ معبد بن العباس بھی افریقیہ کی جہادی مہم میں شہید ہوئے۔ ❸

4۔ اسی طرح خراسان وطبرستان وغیرہ کی فتح کو جب حضرت سعید بن العاص اموی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر روانہ کیا تو اس میں حضرت سلمان فارسی جیسے دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت حسن و حسین، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم ہاشمی شہزادے بھی شریک جہاد تھے۔ ❹

5۔ یہاں اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اعلانِ خلافت نہ کیا بلکہ جب بیرون مشترکہ دشمن روم نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی مخالفت سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کا عندیہ دیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ناپاک ارادہ کو بھانپ کر اسے یہ سخت پیغام بھیجا۔

((واللہ لئن لم تنته وترجع الی بلادیا لعین لأصطلحن انا وابن عمی علیك ولأخرجنك من جمیع بلادك ولأضیقن علیك الارض بما رحبت)) ❺

ذرا الفاظ پر غور کریں جو باہمی محبت ومودت اور اخوت کے بہترین ترجمان ہیں اور پختہ ارادوں کو دیکھیے جن کے بعد کوئی دشمن ان دونوں میں فرق کی جرأت نہیں کر سکتا۔

6۔ جبکہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح بھی اس قرابت و

---

❶ الاستیعاب: ج 3 ص436، اصابہ: ج 3 ص 457، اسد الغابہ: ج3 ص392، فتوح البلدان: ص 234

❷ نسب قریش: ص 27 ❸ ایضاً

❹ الطبری: ج 5 ص57، الکامل لا بن اثیر: ج 3 ص34 ❺ البدایہ: ج 8 ص119

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخوت کا نادر نمونہ ہے۔

ان دونوں خاندانوں کے درمیان صرف تعلق و محبت کا یہ معاملہ نہ اب سے اور اس حد تک رہا بلکہ قبل از اسلام سے لے کر نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک سے ہوتا ہوا خلفاء راشدین اور پھر بعد تک قائم ودوائم رہا اور جہاد کے ساتھ دیگر حکومتی و ریاستی اور انتظامی معاملات میں بھی بنو اُمیہ کے افراد پر ہمیشہ اعتماد کیا جاتا رہا۔ نبی اکرم ﷺ نے تقریباً یزید بن ابو سفیان، معاویہ بن ابو سفیان او خود ابو سفیان رضی اللہ عنہم سمیت تقریباً نو (9) اموی صحابہ رضی اللہ عنہم کو گورنر جیسے دیگر عہدوں پر مقرر فرمایا آپ کے بتالیس کاتبوں میں سے تقریباً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت تیرہ (13) کاتب اموی تھے جن میں سے بعض کو کتابت وحی کی سعادت بھی ملی۔ اسی طرح قثم بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن حارث بن نوفل ہاشمی، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم وغیرھم فوج و پولیس اور قضاء و افتاء کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔

لطیف انداز محبت وقرابت

ہمارے معاشرہ اور سماج میں بھی اگرچہ یہ روایت ہے کہ لوگ اپنی اولاد کا نام اپنے نسبی اکابر یا تاریخی شخصیات اور محبت وعقیدت کے مظہر افراد کے نام پر رکھتے ہیں جس میں ایک عنصر نیک فال کا بھی ہوتا ہے لیکن عرب معاشرہ اور سماج میں اس کو بڑی اہمیت بلکہ احترام دیا جاتا ہے بلکہ وہ فخر سے تعارف کرواتے ہیں۔

کہ فلاں میرا ''سمي'' یعنی ہم نام ہے اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے:

﴿لَمْ نَجْعَلْ لَّهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾ (مریم : 7)

''ان سے پہلے ہم نے کسی کو ان کا ہم نام نہیں بنایا۔''

بلکہ فرمایا: ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ (مریم : 65)

''کیا تم اس (اللہ تعالیٰ) کا کوئی ہم نام جانتے ہو۔''

نبی اکرم ﷺ کے متعلق بعض علماء کا خیال ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی کا نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''احمد'' نہ تھا البتہ ''محمد'' نامی بعض لوگوں کا ذکر ملتا ہے جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ ان کے آباء نے ان کا نام اس امید پر رکھا تھا کہ جس ختم الرسل کا نام سابقہ کتب میں اسم ''محمد'' ذکر ہوا ہے شاید وہ ہمارا بچہ ہی ہو اور یہ تاج نبوت اسی کے سر سجایا جائے تو اس امید پر اپنے بچوں کا نام ''محمد'' رکھا لیکن حقیقت تو یہی ہے کہ۔ ((الله اعلم حيث يجعل رسالته))

بہر حال اس روایت کے پس منظر میں محبت وعقیدت بھی ہے اور نیک فال بھی ہے کہ نومولود یہی صفت ونعت اور معنویت میں اس کا پرتو ہو جس کے نام پر یہ نام رکھا گیا ہے چنانچہ اس حوالہ سے بھی جب ہم ان دونوں خاندانوں۔ بنو ہاشم اور بنو امیہ۔ کے رسمی روابط کو دیکھتے ہیں تو وہاں بھی باہمی محبت ومودت اور تعلق ومروت کا بڑا لطیف اور دلچسپ مظاہرہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ جس طرح بنو ہاشم خصوصاً اہلبیت اظہار میں حضرات شیخین کریمین ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کے نام بکثرت پائے جاتے ہیں اسی طرح حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بلکہ دوسرے حضرات بنو امیہ کے نام بھی بکثرت پائے جاتے ہیں اور علماء انساب (سنی وشیعہ) سبھی متفق ہیں کہ دونوں خاندان باہمی مودت ومحبت کے اظہار میں اس سماجی روایت کو اختیار کیے ہوئے ہیں مثلاً:

1۔ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جڑواں اولاد میں بہن بھائی تھے۔ بیٹے کا نام عمر رکھا اور بیٹی کا نام رقیہ رکھا۔ ان کی والدہ اُم الصہباء تھیں۔ جبکہ دوسری اولاد میں ایک کا نام ابوبکر تھا تو اسی طرح ایک کا نام عثمان رکھا جن کی والدہ اُم البنین تھیں اور یہ عثمان سیّدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ ❶

2۔ اسی طرح ایک صاحبزادے کا نام عثمان الاصغر تھا جو کربلا میں شہید ہوئے۔ جن کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ عنہا ہیں جو حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوہ تھیں۔ ❷

3۔ جبکہ بنو ہاشم اور خانوادہ اہل بیت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کی تفصیل ہم نے

---

❶ نسب قريش : ص 43، جمهرة الانساب : ص 39، ابن سعد: ج 3 ص11، تاريخ خليفه خياط: ج 1 ص234، تاريخ طبرى: ج5 ص468

❷ تاريخ يعقوبى: ج2 ص 223

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر کر دی ہے۔

عطیات و ہدایا

ہمارا تو ایمان ہے کہ جملہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نہ صرف۔ اُلف بین قلوبھم۔ کی قلبی و قالبی تصویر تھے بلکہ وہ ((أشد علی الکفار رحماء بینھم)) کا بھی عملی نمونہ تھے۔ اسی باہمی الفت و محبت اور رافت و رحمت کا نتیجہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کو عطیات و ہدایا اور وظائف دیتے لیتے تھے تا کہ ((تھاد و اتحابوا)) کا مظاہرہ ہو سکے عطیہ و ہدیہ دینا لینا سنت بھی ہے اور اظہار محبت و مودت اور قرابت بھی، بالخصوص جس طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عطیہ و ہدیہ کو پیش کرنا شرف و سعادت سمجھتے تھے اور اس میں فرحت و مسرت محسوس کرتے تھے تو اسی طرح حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے بعد اہلبیت رضی اللہ عنہم سے اظہار محبت و عقیدت میں ان کی خدمت میں عطیہ و ہدیہ پیش کرنے کو بھی فخر و سعادت سمجھتے تھے اور یہ بھی ان کی طرف سے ((الا المودۃ فی القربی)) کے اظہار کی ایک پسندیدہ صورت تھی عام صحابہ رضی اللہ عنہم سے امتیازی طور پر بنو امیہ اپنی خصوصی قرابت کی بنا پر بنو ہاشم اور خانہ نبوت سے اس پہلو میں منفرد رویہ رکھتے تھے۔ جس سے نہ صرف اہلبیت اطہار کی ضروریات باوقار طریقہ سے پوری ہوتیں بلکہ ان سے تقرب و تعلق کو استحکام و دوام بھی ملتا چنانچہ بنو ہاشم اور بنو اُمیہ کے درمیان افسانہ عداوت و نفرت کی حقیقت کھولنے کے لیے صرف اس پہلو کو دیکھنا ہی کافی ہے۔ تاریخ کی ورق گردانی کریں تو اہلسنت اور اہل تشیع کی کتب ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں کہ کس کثرت و تواتر سے بنو امیہ، بنو ہاشم اور اہلبیت کی خدمت میں وظائف اور عطایا و ہدایا پیش کرنے کی سعادت پاتے رہے مثلاً:

1۔ یہ بات تو معروف و ثابت ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان یہ قرابت بھی تھی کہ دونوں ہی داماد نبوت کا شرف رکھنے کی بنا پر ہم زلف تھے مگر ایمانی و دینی اخوت میں بھی باہمی تعلق و قربت کا یہ عالم تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں:

((أنا و الله علی اثر الذی أتی عثمان لقد سبقت له فی سوابق لا یعذبه الله بعدها ابدا)) [1]

''اللہ تعالیٰ کی قسم، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چل رہا ہوں ان کے (اسلام میں) اس قدر کار ہائے نمایاں اور اولیں کارنامے یا اقدامات وحسنات ہیں کہ ان کارناموں کے بعد (اللہ تعالیٰ) ان کو کبھی عذاب نہیں دے گا۔''

بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((من تبرأ من دین عثمان رضی اللہ عنہ فقد تبرأ من الایمان، و الله ما أعنت علی قتله و لا أمرت و لا رضیت)) [2]

''جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دین سے اظہار لاتعلقی اور بیزاری کرتا ہے وہ ایمان (اسلام) سے بری (خارج) ہو جاتا ہے۔ اللہ کی قسم میں نے اُن کے قتل میں کوئی تعاون نہیں کیا اور نہ ہی اس کا حکم دیا اور نہ ہی میں اُن کے قتل پر راضی ہوں۔''

اور معلوم ہے کہ ایمان اور اسلام کی بنیاد اور مصدر و سرچشمہ قرآن کریم ہے جس کے مدون و مرتب ہونے کے بعد متعدد نسخے اور کاپیاں تیار کروا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں میں ارسال کیا۔ اور تب سے اب تک پوری اُمت اسلامیہ اسی قرآن کی تلاوت کرنے کے ساتھ احکام و مسائل میں اپنائے ہوئے ہے اور اپنا دستور حیات بنائے ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت تمام اہل بیت اطہار اسی مصحف عثمانی اور نسخہ قرآنی کی تلاوت کرتے رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافت میں بھی اسی قرآن کریم سے امامت کروائی حضرت حسن و

---

[1] انساب الاشراف: ج 6 ص 111، الاشراف فی منازل الاشراف لا بن ابی الدنیا: ص 241، حدیث: 293 کنز العمال: ج 6 ص 373، رقم: 5807

[2] الاستیعاب: ج 5 ص 403 ذکر عثمان رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین رضی اللہ عنہما نے بھی اسی مصحف عثمانی سے تلاوت فرمائی۔

بہرحال اسی پر اکتفاء نہیں کہ وہ ایمان و ایقان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زیر احسان ہیں بلکہ عام حالات زندگی میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تعاون کو وہ بطیّب خاطر اور۔ چشم ماروشن دل ما شاد۔ قبول کرتے رہے جیسا کہ ہم پہلے بھی اشارہ کر چکے ہیں جبکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سواری کے ساتھ خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ما هذه الناقة؟ قال: حملني عليها عثمان رضي الله عنه)) ❶

''یہ اُونٹنی کیسے؟ بتایا یہ اونٹنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے سواری کے لیے دی ہے۔''

2۔ معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کی بنا پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ❷

ان کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((ووفد على معاوية و اكرمه------- فأتى معاوية فأعطاه مائة الف)) ❸

شیعہ مولف ابوجعفر طوسی رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں:

((قد امرنا لك بما ئة ألف فأعطاه مائة ألف)) ❹

یعنی جب حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو وہ نہایت احترام و اکرام سے پیش آئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ نقدی ہدیہ فرمائی۔

---

❶ اخبار اصبهان: ج 2 ص259، تذكره رقم: 1632، محمد بن يوسف المكى

❷ عمدة الطالب: ص 31

❸ تاريخ اسلام: ج 2 ص233

❹ امالى شيخ طوسى: ج 2 ص334

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بروایت اصمعی لکھا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے

((فقال للحسن رضی اللہ عنہ مرحبا واهلا بابن رسول الله ﷺ وأمر له بثلاث مائة الف وقال لا بن الزبير رضی اللہ عنہ مرحبا واهلا بابن عمة رسول الله ﷺ وامر له بمائة ألف)) ❶

''سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا: جگر گوشہ پیغمبر ﷺ کو خوش آمدید، اور ان کے لیے تین لاکھ کی رقم عطیہ فرمائی جبکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد کہتے ہوئے خوش آمدید کہا اور ایک لاکھ کی رقم عطیہ فرمائی۔''

4۔ ایک تاریخی روایت کے الفاظ ہیں:

((ان معاوية رضی اللہ عنہ كان يجيز في كل عام الحسن والحسين وعبدالله بن عباس و عبدالله بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم كل واحد منهم بألف ألف درهم)) ❷

''یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کو ہر سال دس دس لاکھ درہم عطیہ دیا کرتے تھے۔''

5۔ معروف شیعی مصنف ابن ابی الحدید نے بھی اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بطور تحسین بتایا ہے کہ:

((ومعاوية أول رجل في الارض وهب ألف ألف درهم وابنه يزيد أول من ضاعف ذلك فانه كان يجيز الحسن والحسين ابن علی

---

❶ ابن سعد: ج6 ص382، البدایہ: ج 8 ص150

❷ كنز الدرر جامع الغرر لا بن الدوادارى ابى بكر: ج5 ص49، لطائف المعارف، ابو منصور ثعالبی: ص 22-21، بحوالہ سیرت معاویہ رضی اللہ عنہ، نافع رحمہ اللہ: ص 373

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فی کل عام لکل واحد منهما الف الف درهم و کذلك کان یجیز عبدالله بن عباس و عبدالله بن جعفر)) [1]

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روئے زمین پر پہلے شخص ہیں جنہوں نے دس دس لاکھ درہم کی کثیر رقم عطیہ کی جبکہ اُن کے بیٹے یزید رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس میں دوگنا اضافہ کیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کو بھی سالانہ دس دس لاکھ درہم عطیہ دیتے تھے۔''

6۔ بلکہ ایک روایت میں ہے۔

((ان حسن بن علی رضی اللہ عنہما دخل علی معاویة رضی اللہ عنہ فقال لأجیزنك بجائزة لم أجزبها أحدا قبلك و لا أجیزها أحد ابعدك من العرب، فأجازه بأربعمائة ألف فقبلها)) [2]

''یعنی ایک مرتبہ جناب سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ جناب امیر معاویہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا میں آنجناب کی خدمت میں اتنا گراں قدر عطیہ پیش کرتا ہوں کہ آپ سے پہلے کسی عربی کو اس قدر دیا ہے نہ بعد میں ملے گا پھر آپ نے چار لاکھ خدمت میں پیش کیے جسے آنجناب رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا۔''

7۔ اسی طرح بعض تاریخی روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے معلوم ہوا کہ آپ مقروض ہیں؟ تو جگر گوشہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تصدیق کی تو عرض کیا: کتنا قرض ہے؟ بتایا کہ: ایک لاکھ درہم، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

---

[1] شرح نهج البلاغة: ج 3 ص705، تاریخ دمشق: ج 60 ص282، کنز الدرر و جامع الغرر: ج5 ص39، الرسائل السیاسیة للجاحظ: ص 431

[2] مصنف ابن ابی شیبة: ج17 ص108، رقم: 32585، حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((فقد أمرنا لك بثلاث مائة ألف ثم قال: مائة ألف لقضاء دينك ومائة ألف تقسمها في أهل بيتك ومائة الف لخاصة بدنك، فاقبض صلتك)) ❶

''ہم آپ کو تین لاکھ کا عطیہ دیتے ہیں ایک لاکھ تو قرض کی ادائیگی کے لیے دوسرا لاکھ اہل خانہ کے لیے جبکہ تیسرا لاکھ آپ کی ذات اقدس کے خاص ہے۔''

اس واقعہ کو ملا باقر مجلسی نے بھی ذرا مختلف الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ:

از حضرت صادق علیہ السلام روایت کر دہ است کہ روزے حضرت امام حسن بحضرت امام حسین وعبداللہ بن جعفر فرمود کہ جائزہ ہائے معاویہ درروز اول ماہ بشما خواہد رسید، چوں روز اول ماہ شد چنانچہ حضرت فرمودہ بود اموال معاویہ رسید جناب حسن قرض بسیارے داشت از آنچہ اوفرستادہ بود برائے آنحضرت قرض ہائے خود رادا کرد، باقی رامیان اہل بیت وشیعان خود قسمت کرد، جناب امام حسین قرض خود ادا کرد وآنچہ ماندہ بود بسہ قسمت کرد یک حصہ رابا ہل بیت وشیعان خود داد و دو حصہ رابرائے عیال خود فرستادہ، وعبداللہ بن جعفر قرض خود ادا کرد، باقی رابرائے خوش آمدید معاویہ برسول او داد وچوں ایں خبر بمعاویہ رسید برائے او مال بسیار فرستار۔ ❷

یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو قرض ادا کرنے کے لیے بھاری رقم دی، جس سے اُنہوں نے اپنا قرض بھی ادا کیا اور اپنے قرابت داروں اور ساتھیوں کو بھی حصہ دیا اور باقی اپنے اہل خانہ پر خرچ کیا۔ تاہم حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنا قرض ادا کرنے کے بعد بقیہ رقم واپس کر دی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر مزید عطیہ ارسال کر دیا۔

8۔ بنو ہاشم کے جلیل القدر فقیہ ومحدث اور مفسر حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے:

---

❶ انساب الاشراف: ج5 ص 110

❷ جلاء العیون: ص 270 بحوالہ سیرت معاویہ: ص375 و رحماء بینھم، نافع رحمہ اللہ: ص 869

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((قال ابن عباس رضی اللہ عنہما لمعاوية رضی اللہ عنہ لا يحزننی ولا يسؤنی ما ابقی الله امير المؤمنين، قال: فاعطاه ألف ألف ورقة وعروضا واشياء وقال: خذها فاقسمها فی اهلك)) [1]

''یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ (آپ) امیر المؤمنین کے متعلق غمزدہ نہ کرے اور نہ ہی آپ کے متعلق کوئی بری بات پہنچے، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو دس لاکھ درہم کا عطیہ اور کچھ سامان کے ساتھ دیگر اشیاء عنایت فرمائیں اور فرمایا اس سب کچھ کو اپنے اہل وعیال میں تقسیم کر دیں۔''

9۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے گورنر کوفہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ خلیفہ المسلمین کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو سادات مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کی خدمت کے لیے عطیات و ہدایا پیش کیے جن میں سے

((وبعث الی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایضاً فقبل مابعث اليه)) [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی عطیہ و ہدیہ ارسال خدمت کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول فرمایا:

10۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر مدینہ مروان بن الحکم کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ قریشی شہزادوں کے لیے وظائف مقرر کریں چنانچہ اس نے تعمیل ارشاد میں ایسا کر رکھا تھا جب حضرت علی بن الحسین زین العابدین رحمہ اللہ ان کے ہاں تشریف لائے تو اپنا تعارف کروایا تو واپسی پر ان کے لیے مروان نے بقول ان کے:

((ففرض لی، فرجعت الی أبی فاخبرته)) [3]

''میرے لیے وظیفہ مقرر کیا تو میں نے واپس آ کر اپنے والد حضرت حسین بن

---

[1] تاریخ دمشق: ج59 ص197 [2] طبقات ابن سعد: ج 5 ص 21

[3] فروع کافی کلینی: ج 2 ص262، ناسخ التواریخ: ج 11 ص40، سیرت معاویة نافع رحمہ اللہ: ص 382

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ کو اس کا بتلایا۔''

11۔ اسی طرح جب حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں خراسان وغیرہ علاقے فتح ہوئے تو اس کے بعد اہل مدینہ کو عطیات دیئے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُنہوں نے تین ہزار درہم ارسال کیے، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

((قبح الله رأيك أترسل الى علي رضي الله عنه بثلاثة آلاف درهم------ فبعث اليه بعشرين ألف درهم وما يتبعها قال فراح علي رضي الله عنه الى المسجد فانتهى الى حلقته وهم يتذاكرون صلات ابن عامر هذا الحي من قريش فقال علي هو سيد فتيان قريش غير مدافع)) ❶

''بیس ہزار درہم اور دیگر سامان ارسال خدمت کیا، بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ ایک حلقہ میں عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی اس فیاضی کا ذکر کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ بلا مقابلہ قریشی نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

12۔ ان عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کو فتح خراسان سے جو مال غنیمت میسر آیا اس میں شاہ فارس یزدجرد بن شہر یار کی دو بیٹیاں بھی تھیں جنہیں خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا گیا آپ نے۔

((فوهب احدهما للحسن والأخرى للحسين فماتتا عندهما نفسا وين وكانت صاحبة الحسين نفست بعلي بن الحسين عليهما السلام)) ❷

''یعنی ان میں سے ایک حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دی اور دوسری حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دی یہ دونوں صاحبِ اولاد ہوئیں بلکہ حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ہبہ کی گئی لونڈی (شہر بانو) کے بطن سے سیّدنا علی بن الحسین زین

❶ طبقات ابن سعد: ج 7 ص51 ❷ تنقیح المقال: ج 3 ص80

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

العابدین رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔''

یاد رہے یہ فتح سے مال غنیمت حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حاصل ہوا اور معلوم رہے کہ آج جس قدر بھی حسینی سادات ہیں وہ حضرت علی ابن الحسین زین العابدین رحمہ اللہ ہی کی نسل سے ہیں جو ایک طرف سے جگر گوشہ بتول نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں تو دوسری طرف سے سسر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، داماد علی رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عطیہ کردہ لونڈی حضرت شہر بانو کی اولاد ہیں۔

اس قسم کی اور بھی روایات اور تاریخی ثبوت سینہ تاریخ میں محفوظ ہیں کہ خلافت امویہ بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں نہ صرف تمام اہلبیت کا حق قرابت ملحوظ رکھا گیا بلکہ ان کے اکرام و احترام کے پیش نظر ان کو عطیات و ہدایا بلکہ محبت ومودت کا اظہار کیا گیا نیز ان کے مقام ومرتبہ کے مطابق ان کی عزت افزائی ہوتی رہی۔

کیا یہ انصاف ہے؟

اس حدیث پر بحث کے آخر میں اتماما للفائدہ یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ اس حدیث کی صحت وضعف سے قطع نظر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس میں تین قبائل کا ذکر ہے کیا جو حضرات اس حدیث کی آڑ میں بنو اُمیہ کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں اور بنو اُمیہ کے عیوب ونقائص کی تلاش وتالیف میں زور تحقیق صرف کرتے ہیں انہوں نے کبھی دیگر دو قبائل (بنو ثقیف اور بنو حنیفہ) پر بھی یہ مشق تحقیق فرمائی ہے یا ان کو بھی کبھی اس ''نظر شفقت'' سے دیکھا ہے مشاہدہ بتاتا ہے کہ ان حضرات کی ان دیگر قبائل کے متعلق زبانیں گنگ اور قلمیں خشک رہتی ہیں۔ ہم اس پوزیشن میں تو ہرگز نہیں کہ ان دونوں قبائل کو بھی کم از کم بروزن بیت برا بھلا کہنے کی ترغیب دیں بالخصوص جب یہ حدیث بھی صحیح نہیں تو بنو اُمیہ کی طرح ان کی مذمت بھی قابل مذمت ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ آخر ان دونوں قبائل سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف بنو اُمیہ کو ہی ہدف بنانا اور نشانے پر رکھنا اگر اس خاندان سے بالعموم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بالخصوص حسد وحقد اور بغض وعداوت کا شاخسانہ نہ بھی ہو تو ((تلك اذا قسمة ضيزى))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ظلم تو ہے ہی۔

حالانکہ کون نہیں جانتا کہ ان دونوں خاندانوں کی نسبت بنو اُمیہ کو نہ صرف نبی اکرم ﷺ سے بہت زیادہ نسبتِ قرابت ہے تو پھر

((الا المودة في القربى)) کا تقاضا تو اپنی جگہ اگر اس خاندان کی اجتماعی کے ساتھ انفرادی خدماتِ اسلام والمسلمین اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ محبت و اطاعت اور نصرت و حمیت کو ہی تقابلی طور پر میزان انصاف میں رکھ کر دیکھا جائے تو دیگر دونوں قبائل کی نسبت ثقل حسنات و خدمات کہیں زیادہ ہے مگر اس کے باوجود اس خاندان کو علی الاطلاق یا اس کے افراد کو بالعموم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بالخصوص لعن وطعن یا تنقید و تنقیص کا نشانہ بنانا صرف ایک ہی پس منظر رکھتا ہے کہ یہودیت وسبائیت کا چربہ اور فارسیت و مجوسیت کا ملغوبہ رافضیت ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اسلام دشمنی کے ایجنڈا کی تکمیل پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اسلام کی بدنامی و ناکامی کا پروپیگنڈہ کرتے ہوئے اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف یہود یانہ فکر ونظر اور طرزِ عمل کو دہراتے ہوئے حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نشانہ پر رکھے ہوئے ہے اور یقیناً ان دیگر قبائل کی نسبت بنو اُمیہ بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ اس جرم کے سب سے زیادہ مرتکب ہیں تو دشمن کی طرف سے سزا بھی اُن ہی کو زیادہ دی جارہی ہے۔

مارقین وقاسطین سے جنگ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر نقد وطعن کرنے والے جن عمومی احادیث و روایات سے تمسک کرتے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں نبی اکرم ﷺ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکل کر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور دومرتبہ یہ فرمایا:

((یا أم سلمة اسمعی واشهدی وهو یقاتل المارقین والقاسطین بعدی۔۔۔۔۔۔ یا أم سلمه اسمعی واشهدی رجلا عبدالله تعالیٰ ألف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عـام بين الركن والمقام وألف عام بعد ألف عام ثم لقى الله عزوجل مبـغـضـا هذا (يعنى على بن ابى طالب رضی اللہ عنہ) اكبـه الله عزوجل يوم القيامة على وجهه فى نار جهنم))

''اے اُم سلمہ، سنو اور گواہ رہو، وہ میرے بعد خارجیوں اور باغیوں سے جنگ کرے گا.....اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سنو اور گواہ رہنا اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رکن (حجر اسود) اور مقام (ملتزم) کے درمیان ہزار سال بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے پھر اللہ سے اس حالت میں ملے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن منہ کے بل جہنم رسید کرے گا۔''

تخریج وحکم

اس روایت کو امام الفاکھی نے اخبار مکہ ج 1 ص 471، رقم: 1039 پر بیان کیا ہے لیکن اس میں الفاکھی کے شیخ ابو العباس الکدیمی کذاب و وضاع ہیں ابن حبان نے کہا ہے:

((كـان يـضـع على الثقات الحديث وضعا، ولعله قد وضع اكثر من ألف حديث)) [1]

''یہ ثقات کے نام پر احادیث وضع کرتا تھا اور اس نے تقریباً ایک ہزار احادیث وضع کی ہیں۔''

جبکہ دوسرا راوی شریک بن عبداللہ بھی متکلم فیہ ہے۔

یہ روایت حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے بھی دوسری سند سے مختلف الفاظ میں مروی ہے جیسا کہ تاریخ دمشق: ج 2 ص 471، اسد الغابہ: ج 4 ص 33 میں ہے۔ اس کی سند میں اسحاق بن ابراہیم الازدی ہے جو شیعہ ہونے کے ساتھ مجہول ہے جبکہ دوسرا راوی ابو ہارون عمارۃ بن جوین ہے جو رافضی اور متروک و کذاب ہے۔

اسی بنا پر اس روایت کو علماء نے موضوعات میں شمار کیا ہے علامہ سیوطی نے کہا ہے:

---

[1] المجروحین: ج 2 ص 313

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((ابو هارون ضعفه احمد و يحي)) [1]

یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع اور موقوف بھی ذکر کی جاتی ہے جس کے الفاظ یہ بھی ہیں:

((عهد الي النبی ﷺ ان اقاتل النا كثين والقا سطين والمارقين)) [2]

''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ نے عہد لیا کہ میں سرکشوں، ظالموں اور باغیوں سے لڑوں گا۔''

اس روایت کے جتنے بھی طرق اور اسناد حضرت علی یا کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ سے ہیں ان میں سے کوئی بھی ضعف سے خالی نہیں کسی میں حکیم بن جبیر جیسا غالی شیعہ اور کذاب ہے کسی میں ربیع بن سہل الفزاری جیسا ضعیف، منکر الحدیث ہے کسی میں یحي بن سلمہ بن کھیل جیسا صاحب المناکیر، متروک الحدیث اور غالی شیعہ اور ربیعہ بن ناجد جیسا مجہول ہے اور کسی میں ابراہیم بن ھراسہ جیسا کہ متروک الحدیث، وضاع اور کذاب اور ابوسعید عقیصا جیسا متکلم فیہ غالی شیعہ بلکہ مجہول بھی ہے اور کسی میں جعفر بن زیاد الأحمر جیسا غالی اور منحرف شیعہ اور یونس بن أرقم جیسا ضعیف شیعہ نیز ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث اور ساقط ہے کسی سند میں ابو الجارود جیسا منکر الحدیث، متروک الحدیث اور واھی الحدیث غالی رافضی کذاب ہے جس کے متعلق امام ابن حبان نے کہا ہے:

((كان رافضيا يضع الحديث في مثالب اصحاب النبی ﷺ ويروی في فضائل أهل البيت اشياء مالا اصل لها لاتحل كتابة حديثه)) [3]

''یہ رافضی تھا جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مثالب اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے فضائل میں ایسی احادیث وضع کرتا تھا جن کا کوئی اصل نہیں اور اسی کی طرف گمراہ اور

---

[1] اللآلی المصنوعة: ج 1 ص374

[2] مسند ابو یعلی: ج1 ص499، حدیث: 519، تاریخ دمشق: ج42 ص468

[3] المجروحین: ج 1 ص306

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کافرفرقہ "الجار ودية" منسوب ہے۔"

ایک اور سند میں جعفر الاحمر جیسے ضعیف کے ساتھ عبدالجبار الھمدانی جیسا غالی شیعہ اور کذاب اور انس بن عمرو جیسا مجہول ہے اور کسی میں عطیہ العوفی جیسا مدلس ضعیف اور غالی شیعہ ہے۔ اسی طرح کسی سند میں الخلیل بن مرہ جیسا ضعیف ہے جس کے متعلق امام بخاری نے کہا ہے ((لا یصح حدیث الخلیل)) کسی میں علی بن الحزور جیسا ضعیف ومتروک شیعہ اور اصبغ بن نباتہ جیسا منکر الحدیث بلکہ غالی رافضی اور کذاب ہے کسی میں محمد بن کثیر الکوفی جیسا منکر الحدیث غالی شیعہ اور کذاب اور الحارث بن حصیرہ جیسا ضعیف غالی رافضی ہے اور کسی سند میں محمد بن حمید الرازی جیسا ضعیف اور سلمہ بن الفضل بن الا برش جیسا صاحب مناکیر شیعہ نیز عتاب بن ثعلبہ جیسا ضعیف ہے اور کسی طریق میں المعلی بن عبدالرحمٰن جیسا کذاب ہے کسی سند میں مسلم بن کیسان الملائی جیسا متروک الحدیث اور مختلط ہے۔ ایک سند میں فطر بن خلیفہ شیعی مفرط ہے۔

الغرض کتب رجال میں ان رواۃ کی مذکورہ حیثیت کے بعد کہنا چاہیے کہ یہ حدیث جتنے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے جن بھی اسناد اور الفاظ سے مروی ہے وہ شدید قسم کے ضعف سے خالی نہیں اس لیے مجموعی طور پر اس حدیث کو ائمہ فن نے موضوع اور باطل قرار دیا ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فانه حديث غريب منكر على انه روى من طرق عن علي وغيره ولا تخلو واحدة منها عن ضعف)) [1]

"یہ حدیث غریب اور منکر ہے باوجود یکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے لیکن کوئی روایت (سند) بھی ضعف سے خالی نہیں۔"

اسی طرح ایک دوسری سند اور دوسرے الفاظ سے اس روایت کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

---

[1] البدایہ: ج 7 ص 305

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((هذا السياق الظاهر انه موضوع و آفته من جهة المعلى بن عبدالرحمن فانه متروك الحديث)) ❶

''ظاہر ہے کہ یہ (روایت) موضوع سند سے مروی ہے اور اس کو وضع کرنا معلیٰ بن عبدالرحمٰن جیسے متروک کی کارستانی ہے۔''

امام ذہبی رحمہ اللہ اسی روایت کی ایک سند کے راوی عتاب بن ثعلبہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

((روى عنه ابوزيد الأحول حديث قتال الناكثين والا سناد مظلم والمتن منكر)) ❷

''اس سے ابوزید الاحول نے قتال الناکثین والی حدیث روایت کی ہے لیکن اس کی سند مظلم (اندھیری) اور متن منکر ہے۔''

فائدہ

اس حدیث کو ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ان عمومی احادیث میں ذکر کیا ہے جن کے بالتبع آپ کو مطعون کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں مذکور ((الناكثين المارقين)) سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ ہے۔ لیکن یہاں یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیگر بہت سے کفار و معاندین اسلام سے جہاد کیا ہے تو پھر کس قرینہ کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اس حدیث کا مصداق قرار دیا جاتا ہے جبکہ قرآن و حدیث کی نصوص تو ان کو صاحبِ ایمان قرار دیتی ہیں جیسا کہ مفسرین و محدثین نے ((وان طائفتان من المومنين اقتتلوا)) کے تحت حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما میں باہمی مشاجرت کو بھی لیا ہے اور پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ان سے صلح کر کے ان کی بیعت کرنا بھی اس کی واضح دلیل ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس حدیث صلح کا مصداق بنے۔ اس لیے علماء و محدثین نے اس حدیث سے بشرط صحت خوارج وغیرہ کو مراد قرار دیا ہے۔

---

❶ البدایہ: ج 7 ص 307 ❷ میزان الاعتدال: ج 3 ص 27

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح ہے کہ مارقین وقاسطین سے مراد وہی گروہ اور جماعت ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے۔((تمرق مارقة علی حین فرقة من الناس)) یا((تمرق من الدین)) سے تعبیر فرمایا ہے اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((فهذا الحديث الصحيح دليل على ان كلا الطائفتين المقتتلين-على وأصحابه ومعاوية واصحابه- على حق، وان عليا واصحابه كانوا اقرب الى الحق من معاوية واصحابه، فان على بن ابى طالب هو الذى قاتل المارقين وهم- الخوارج الحرورية- الذين كانوا من شيعة على ثم خرجوا عليه كفرو وكفروا من والاه، ونصبوا العداوة وقاتلوه ومن معه، وهم الذين أخبر عنهم النبى ﷺ فى الا حاديث الصحيحة المستفيضة بل المتواترة، حيث قال فيهم: يحقر احدكم صلاته مع صلاتهم----))[1]

''یہ صحیح حدیث دلیل ہے کہ آپس میں لڑنے والی دونوں جماعتیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر۔ حق پر تھیں اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی نسبت حق سے قریب تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مارقین۔ خوارج، حروریہ۔ سے جنگ کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہی ساتھی اور شعان علی تھے مگر پھر ان سے خروج و بغاوت کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر کفر کا فتوی لگایا اور ان سے عداوت و دشمنی اپناتے ہوئے ان سے جنگ کی اور یہی وہ لوگ تھے جن کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے صحیح ومشہور بلکہ متواتر احادیث میں فرمایا ہے کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے.....الحدیث''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

[1] مجموع الفتاوی: ج 4 ص467

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((كما ثبت في الحديث الصحيح "تمرق مارقة على حين فرقة من المسلمين، فيقتلها ادنى الطائفتين الى الحق" فكانت المارقة الخوارج، وقتلهم على وأصحابه)) ❶

"صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ مسلمانوں کے اختلاف کے زمانہ میں ایک باغی گروہ سر اٹھائے گا جسے مسلمانوں کی دونوں جماعتوں میں سے اَقرب الی الحق جماعت قتل کرے گی چنانچہ اس باغی گروہ سے مراد خوارج ہیں جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے قتل کیا۔"

جبکہ حافظ ابن کثیر نے ان روایات کو۔ حدیث فی مدح علی رضی اللہ عنہ علی قتال الخوارج۔ کے تحت بیان کیا ہے بلکہ خوارج سے جنگ کے متعلق روایات کے ضمن لکھتے ہیں:

((وانما اوردنا هذه الطرق كلها ليعلم الواقف عليها ان ذلك حق وصدق وهو اكبر دلالات النبوة)) ❷

"ہم نے ان احادیث کو ان تمام اسناد سے اس لیے ذکر کیا ہے تا کہ ان کو دیکھنے والا سمجھ لے کہ یہ حق اور سچ بلکہ بڑے دلائل نبوت میں سے ہے۔"

اس حدیث کا مصداق خوارج وغیرہ کی بجائے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو بنانا بایں وجہ بھی درست نہیں کہ اگر اس حدیث سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کی مذمت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت کی جائے تو پھر چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے پہلے (ان طاعنین کے مطابق) حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے جنگ کرتے؟ حالانکہ ان حضرات طاعنین کے عقیدہ وخیال کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت کے حق میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے تو (نعوذ باللہ) بڑے مجرم نہ تھے تو پھر ان کے متعلق خاموشی اور یہاں مہم جوئی آخر کیسا طعن و مذمت یا کیسی فضیلت ہے؟

پھر خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اہل بیت کے جو تعلقات

❶ البدایہ: ج 8 ص126 ❷ البدایہ: ج 7 ص304

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے اور جس طرح وہ مراعات واعزازات کے حق دار ٹھہرے، کیا ((ما كثين وما رقين)) ایسے ہی ہوتے ہیں؟ اور ان سے ایسا ہی تعلق ہوتا ہے؟ ((سبحانك هذا بهتان عظيم))

حدیث: تقتله الفئة الباغية کی بحث

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مطاعن میں جس حدیث کو سب سے زیادہ شدومد سے پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد نبوی کی تعمیر فرما رہے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے جب کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جسم سے مٹی دور کرتے ہوئے فرمایا:

((ويح عمار تقتله الفئة الباغية، يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار)) [1]

''افسوس عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا وہ انہیں جنت کی طرف جبکہ وہ گروہ اسے آگ کی طرف بلائے گا۔''

اس حدیث کے دو حصے ہیں ((تقتله الفئة الباغية)) اور دوسرا حصہ ((يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار)) پہلے حصہ کے اعتبار سے اس حدیث کی صحت پر بعض علماء نے نقد کیا ہے مثلاً امام احمد سے بھی ایک قول مروی ہے۔

((روى في عمار۔ تقتله الفئة الباغية۔ ثمانية وعشرون حديثا ليس فيها حديث صحيح)) [2]

''بلکہ ان کے ساتھ امام یحیٰ بن معین، ابوخیثمہ اور الجعابی سے بھی یہ قول منسوب ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔ اٹھائیس احادیث ہیں مگر ان میں کوئی بھی صحیح نہیں۔''

امام ابن الملقن نے کہا ہے: ((وجماعة من الحفاظ طعنوا في الحديث)) [3]

---

[1] بخاری مع الفتح: ج 1 ص541 رقم: 447، ج: 6، ص: 30 رقم: 2812

[2] المنتخب من العلل: ص 222، رقم: 131، السنة للخلال: ج 2 ص463، رقم: 722

[3] البدر المنير: ج 8 ص548

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفاظ کی ایک جماعت نے اس حدیث پر نقد کیا ہے۔

اسی طرح قاضی ابو بکر محمد بن عمر الجعابی سے جب اس حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے شیعہ ہونے کے باوجود کہا:

((لا أصل له ولا فضل وانما ولده مولد)) [1]

''اس کا کوئی اصل ہے نہ کوئی فضیلت اسے کسی وضاع نے بنایا ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے بھی لکھا ہے:

((وطائفة العلماء ضعفوا هذا الحديث منهم الحسين الكرابيسي وغيره ونقل عن احمد ايضاً)) [2]

''علماء کے ایک گروہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے جن میں الحسین الکرابیسی وغیرہ ہیں اور امام احمد سے بھی منقول ہے۔''

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

((واما الحديث الذى فيه ان عمارا تقتله الفئة الباغية، فهذا الحديث طعن فيه طائفة من اهل العلم)) [3]

لیکن اس حدیث کی صحت کا مطلق انکار صحیح نہیں امام احمد، ابن معین اور ابن المدینی وغیرھم سے اس کی تصحیح منقول ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((والحديث ثابت فى الصحيحين وقد صححه احمد بن حنبل وغيره من الأئمة وان كان روى عنه أنه ضعفه فآخر الامرين تصحيحه)) [4]

---

[1] البصائر والذخائر لابی حیان التوحیدی: ج 7 ص256

[2] منهاج السنة: ج 6 ص259

[3] مجموع الفتاوی: ج 35 ص74، مختصر الفتاوی المصرية : ص 485

[4] منهاج السنة: ج 4 ص414

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ حدیث صحیحین میں ثابت ہے اور اسے احمد بن حنبل وغیرہ ائمہ نے صحیح کہا اگرچہ ان سے اس کا ضعف بھی منقول ہے لیکن آخری بات اس کی تصحیح ہے۔''

لیکن مجموعی طور پر علماء فن کے اس قول کو تسلیم کر لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو سوال ہے کہ کیا یہ روایت بخاری شریف میں ہے؟ یہ سوال اس لیے ہے کہ بخاری کی اپنی اہمیت ہے چنانچہ بخاری کے بعض نسخوں میں یہ الفاظ ہیں اور بعض میں نہیں، حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے:

((ولفظه۔ ویح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم۔۔۔۔ الحديث واعلم ان هذه الزيادة لم يذكرها الحميدى فى الجمع وقال: ان البخارى لم يذكرها أصلا، وكذا قال ابومسعود، قال الحميدى: ولعلها لم تقع للبخارى، أووقعت فحذفها عمدا۔۔۔۔ قلت: ويظهرلى ان البخارى حذفها عمدا وذلك لنكتة خفية وهى ان ابا سعيد الخدرى اعترف انه لم يسمع هذه الزيادة من النبى ﷺ فدل انها فى هذه الرواية مدرجة والرواية التى بينت ذلك ليست على شرط البخارى)) [1]

''یعنی ((ویح عمار تقتله الفئة الباغيه)) میں ((یدعوهم)) کی زیادتی الفاظ کو امام الحمیدی نے ((الجمع)) میں ذکر نہیں کیا اور کہا ہے کہ امام بخاری نے ان الفاظ کو قطعاً ذکر نہیں کیا امام ابومسعود نے بھی یہی کہا ہے۔ امام حمیدی نے یہ بھی کہا ہے کہ شاید امام بخاری نے ان الفاظ کو بیان ہی نہیں کیا یا کیا تو پھر حذف کر دیا ہو، میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ میرے نزدیک واضح ہے کہ امام بخاری نے ان الفاظ۔ زیادت۔ کو جان بوجھ کر ایک پوشیدہ نکتہ (علت) کی بنا پر حذف کیا ہے اور وہ یہ کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں نے یہ الفاظ (زیادت) نبی اکرم ﷺ سے نہیں سنے، جو دلیل ہے کہ یہ

[1] الفتح: ج 1 ص 542

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الفاظ اس روایت میں مدرج ہیں اور جس روایت میں ان الفاظ کی وضاحت ہے وہ امام بخاری کی شرط پر نہیں۔''

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض علماء نے اس جملہ کے بخاری میں ہونے کا بالکل انکار کیا ہے اور امام حمیدی کا بھی یہی رجحان ہے بلکہ من وجہ حافظ ابن حجر کا بھی یہی رجحان ہے بلاشبہ امام الحمیدی کا ((الجمع بین الصحین)) میں اس جملہ کو ذکر نہ کرنا اس کا قرینہ ہے مگر الجامع الصحیح کے اختلاف نسخہ کے اعتبار سے یہ حجت نہیں جبکہ معتمد نسخوں میں یہ جملہ موجود ہے لہٰذا بخاری میں اس کے وجود کا انکار درست نہیں۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے قول سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے جن علماء نے انکار کیا ہے اسے بعض نسخوں پر محمول کیا جائے گا بالکل عدم وجود کا دعوی غلط فہمی ہے جبکہ معلوم ہے کسی حدیث کا کتاب کے کسی نسخہ میں نہ ہونا اس کے نفس کتاب میں عدم کو مستلزم نہیں کیوں کہ ممکن دوسرے نسخہ اور دوسری روایت میں وہ حدیث یا الفاظ موجود ہوں ویسے بھی زیادۃ العلم راجح ہوتی ہے۔

البتہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے قول کو اہمیت دی جانی چاہیے جو من وجہ تطبیق بھی ہے اور تحقیق بھی، کیونکہ بخاری شریف میں متعدد جگہ پر ادراج بھی ہے اور عدم اشتراط بھی، مگر اس کی حقیقت اور فنی حیثیت بھی علماء فن نے بیان کی ہے تا کہ بخاری شریف کی صحت وعظمت پر حرف نہ آئے۔

جہاں تک دوسرے حصہ ((یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار)) کا تعلق ہے۔ یہ روایت ہمارے ناقص مطالعہ کے مطابق تقریباً پچیس سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جن میں حضرت عمار بن یاسر، حضرت عثمان، حضرت ابن عمر، حضرت ابو ایوب، حضرت ابو قتادہ، حضرت حذیفہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابن مسعود، حضرت کعب بن مالک، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو امامہ، حضرت ابو رافع، حضرت خزیمہ، حضرت ابو یسر کعب بن عمرو، حضرت زیاد بن (القرد) حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسامہ، حضرت عائشہ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ان روایات کو ذکر کرتے ہوئے جن صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس روایت کا اشارہ کیا ہے ان میں حضرت زید بن ابی اوفی، حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہما کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ ان روایات کا حافظ ابن عساکر، الخطیب، ابن سعد، ابن جریر اور ابن کثیر کے علاوہ کنز العمال، المستدرک، المجمع، الحلیہ، شرح السنہ، دلائل النبوہ للبیہقی وغیرہ بھی میں ذکر ہے جن کی اکثر اسناد محل نظر ہیں مگر یہ روایت بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد، صحیح ابن حبان، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی موجود ہیں اور نفس الامر میں صحیح ہے لیکن محل نزاع آخری حصہ ((**يد عوهم الى الجنة ويد عونه الى النار.....**)) ہے۔ یہ الفاظ مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی کسی بھی طریق میں ذکر نہیں سب میں صرف ((**تقتلك الفئته الباغية**)) تک ہی کے الفاظ ہیں یہ الفاظ صرف اور صرف عکرمہ عن ابن عباس کے طریق میں مذکور ہیں۔

اور معلوم ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عکرمہ اور اپنے بیٹے علی کو بھیجا تھا تو حضرت عکرمہ نے ابوسعید سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں گویا کہ ان الفاظ کا مدار عکرمہ ہے اب یہاں دو پہلوؤں سے دیکھنا ضروری ہے کہ اول یہ کہ کیا حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے کوئی اور بھی اس روایت کو بیان کرتا ہے یا نہیں؟ دوم: یہ کہ خود عکرمہ کی کیا حیثیت ہے؟ چنانچہ جب ہم پہلے پہلو کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس روایت کے ایک راوی اور بھی ملتے ہیں اور وہ ہیں ابونضرہ ان کی روایت کو ابن عساکر نے اپنی دوسندوں سے ذکر کیا ہے ان کے ماتحت سند کی تحقیق سے قطع نظر ہم مدار سند ابونضرہ کو دیکھتے ہیں یہ صاحب کون ہیں؟ ان کا تعارف حافظ ذہبی نے یوں کروایا ہے۔

((**المنذر بن مالك بن قطعة: الامام، المحدث الثقة، ابو نضرة العبدى ثم العوفي البصرى .....هو ممن اشتهر بالكنية .....قال احمد**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن حنبل : ما علمت الاخيرا، قال يحي، وابو زرعة والنسائی، ثقة، وقال ابن سعد، ثقة كثير الحديث، وليس كل احد يحتج به، وقال ابن حبان في الثقات: كان ممن يخطئی، قلت:استشهد به البخاری ولم يروله وقد اور ده العقيلی وابن عدی فی كتابيهما فما ذكراله شيئا يدل على لين فيه)) ❶

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

((ثقة من الثالثة)) ❷

الغرض وہ ثقہ ہیں۔ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے ان اضافی کلمات کو ذکر نہیں کرتے۔ جبکہ دوسری طرف عکرمہ ہیں ان کا تعارف امام ذہبی رحمہ اللہ نے بایں الفاظ کروایا ہے:

((العلامة الحافظ المفسر ابوعبدالله عكرمة القرشی مولاهم المدنی البربری الاصل------ قال العجلی:تابعی ثقة برى مما يرميه به الناس من الحرورية يعنی من رأيهم، قال البخاری، ليس احد من اصحابنا الا وهو يحتج بعكرمة وقال النسائی ثقة قال ابن ابی حاتم، سالت ابی عنه فقال: ثقة قلت: يحتج بحديثه قال: نعم اذاروی عنه الثقات والذی انكرعليه يحي ابن سعيد وما لك فلسبب رأيه، وقال الحافظ ابن عدی: واصحاب الصحاح ادخلوا احاديثه اذا روی عنه ثقة فی صحاحهم وهواشهر من ان احتاج ان اخرج له شيئا من حديثه وهولا بأس به وقال ابواحمد الحاكم: احتج بحديثه الأئمة القدماء، لكن بعض المتاخرين اخرج حديثه من حيز الصحاح)) ❸

---

❶ السير: ج 4 ص530 ❷ تقريب ❸ السير: ج 5 ص32-31

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

((ثقة ثبت عالم بالتفسير لم يثبت تكذيبه عن ابن عمر ولا تثبت عنه بدعة من الثالثة)) ❶

دونوں حضرات کے متعلق اس اجمالی ملخص تبصرہ کے بعد تفصیل کی ضرورت نہیں رہتی اور نہ حضرت عکرمہ کے متعلق جو کہا گیا ہے کہ وہ خوارج یا الحروریۃ وغیرہ کی رائے رکھتے تھے اس کے رد کی ضرورت ہے ویسے بھی مجموعی طور پر ان کا یہ رجحان ان کی ثقاہت کو بوجوہ متاثر نہیں کرتا۔

لیکن عکرمہ کا کوئی متابع نہیں جبکہ ابونضرہ العبدی کی روایت کے شواہد موجود ہیں لہٰذا ادراج کا حکم قائم رہتا ہے۔

اور اگر ان الفاظ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بعض دوسری احادیث سے اس کی یہ تعبیر بھی متعین ہوتی ہے کہ اس سے مراد لشکر معاویہ نہیں بلکہ کفار و مشرکین ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((فان رسول الله ﷺ قال: ولعبت قريش بعمار۔ ما لهم ولعمار؟ عمار يدعوهم الى الجنة ويد عونه الى النار، قاتله وسالبه في النار)) ❷

''جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کفار قریش نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچائی اور ایذا رسانی سے کھیلا، عمار رضی اللہ عنہ سے ان کا کیا مقابلہ ہے؟ عمار تو ان کو جنت کی طرف بلاتا ہے جبکہ وہ اسے جہنم کی طرف بلاتے ہیں (اندریں حالات) حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والا اور ان کا سامان لینے والا جہنم میں ہوں گے۔''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ پر کفار کی طرف سے ظلم وستم کے ان حالات کے تناظر میں

❶ تقریب ❷ البدایہ: ج 7 ص 269

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس جملہ کا ایک احتمال ان حالات کو بھی قرار دیا گیا ہے حافظ ابن حجر نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

((ویمکن حمله علی ان المراد بالذین یدعونه الی النار کفار قریش کما صرح به بعض الشراح)) ❶

''اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو محمول کیا جائے کہ ''ھم''ضمیر کا مرجع کفار قریش ہوں جیسا کہ بعض شارحین نے صراحت کی ہے۔''

لیکن حافظ ابن حجر نے خود ہی اس احتمال کا رد بھی کیا ہے جو بذاتِ خود محل نظر ہے کہ اس زیادت اور اضافہ ((یدعوھم)) کا ثبوت محتاج دلیل ہے۔

اس کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ ابنِ عساکر کی روایت میں یہ الفاظ ((یدعونه)) نہیں بلکہ روایت یوں ہے:

((فقال عمرو اترکا سمعت رسول الله ﷺ یقول: اولعت قریش بقتل عمار، قاتل عمار وسالبه فی النار، قال قال رسول الله ﷺ تقتل عمارا الفئة الباغیة)) ❷

''جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے خون اور سلب پر جھگڑا کیا تو فرمایا اسے رہنے دیجیے میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ: قریش حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے کوشاں اور دلدادہ تھے مگر ان کا قاتل اور سامان لینے والا جہنمی ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: عمار رضی اللہ عنہ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔''

گویا کہ البدایہ میں ابنِ کثیر کی روایت میں دونوں روایتوں کو مرج و درج اور خلط ملط کر دیا گیا ہے حالانکہ دو الگ الگ روایات ہیں، لہٰذا اُسے بایں وجہ جملہ مستانفہ پر محمول کرنا درست ہے۔ اسی پس منظر میں مولانا انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ نے اسے جملہ مستانفہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

❶ الفتح: ج2 ص542 ❷ تاریخ دمشق: ج 24 ص88

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اما قوله يدعوهم الى الجنة فا ستئناف لحاله مع المشركين وقريش العرب واشارة الى المصائب التى ا تت عليه من جهة قريش وتعذيبهم والجائهم اياه على ان يكفربربه فأبى الا ان يقول: أحد أحد____ فهذه حكاية للقصة الماضية ومنقطعة عما قبلها لا١خبار عن قا تليه)) ❶

''یعنی یہ جملہ ((یدعوهم الی الجنة)) جملہ مستأنفہ ہے جو کفار ومشرکین کے اس سلوک کی طرف اشارہ ہے جو اُنہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم روا رکھا اور ان کو کفر پر مجبور کیا لیکن وہ ثابت قدم رہے اور احد احد کی صدا لگاتے رہے۔ .....گویا یہ گزشتہ حالات کا بیان ہے قاتلین عمار رضی اللہ عنہ سے متعلق نہیں۔''

بہرحال نفس حدیث اگرچہ ثابت اور صحیح ہے لیکن یہ آخری جملہ ثابت نہیں اگر ثابت ہو پھر تو اس کی تاویل اور تعبیر وہ نہیں جو طاعنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں۔ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ اس جملہ۔ زیادت۔ پر مبنی اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

((وجوابه ان ذلك انما يتم لوصح الحديث ولم يمكن تاويله، اما اذا لم يصح فلا يستدل به، والأمر كذلك فانه فى سند ضعيف، يسقط الاستدلال به وتوثيق ابن حبان لا يقادم تضعيف من عداه له، لا سيما وهو أعنى ابن حبان معروف عند هم بالتساهل فى التوثيق)) ❷

''اس کا جواب ہے کہ یہ اعتراض تب درست ہے اگر یہ حدیث صحیح ہو یا اس کی کوئی تاویل ممکن نہ ہو لیکن جب یہ حدیث ہی صحیح نہیں تو اس سے استدلال کیسا؟ چنانچہ صورتحال یہ ہے کہ اس کی سند میں ضعیف راوی ہے تو استدلال باطل ہے، جبکہ ابن حبان کی اس کے متعلق توثیق دوسرے محدثین کی تضعیف کے مقابلہ میں

❶ فیض الباری: ج 2 ص52 ❷ تطهير الجنان: ص35

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معتبر نہیں بالخصوص کہ جب ابن حبان ائمہ فن کے ہاں توثیق میں متساہل ہیں۔''

فائدہ

اس موقع پر ہم اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ یہ جملہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد حضرت عکرمہ کا وہم ہے اور یہ کہ اس پہلو سے عکرمہ کے متعلق آئمہ فن کی کیا آراء ہیں لیکن یہ عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ جب حضرت ابوسفیان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب میں مسلم کی یہ روایت ذکر کی جاتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست پر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو تین چیزوں سے نوازا جن میں ایک یہ بھی تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب بنالیں۔ تو طاعنین و ناقدین معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو ضعیف تو کجا موضوع تک کہہ جاتے ہیں اور اس کے ضعف و وضع کا تمام بوجھ اور الزام عکرمہ پر دھرتے ہیں کہ ائمہ فن نے اسے عکرمہ کا وہم قرار دیا ہے اور اسی وجہ سے امام بخاری نے اس سے روایت نہیں لی۔

یہ دعوی تو بہرحال غلط ہے کہ امام بخاری نے ان سے روایت نہیں لی بلکہ انہوں نے تو ان کو ائمہ کے نزدیک حجت قرار دیا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ

اگر امام بخاری نے ان سے روایت نہیں لی اور یہ باعث جرح ہے تو پھر امام بخاری نے روایت ((تقتلك الفئة الباغية، يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار)) ذکر کی ہے اس روایت کو ذکر کرنے والے بھی عکرمہ ہی ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے۔ ((يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار)) کا جملہ ان کا وہم ہے۔ یہ جملہ ذکر کرنے میں عکرمہ منفرد ہے اور اس کا کوئی متابع نہیں لیکن اس کے باوجود ناقدین و طاعنین معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو حجت اور دلیل بناتے ہیں اب فضیلت ومنقبت میں تو یہ عکرمہ کے وہم کی بنا پر ضعیف قرار پائے لیکن جب نقد وطعن کی روایت کرے تو ثقہ وعدل قرار پائے۔

تیری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ زیادت مدرج ہے۔

تنبیہ

یہاں اس بات کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہیں کہ بعض لوگوں نے اس روایت ((الفئة الباغية)) میں یہ جملہ بھی بڑھایا ہے کہ:

((لاانا لها والله شفاعتی یوم القیامة))

''یعنی اس باغی گروہ کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔''

اگر اس گروہ سے مراد خوارج ہیں اور یقیناً ایسا ہی ہے تو پھر یہ جملہ معناً صحیح ہے البتہ اس روایت سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر لیں تو یہ جملہ معناً بھی غلط ہے، روافض چونکہ اس روایت سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر قرار دیتے ہیں تو یہ جملہ معناً بھی غلط ہے جبکہ سنداً بھی ثابت نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اماقوله "لا أنالهم الله شفاعتی" فكذب مزيد في الحديث لم يروه أحد من أهل العلم باسناد معروف)) [1]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((ومن زاد فی هذا الحديث بعد تقتلك الفئة الباغية۔ لا أنا لها الله شفاعتی يوم القيامة۔ فقد افترى فی هذه الزيادة على رسول الله ﷺ فانه لم يقلها اذ لم تنقل من طريق تقبل، والله اعلم)) [2]

دوسری جگہ پر فرماتے ہیں:

((وما يزيده بعض الرافضة فی هذا الحديث من قولهم بعد۔ لاأنا لها الله شفاعتی يوم القيامة۔ فليس له أصل يعتمد عليه، بل هو من اختلاق الروافض قبحهم الله)) [3]

---

[1] منهاج السنة: ج 6 ص259

[2] البدايه: ج 3 ص216

[3] البدايه: ج 6 ص214.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید فرماتے ہیں:

((ومازاده الروافض فی هذا الحديث بعد قوله: الباغية "لا أنا لها الله شفاعتی يوم القيامة" فهو كذب وبهت على رسول الله ﷺ فانه قد ثبتت الاحاديث عنه صلوات الله عليه وسلامه بتسمية الفريقين مسلمين، كما سنورده قريبا ان شاء الله)) [1]

''یعنی روافض نے اس حدیث میں ((الفئة الباغية)) کے بعد جو ان ((لا أنا لها الله شفاعتی يوم القيامة)) الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ ان کو قیامت کے دن میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ یہ اضافہ نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ اور بہتان ہے جو رافضیوں نے کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اُن پر لعنت ہو جبکہ آنحضرت ﷺ سے احادیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں جماعتوں کو ''مسلمان'' نام سے یاد کیا ہے۔''

جب جناب رسول اللہ ﷺ دونوں جماعتوں کو مسلمان قرار دے رہے ہیں تو ظاہر ہے وہ قیامت کے دن آنجناب ﷺ کی شفاعت کے بھی حقدار ہوں گے۔ تو یہ جملہ سنداً اور معناً غلط بلکہ نبی اکرم ﷺ پر جھوٹ ہے۔

تعبیر و مفہوم

اس زیادت و اضافہ کے علاوہ اس حدیث کی صحت و ثبوت میں تو کوئی شک و شبہ نہیں لیکن اصل مسئلہ اس کے محمل و مصداق اور تعبیر و مفہوم کا بھی ہے۔ سیّدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدف طعن بنانے والے حضرات کی تقریر استدلال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور متحقق ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے جبکہ مخالف گروہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا تو منطقی نتیجہ میں اگر حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوتے ہیں اور اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے ہاتھوں شہید ہوتے ہیں

[1] البدایہ: ج 7 ص 272

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ ہی باغی گروہ ہوا، تو جو گروہ باغی ہے تو اس کے امیر کا کیا حکم ہو گا؟ محتاجِ وضاحت نہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اس گروہ کے امیر ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باغی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل قرار دیا ہے۔

یقیناً یہ تقریر استدلال بظاہر دل کو بھاتی ہے لیکن حقیقت الأمر میں یہ ایک منطقی مغالطہ ہے جو بوجوہ صحیح نہیں۔

اولاً: اس لیے کہ یہاں ((الباغیہ)) بمعنی۔ الطالبہ۔ ہے یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کے طلب گار تھے کہ ان کو ہمارے سپرد کیا جائے تا کہ ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جا سکے گویا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہ تھی بلکہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے تھی۔

مشہور حنبلی فقیہ الحسین بن عبداللہ ابوعلی النجاد بتاتے ہیں کہ میرے پاس ایک شخص آیا جس کے رافضی ہونے کی بنا پر میں اس سے دور رہتا تھا وہ میرے قریب ہوتے ہوئے کہنے لگا ہم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سب وشتم نہیں کرتے البتہ حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) کو برا بھلا کہتے ہیں میں نے اسے کہا:

((وما لمعاوية؟ قال: لانه قاتل عليا، قلت: ان قوما يقولون انه لم يقاتل عليا وانما قاتل قتلة عثمان، قال: فقول النبي ﷺ لعمار: تقتلك الفئة الباغية؟ قلت: ان انا قلت: ان هذالم يصح، وقعت منازعة، ولكن قلت: قوله عليه الصلوٰة والسلام، تقتلك الفئة الباغية، يعنى به: الطالبة، لا الظالمة، لان أهل اللغة تسمى الطالب: باغيا، ومنه بغيت الشئى تقول: طلبته، ومنه قوله تعالىٰ قالوا: ياابانا ما نبغى، وقوله: وابتغوا من فضل الله، ومثل ذلك كثير، فانما يعنى بذلك: الطالبة لقتلة عثمان رضي الله عنه)) [1]

[1] طبقات الحنابله لا بی یعلی: ج 2ص141، رقم: 620، ترجمه: الحسين بن عبدالله ابو على النجاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا: اس لیے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی، میں نے کہا، لوگ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والوں سے جنگ کی، اس نے کہا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ تمہیں باغی گروہ شہید کرے گا؟ میں نے سوچا اگر اسے یہ کہوں کہ یہ درست نہیں تو خوامخواہ کا جھگڑا پیدا ہوگا تو میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں ((الباغية)) کا معنی ((الطالبه)) یعنی مطالبہ کرنے والی جماعت ہے الظالمہ نہیں، کیونکہ اہل لغت طالب (مطالبہ کرنے والے اور کچھ مانگنے والے) کو بھی باغی کہتے ہیں چنانچہ جب کوئی کہے کہ ((بغيت الشئی)) تو اس کا معنی طلبتہ ہوتا ہے کہ میں نے اس سے فلاں چیز طلب کی جیسا قرآن کریم میں ﴿يَآبَانَا مَا نَبْغِيْ﴾ اور ﴿وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ جیسے بہت مقامات پر یہی معنی مراد لیا گیا ہے گویا اس حدیث میں ((الفئة الباغيه)) سے مراد قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ (سے قصاص) کا مطالبہ کرنے والے اور ان کو اپنے حوالہ کرنے کا مطالبہ کرنے والے لوگ مراد ہیں۔

ثانیاً: رہا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قتل؟ تو محل نزاع حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کا قتل نہیں قاتل ہے جس کے تعین میں یہ اصول بھی دخیل ہے کہ ((اذا جاء الا حتمال بطل الا ستدلال)) چنانچہ یہ معاملہ اتفاقی اور اجتہادی تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر حسبِ حالات سمجھتے تھے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص یا ان کا تعاقب فی الحال قرین مصلحت نہیں تو وہ اس اجتہادی عمل میں برسر پیکار تھے کہ شہید ہو گئے۔

ثالثاً: اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس توجیہ کو قبول نہ بھی کیا جائے کہ ان کو یہاں لانے والے یا آنے کا سبب بننے والے ان کے قاتل ہیں۔ تو بھی یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس گروہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قتل چاہتے تھے اور کوشاں تھے کہ فتنہ کی آگ مزید بھڑکے، ورنہ ثابت ہے کہ حضرت معاویہ اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم قطعاً یہ نہ چاہتے جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((ثم أن عمارا تقتله الفئة الباغية ليس نصا فى ان هذا اللفظ لمعاوية وأصحابه بل يمكن انه أريد به تلك العصابة التى حملت عليه حتى قتلته وهى طائفة فى المعسكر، ومن رضى بقتل عمار كان حكمه حكمها، من المعلوم انه كان فى المعسكر من لم يرض بقتل عمار، كعبدالله بن عمرو بن العاص وغيره بل كل الناس كانوا منكرين لقتل عمار، حتى معاوية وعمرو)) [1]

''پھر یہ جملہ کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔کوئی دلیل نہیں کہ یہ جملہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے متعلق ہے۔ بلکہ ممکن اس سے وہ گروہ مراد ہو جس نے ان پر حملہ کر کے ان کو شہید کیا یعنی جو لوگ اصالتاً اس قتل میں ملوث تھے اور یہ لوگ بھی اس لشکر کا حصہ تھے یا پھر جو شخص شہادت عمار رضی اللہ عنہ پر راضی ہو یا اس کا حکم دیا وہ اس قاتل گروہ میں شامل ہے اور معلوم ہے کہ لشکر میں ایسے لوگ بھی موجود تھے جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی نہ تھے جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ بلکہ سبھی لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل پر معترض تھے یہاں تک کہ حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی اس کے خلاف تھے۔''

رابعا: اگر اس کا مصداق پورا لشکر ہے تو پھر صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطعون کرنا کہاں کی دیانتداری اور انصاف ہے جبکہ عین ممکن ہے لشکر میں موجود کسی شخص کا یہ انفرادی عمل ہو جس سے یقیناً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بری الذمہ ہیں اور اس کی نوعیت وہی ہوگی جو حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے فعل کی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

((اللهم انى ابرء اليك مما صنع خالد)) [2]

''یا اللہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے اظہار برأت کرتا ہوں۔''

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی

---

[1] مجموع الفتاوی: ج 35 ص 76 [2] بخاری، رقم: 4321

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہادت پر یہ کہنا کہ:

((أنحن قتلناه؟ وانما قتله علی واصحابه جاء وابه حتی القوه بین رماحنا)) [1]

''کیا انہیں ہم نے قتل کیا ہے؟ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے قتل کیا ہے جنہوں نے ان کو لا کر ہمارے نیزوں کے سامنے پھینکا۔''

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم تو ان کو قتل نہیں کرنا چاہتے تھے نہ ان کے قتل پر راضی ہیں جب وہ دوسرے لشکر کی طرف سے برسر پیکار تھے اور ہمارے نیزوں کا نشانہ بنے تو ان کو لانے والے ذمہ دار ہیں یہ نہیں کہ ان کا لشکر اصالتاً اس قتل میں ملوث ہے۔

خامسا: جبکہ یہ بات بھی اپنی جگہ بعید از قیاس نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں جو فتنہ پرور اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہ ان کا فعل ہو۔

یعنی ((الفئة الباغية)) سے مراد ان لشکروں میں مل جانے والا یہ گروہ ہے جو دراصل شر پسند تھا اور۔ بغاوت۔ کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ۔ وبینما برزخ لا یبغیان۔ کا مفہوم اختلاط بھی لیا گیا ہے جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے قول سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ امام ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابن البغدادی الفقیہ نے کہا:

((ان عائشة قاتلت عليا عليه السلام فصارت من جملة البغاة))

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تو وہ بھی ان باغیوں میں سے ہوئیں۔''

اس کی اطلاع جب خلیفہ کو ہوئی تو اس نے اسے سزا دینے کا حکم جاری کر دیا اور فقہاء سے پوچھا تمہارا ان الفاظ کہنے والے کے متعلق کیا خیال ہے؟ اگر وہ اقرار کرے کہ مجھ سے یہ غلطی میں ہوا تو کہا پھر بھی سزا دی جائے؟ اس مسئلہ پر بحث شروع ہو گئی فقہاء کا خیال امیر المومنین کے برعکس تھا تو میں نے کہا: اس شخص کو اصل واقعہ کا علم نہیں بس اس نے سنا کہ

[1] احمد: ج 4 ص199 عبدالرزاق : ج : 11ص : 240،رقم: 20427

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دجال وقتال ہوا تھا تو اس نے اسی تناظر میں یہ بات کہہ دی۔

((هذا رجل ليس له علم بالنقل وقد سمع انه جرى قتال ولعمرى لقد جرى قتال، ولكن ما قصدته عائشة ولا على انما أثار الحرب سفهاء الفريقين))

جبکہ حضرت عائشہ (اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں ہی) ہرگز ایسا نہ چاہتے تھے جبکہ جنگ کی آگ تو دونوں فریقین میں گھسے چند احمقوں نے بھڑکائی تھی۔ ورنہ میرا یقین ہے کہ اگر اسے ہماری طرح علم ہوتا تو وہ بھی ہماری طرح ہی کی بات کرتا لہٰذا ایسا شخص اگر اپنی غلطی کا اقرار کر لے تو اسے معاف کر دینا چاہیے تو پھر امیر المومنین نے حکم جاری کیا۔

((اذا كان قد أقر بالخطاء فيشترط عليه ان لا يعاود ثم أطلق)) [1]

''جب وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لے تو بھی اسے اس شرط پر چھوڑا جائے کہ وہ دوبارہ ایسی بات نہیں کہے گا۔''

مقصد صرف یہ ہے کہ اس کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پورے لشکر کو موردِ الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔

دوسرا پہلو

اگر ان الفاظ کا محمل اور مصداق لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنا بھی لیا جائے تو پھر بھی اس کی تعبیر اور مفہوم میں درج ذیل صورتوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا مثلاً:

1۔ کیا یہ مقاتلت اور مشاجرت علی وجہ البغاوت تھی یا علی وجہ الفتنہ؟ اس سوال کا جواب تلاش کیا جانا یا اس قضیہ کے فیصلہ سے قبل اس بات کا تعین اس لیے ضروری ہے کہ بغاوت اور فتنہ کے احکامات بالکل مختلف ہیں مثلاً اگر یہ مشاجرت، بغاوت کے پس منظر میں تھی تو پھر یہ بغاوت کیسی تھی؟ کیونکہ ایک بغاوت لفظی ہے اور ایک اصطلاحی، لفظی بغاوت تو عام معاشرتی مصالحتی کوششوں سے بھی ہوتی ہے جس میں ایک حد پر جا

[1] المنتظم: ج 18 ص 252

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر قرآن کریم حکم دیتا ہے۔

﴿فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ﴾ (الحجرات : 9)

''جو جماعت بغاوت کرے یعنی مصالحت پر آمادہ نہ ہو تو اس سے لڑو تا آنکہ وہ اللہ کے حکم پر آجائے۔''

اور یہ بغاوت نہ کفر اور خروج عن الاسلام کا حکم رکھتی ہے اور نہ اس پر قتل کی سزا یا تعزیر ہے جبکہ اصطلاحی بغاوت تو اولوا الامر کی بغاوت ہے اس کا حکم خروج عن الملۃ جیسا ہوتا ہے اور سزا قتل ہے جس کی تفصیل فقہی مفصلات میں دیکھی جا سکتی ہے چنانچہ ہم اس لمحہ پر یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ گروہ باغی تھا تو کس سطح کا باغی تھا؟ ظاہر ہے یہ پہلی قسم کا باغی تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کو۔ من المومنین۔ صاحب ایمان کہا ہے اور اہلسنت کے اکثر مفسرین ومحدثین نے اس موقف کو اختیار کیا ہے امام بیہقی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((باب الدليل على ان الفئة الباغية منهما لا تخرج بالبغى عن تسمية الاسلام قال الشافعى رحمه الله: سماهم الله تعالىٰ بالمومنين وأمر بالصلاح بينهم)) [1]

''یہ باب اس دلیل میں ہے کہ ان دونوں میں سے باغی گروہ اس بغاوت کی بنا پر اسلام سے نہیں نکلتا امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مومن رکھا ہے اور ان میں صلح کا حکم ہے۔''

یعنی اگر دوسری قسم کے باغی ہوتے تو نہ ان کو مومنین کہا جاتا اور نہ ہی ان میں صلح کروانے کا حکم دیا جاتا کیونکہ دوسری قسم کی بغاوت کے یہ احکام نہیں۔

اسی طرح شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان آیات کے تحت فرماتے ہیں:

((فقد جعلهم مع وجود الا قتتال والبغى مؤمنين اخوة بل مع امره بقتا ل الباغية جعلهم مؤمنين، وليس كل ماكان بغيا وظلما

[1] السنن الكبرى: ج 8 ص 172

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أوعدوانا يخرج عموم الناس عن الايمان ولا يوجب لعنتهم فكيف يخرج ذلك من كان من خيرالقرون)) ❶

''یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو باہمی قتال اور بغاوت کے باوجود آپس میں بھائی بھائی اور مومن کہا ہے بلکہ باغیوں سے لڑائی کا حکم دینے کے باوجود ان کو مومن قرار دیا۔ چنانچہ کسی کا بغاوت، ظلم یا زیادتی کا ارتکاب ایسے عام لوگوں کو ایمان سے نہیں نکالتا اور نہ یہ فعل اس پر لعنت کا موجب ہے تو پھر جو شخص خیرالقرون سے ہے اس کو ایمان سے کیسے خارج کرسکتا ہے۔''

بالخصوص خود حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس موقع پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل کوفہ کی طرف بھیجتے ہیں تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ وہاں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

((انی لأعلم انها زوجته فی الدنیا والآخرة ولکن الله ابتلاکم لتتبعوه أو ایاها)) ❷

''میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں بیوی ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں آزمایا ہے کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتے ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ۔''

اگر خدانخواستہ یہ وہ بغاوت تھی جو کفر و اسلام اور حلال الدم کا حکم رکھتی ہے تو پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا کی طرح جنت میں بھی بیوی قرار کیوں دیتے ہیں؟

اسی طرح حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ((لن یفلح قوم ولوا امرهم امراة)) کی شرح میں امام ابن المہلب ایک شبہ کے ازالہ میں فرماتے ہیں:

((ولیس کذلك لان المعروف من مذهب ابی بکرة انه کان علی رأی عائشة فی طلب الاصلاح بین الناس لم یکن قصدهم القتال

❶ مجموع الفتاوی: ج 35 ص 74 ❷ بخاری: 3772

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لكن انتشبت الحرب لم يكن لمن معها بد من المقا تلة .....ويدل ذلك أن أحدا لم ينقل أن عائشة ومن معها نازعوا عليا فى الخلافة ولا دعوا أحدا منهم ليو لو ه الخلافة وانما انكرت هى ومن معها على علي منعه من قتل قتلة عثمان وترك القصاص منهم)) [1]

''یعنی ایسا (شبہ صحیح) نہیں کیونکہ معروف ہے کہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی موقف رکھتے تھے کہ لوگوں میں قتل و غارت نہیں اصلاح و صلح ہو مگر ناگزیں حالات نے جنگ کو جنم دیا .....اس کی دلیل یہ ہے کہ کسی سے بھی منقول نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا ان کے ساتھیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت میں جھگڑا کیا ہو اور نہ ہی ان میں سے کوئی خلافت کا دعویدار تھا ان کا اختلاف تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص پر تھا جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نظر انداز کر رکھا تھا۔''

یہی کیفیت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تھی کہ جنگ جمل کے نتیجہ کے بعد انہوں نے بھی اہل شام کے ساتھ قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تحریک میں حصہ لیا ورنہ یحي بن سليمان الجعفی نے بسند جید حضرت ابو مسلم الخولانی سے نقل کیا ہے کہ:

((انه قال لمعاوية: انت تنازع عليا فى الخلافة او انت مثله؟ قال: لا، وانى اعلم انه افضل منى وأحق بالأمر،ولكن ألستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوم وأنا ابن عمه ووليه أطلب بدمه)) [2]

''انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت پر اختلاف کرتے ہیں، کیا آپ ان کے برابر ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ مجھ سے افضل بھی ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار بھی، لیکن آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مظلومانہ شہید کر دیا گیا ہے جبکہ میں ان کا

[1] الفتح: ج 13 ص 70 [2] الفتح: ج 13 ص 107

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چچا زاد بھائی اور وارث ہوں اور ان کے خون کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں۔"

جس سے واضح ہے کہ یہاں بغاوت سے کیا مراد ہے؟ اور یہ کہ اس سے اصطلاحی، سیاسی، بغاوت مراد ہرگز نہیں۔

پھر یہ لطیف اشارہ بھی بڑا اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کی اصلاح اور ان میں صلح کا حکم دیا ہے پھر باغی سے قتال کا حکم ہے صلح کو مقدم بیان کرنا دلیل ہے کہ موخر قتال، قتال علی الکفر نہیں۔

الغرض اس جملہ میں لفظ ((الباغیہ)) اس معنی و مفہوم میں نہیں جس کا دعوی طاعنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں ورنہ نہ صرف کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اسی ((الفئة الباغية)) میں شمار کرنا ہوگا۔ جو ان کے ساتھ تھے حالانکہ ایسا سمجھنا یا کہنا نہ صرف ان کی عظمت اور احترام و اکرام اور شان و مقام پر دلالت کرنے والی نصوص شریعت کے یکسر خلاف ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلہ تحکیم کو قبول کرنے پر ان کا مطعون ہونا بھی من وجہ ثابت ہوگا۔ بلکہ ان کے بعض ساتھیوں نے اسی اختیار تحکیم پر ان پر فتوی بھی لگایا۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں بلکہ اہلسنت کا موقف تو یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق وصواب پر تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ((ان بغت احداهما)) میں قبل از انکار صلح و اصلاح دونوں کو اس بغاوت کا محل و مصداق سمجھا ہے یہی نہیں بلکہ بعد ازاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا بھی اپنے ساتھیوں سمیت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا بھی ثابت کرتا ہے وہ ان کو اس معنی میں باغی نہیں سمجھتے تھے جس کی بنا پر آج حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مطعون کرتے ہوئے اس جملہ ((تقتلك الفئة الباغية)) سے استدلال کیا جاتا ہے ورنہ اس فئہ باغیہ سے صلح، خون عمار رضی اللہ عنہ سے غداری اور من وجہ اس بغاوت کی تائید نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر کہنا چاہیے کہ:

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

یہ بھی واضح رہے کہ جس واقعہ میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جب وہ رونما ہوا تب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باغی تھے اور نہ اپنی خلافت کے مدعی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ومعاوية، لم يدع الخلافة، ولم يبايع له بها حين قاتل عليا، ولم يقاتل على انه خليفة، ولا انه يستحق الخلافة، ويقرون له بذلك، وقد كان معاوية يقر بذلك لمن سأله عنه، ولا كان معاوية واصحابه يرون ان يبتدوا عليا وأصحابه بالقتال ولا يعلوا)) [1]

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ دعوی خلافت کیا اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کے وقت ان کی کسی نے بیعت کی اور نہ اس بات پر انہوں نے قتال کیا کہ وہ خود خلیفہ ہیں بلکہ نہ ہی اس پر کہ وہ خلافت کے حقدار ہیں اور سبھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی جب کوئی ایسا سوال کرتا تو اسی کا اعتراف کرتے اور اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے اپنی طرف سے جنگ کا آغاز درست سمجھتے تھے نہ ان پر غلبہ کی خواہش رکھتے تھے۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بغاوت عرفی اور اصطلاحی بغاوت نہیں تھی جیسا کہ طاعنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باور کراتے ہیں اور پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ انہوں نے حصولِ خلافت کے لیے یہ سلسلہ مقاتلت و مشاجرت شروع کیا یہ بھی دراصل وہ سبائی سازش ہے جس کے تحت آج تک قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو تحفظ فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

2۔ ان حقائق سے جہاں اس بغاوت کے بغاوت اصطلاحی ہونے کی نفی ہوتی ہے وہاں یہ تعبیر و تاویل بھی سامنے آتی ہے کہ اس مشاجرت و مقاتلت کی حیثیت محض ایک فتنہ کی تھی جس کا امت مسلمہ شکار ہوئی اور ظاہر ہے فتنہ میں شریک یا ملوث ہونے سے الگ رہنا بہتر ہے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] مجموع الفتاوی: ج 35 ص 72

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((المتمسكون يحتجون بالاحاديث الصحيحة عن النبی ﷺ فی ان القعود عن الفتنة خير من القتال فيها وتقول: ان هذا القتال ونحوه وهو قتال الفتنة، كما جاء ت احاديث صحيحة تبين ذلك)) ❶

''فتنہ سے الگ تھلگ رہنا اس میں ملوث ہونے سے بہتر ہے۔ یہ موقف رکھنے والے نبی اکرم ﷺ کی احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہیں اور یہ لڑائی وغیرہ قتال فتنہ ہی تھا جیسا کہ صحیح احادیث اس کی وضاحت کرتی ہیں۔''

آپ مزید فرماتے ہیں:

((والا حاديث تدل على ان حرب الجمل فتنة وان ترك القتال فيها أولى فعلى هذا النصوص احمد واكثر اهل السنة۔۔۔۔۔ واستدل التاركون للقتال بالنصوص الكثيرة عن النبی ﷺ فی ترك القتال فی الفتنة وبينوا ان هذا قتال فتنة)) ❷

''احادیث مبارکہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جنگ جمل ایک فتنہ تھا جس میں لڑائی سے بچنا افضل اور بہتر تھا اور ان ہی دلائل پر امام احمد اور اکثر اہل سنت ہیں.....فتنہ کی (ان جنگوں میں) ملوث نہ ہونے والوں نے نبی اکرم ﷺ سے منقول ان بہت سی احادیث سے استدلال کیا ہے اور واضح کہا ہے کہ یہ جنگ فتنہ ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسی پہلو پر بحث کرتے ہوئے دوسری جگہ فرماتے ہیں:

((واما السلف والأئمة فيقول أكثرهم كابی حنيفة وما لك واحمد وغيرهم، لم يوجد شرط القتال الطائفة الباغية۔۔۔۔لهذا كان هذا القتال عند احمد وغيره۔كمالك۔ قتال فتنة۔۔۔۔ والصحابة الذين

❶ مجموع الفتاوی: ج 35 ص78 ❷ مجموع الفتاوی: ج 35 ص55-51

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لـم يـقاتلوا معه كانوا يعتقدون أن ترك القتال خير من القتال، أو أنه معصية، فلم يجب عليهم موافقة فى ذلك)) ❶

''یعنی سلف اور امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد غیرھم أئمہ رحمہم اللہ نے اس قتال میں قتال بغاوت کی کوئی شرط نہیں پائی۔ (شرائط قتال کے اس پس منظر میں) امام احمد وغیرہ (امام مالک) کے نزدیک یہ جنگ فتنہ کی جنگ تھی (بغاوت کی نہیں) ..... چنانچہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونے کے باوجود اس جنگ میں حصہ نہ لیا تو اس وجہ سے کہ وہ اس جنگ میں ملوث نہ ہونا ملوث ہونے سے بہتر سمجھتے تھے یا کہ ملوث ہونا گناہ ہے لہٰذا ہم پر ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی موافقت ضروری نہیں۔''

شیخ الاسلام مزید فرماتے ہیں:

((والذين رووا هذه الاحاديث من الصحابة مثل: سعد بن ابى وقاص وابى بكرة وأسامة بن زيد ومحمد بن مسلمة وابى هريرة، وغيرهم، وجعلوا قتال الجمل وصفين من ذلك، بل جعلوا ذلك اول قتال فتنة كان فى الاسلام وقعدوا عن القتال، وأمروا غيرهم بالقعود عن القتال، كما استفاضت بذلك الآثار عنهم)) ❷

''یعنی حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابوبکرہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم جیسے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے (فتنہ سے دور رہنے کی تلقین پر مبنی) روایات مروی ہیں انہوں نے جنگ جمل اور جنگ صفین کو ان احادیث کا مصداق (فتنہ) قرار دیا ہے بلکہ انہوں نے تاریخ اسلام میں اس کو اولین فتنہ کہا ہے اور وہ اس میں ملوث نہیں ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی اس فتنہ کی جنگ سے دور رہنے کا حکم دیا جس پر ان کے بہت سے آثار مروی ہیں۔''

❶ منهاج السنة: ج 40 ص 394-391 ❷ منهاج السنة: ج 8 ص 525

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس پہلو پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے جس سے بتانا یہ مقصود ہے کہ اس جملہ ((تقتلك الفئة الباغية)) کی تعبیر اور مفہوم میں اس سے مراد باغی گروہ ہے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ تو باغی نہیں تھا اگر وہ گروہ باغی ہوتا تو جلیل القدر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نہ صرف کہ ان کے ساتھ نہ ہوتے بلکہ بعض دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونے سے بھی نہ رکتے یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہونا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہونا دلیل ہے کہ ان دونوں قسم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس جنگ کو باغیوں کی جنگ نہیں سمجھتے تھے جن کے خلاف جنگ شرعاً ضروری ہے بلکہ وہ اسے ایک فتنہ سمجھتے تھے جس کی ایک دلیل خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں جنگوں پر اظہار افسوس بھی ہے اور پھر ان کے مقتولین یا قیدیوں اور مفتوحین سے وہ سلوک نہیں کیا جو بغاۃ سے کیا جاتا ہے۔

اس تفصیل سے اس نتیجہ یا تعبیر کو بھی تقویت ملتی ہے اور اس کی ارجحیت واضح ہوتی ہے کہ اصل باغی وہ گروہ ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذمہ دار ہے اور وہ فتنہ گر اور باغی تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ میں چھپ کر سازشیں کرتے تھے اور اس فتنہ کی جنگ میں وہ ((فئه باغيه)) ہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذمہ دار ہے ورنہ مجموعی طور پر یہ جنگ، قتال بغاوت نہیں تھی بلکہ قتال فتنہ تھی۔

4۔ اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ اہل ایمان کے ان دونوں گروہوں میں یہ جنگیں ہوئیں جو اگر نہ ہوتیں تو بہتر تھا لیکن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیش گوئیاں فرمائیں اور ظہور فتن کی خبریں دیں اعجاز نبوت میں ان کا ظہور بھی تو ضروری تھا چنانچہ یہ جنگیں بھی ان ہی احادیث و روایات کا مصداق و مظہر تھیں لیکن اس میں ملوث دونوں جماعتیں اور گروہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی نفوس قدسیہ پر مشتمل ہیں جن کے ظاہر و باطن کے تزکیہ کی قرآن و حدیث نے شہادت دی ہے اور ان کے ایمان و ایقان، فضیلت و عظمت نیز حسن کردار پر حسن ظن ہی نہیں نصوص کا تقاضا ہے کہ ان کے باہمی مشاجرات و تنازعات میں خاموشی اور سکوت اختیار کیا جائے اور ایسی تعبیر اور مفہوم متعین کیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے ان پر بھی کوئی حرف نہ آئے اور اپنا ایمان بھی محفوظ رہے اسی منہج اور اسلوب کے پیش نظر اہل سنت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اقرب الی الحق کہتے ہوئے دونوں کی مہم جوئی کو اجتہادی قرار دیا ہے جس پر واضح ہدایت موجود ہے۔ کہ مجتہد اگر مصیب ہو اور اس کا اجتہاد درست ہو تو وہ دوہرے اجر کا مستحق ہوتا ہے جبکہ اجتہاد غلط ہونے پر بھی مجتہد اکہرے اجر کا حقدار ہوتا ہے اس تناظر میں علماء اہلسنت کا ایک موقف یہ بھی ہے کہ یہ جنگیں اجتہادی تھیں جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اجتہاد درست اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد مبنی بر خطا تھا۔

بالفرض اگر ((الفئة الباغية)) میں اسے قتال بغاوت بھی تصور کر لیا جائے تو دونوں گروہ اس پر ملامت و مذمت کی بجائے اپنی اپنی حیثیت میں ماجور و مغفور ہیں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((ولهذا اتفق أهل السنة على أنه لا تفسق واحدة من الطائفتين وان قالوا في احداهما: انهم كانوا بغاة، لأنهم كانوا متأولين مجتهدين، والمجتهد المخطئ لايكفر ولايفسق، وان تعمد البغي فهو ذنب من الذنوب، والذنوب يرفع عقابها بأسباب متعددة: كالتوبة والحسنات الماحية، والمصائب المكفرة، وشفاعة النبي ﷺ ودعاء المؤمنين وغيرذلك)) [1]

''اسی بنا پر تمام اہلسنت متفق ہیں کہ ان دونوں جماعتوں میں سے ایک کو اگرچہ باغی کہا گیا ہے لیکن کسی ایک کو بھی کافر یا فاسق نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ وہ سبھی (اپنے موقف کی) تاویل کرتے تھے اور مجتہد تھے جبکہ غلطی پر مجتہد کو کافر اور فاسق نہیں کہا جا سکتا۔ اور اگر انہوں نے عمداً یہ گناہ بغاوت کیا بھی تو بہت سے اسباب ان پر سزا کو ختم کر دیتے ہیں یعنی وہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ توبہ ہے،

[1] منهاج السنة: ج 4 ص 394

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہوں کو ختم کر دینے والے دیگر نیک اعمال ہیں، گناہوں کا کفارہ بن جانے والے مصائب ہیں، جناب نبی اکرم ﷺ کی شفاعت ہے اور اہل ایمان کی دعا وغیرہ ہے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كان على أحق بالأمر من معاوية، ولا يلزم من تسمية أصحابه معاوية بغاة تكفيرهم كما يحاوله جهلة الفرقة الضالة من الشيعة، وغيرهم لانهم وان كانوا بغاةفي نفس الأمر كانوا مجتهدين فيما تعاطوه من القتال، وليس كل مجتهد مصيبا، بل المصيب له أجران، والمخطئ له أجر)) [1]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس معاملہ میں زیادہ حق پر تھے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو باغی کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی تکفیر کی جائے جیسا کہ گمراہ فرقہ شیعہ وغیرہ کے جاہل لوگ کہتے ہیں کیونکہ وہ بنیادی طور پر اگرچہ باغی تھے لیکن اس میں قتال پر وہ مجتہد تھے اور ہر مجتہد درست تو نہیں ہوتا۔ البتہ جو (مجتہد) درست ہوا سے دو اجر اور جو غلط ہوا سے ایک اجر ملتا ہے۔''

ابو الفضل عبدالرحیم زین الدین العراقی فرماتے ہیں:

((مذهب أهل الحق أن الفئة المقاتلة لعلي هي الباغية وان كانت متأولة طالبة للحق في ظنها غير مذمومة بل مأجورة على الاجتهاد، ولا سيما الصحابة منهم، فان الواجب تحسين الظن بهم، وأن يتأول لهم ما فعلوه بحسب ما يليق بفضلهم وما عهدنا من حسن مقصدهم، ثم ان عدالتهم قطعية لاتزول بملابسة شئي من الفتن

---

[1] البدایہ: ج 3 ص 218

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واللہ اعلم)) [1]

''اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے برسر پیکار گروہ باغی تھا اگرچہ وہ تأویل کرنے والے اور اپنے خیال میں حق کا مطالبہ کرنے والے تھے مگر وہ قابل مذمت نہیں بلکہ اپنے اجتہاد پر اجر پائیں گے خصوصاً ان میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم جن سے حسن ظن رکھنا ضروری ہے اور ان کے فعل کی ایسی تاویل و تعبیر کرنا ضروری ہے جو ان کے فضل و شرف کے مطابق ہو اور ان کی نیک نیتی کا ترجمان ہو پھر ان کی عدالت قطعی ہے جو کسی قسم کے فتنہ میں ملوث ہونے کے باوجود ختم نہیں ہوتی۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وفی قوله صلی اللہ علیہ وسلم ''تقتل عمارا الفئة الباغية'' دلا لة واضحة على أن عليا ومن معه كانوا على الحق، وأن من قاتلهم كانوا مخطئين فی تأويلهم والله اعلم)) [2]

''حدیث: ''تقتل عمارا الفئة الباغية'' میں واضح دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حق پر تھے اور یہ کہ ان کے خلاف لڑنے والے اپنی تاویل میں خطا پر تھے۔''

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

((ففيها الأمر بقتال الفئة الباغية وقد ثبت ان من قاتل مع على كانوا بغاة وهو لاء مع هذا التصويب متفقون على انه لايذم واحد من هولاء، بل يقولون اجتهدوا فاخطأوا)) [3]

''اس آیت میں باغی گروہ سے لڑائی کا حکم ہے اور یہ ثابت ہے کہ جنہوں نے

---

[1] طرح التثريب: ج 7 ص278

[2] الفتح: ج 6 ص619

[3] الفتح: ج 13 ص67

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ لڑی وہ باغی تھے اور یہ درست ہونے کے باجود (علماء) متفق ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی قابل مذمت نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ انہوں کی اجتہادی غلطی پر تھے۔''

مزید فرماتے ہیں:

((والظن بالصحابة فی تلك الحروب انهم كانوا فيها متأولين وللمجتهد المخطئی أجر واذا ثبت هذا فی حق أحاد الناس فثبوته للصحابة بالطريق الاولی)) [1]

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی جنگوں کے متعلق ہمارا یہی گمان اور حسن ظن ہے کہ وہ اس میں متاول تھے اور خطاء کرنے والا جب عام آدمی بھی اجر کا حقدار ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اس سے زیادہ حقدار ہیں۔''

ان تصریحات کے علاوہ بھی بہت سے مفسرین اور شراح حدیث نے ((وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا.....)) اور حدیث ((تقتلك الباغية)) کے تحت لکھا ہے کہ دونوں گروہ اپنی اپنی جگہ اجتہادی موقف رکھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا جو موقف تھا اس کی بنیاد ان کا اجتہاد تھا کہ ہم حق پر ہیں جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اپنی جگہ جس موقف پر تھے وہ خود کو اپنے اجتہاد میں درست خیال کرتے تھے اب دونوں کا موقف بنیادی طور کوئی منصوص نہ تھا بلکہ اجتہادی تھا اس اجتہاد میں اکثر اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد میں اقرب الی الحق اور اولیٰ بالصواب تھے جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد میں غلطی پر تھے لہٰذا اس پس منظر میں جو کچھ ہوا وہ غلط فہمی کا نتیجہ تھا اور دونوں میں سے کون حق پر تھا اس سے قطع نظر دونوں ہی اپنی حیثیت میں اجر کے حق دار ہیں اور اجر کے حقدار کو کسی صورت مذموم و مطعون نہیں کیا جا سکتا۔

اگر اس زیادتی اور خروج کو صحیح تسلیم کر لیا جائے اور قرار دیا جائے کہ ((الفئة الباغية))

---

[1] الاصابہ: ج4 ص151

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی معنی میں لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے اور وہی داعی الی النار ہیں تو پھر سوچنا پڑے گا کہ اس باغی گروہ اور اس کے سربراہ سے صلح کرنے والے یا داعی الی النار گروہ کے دستِ خلافت پر بیعت کرنے والے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کا کیا حکم ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ مجبور تھے اور انہوں نے یہ بیعت طیب خاطر اور اخلاص نیت سے نہ کی تھی تو کیا نعوذ باللہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس منافقت اور تقیہ سے متصف تھے اور وہ اپنے تقریباً چالیس ہزار لشکر کے ساتھ بھی اس قدر کمزور تھے کہ جبر و اکراہ میں بیعت کرنے پر مجبور ہوئے؟ اور کیا امام معصوم سے یہ توقع کی جاسکتی ہے؟ اور یہ بھی سوچیے کہ اگر وہ مجبور تھے تو یہ عقیدہ یا اصول کیوں بنایا گیا؟

((ان اللہ تعالیٰ لما صنع الحسن مع معاویة ما صنع، ابی ان یجعل الوصیة والامامة الافی عقب الحسین)) [1]

''یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنے کی بنا پر وصیت و امامت کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل میں منتقل کر دیا۔''

گویا جس عمل اور کردار کو زبان نبوت نے عظمت و حشمت اور قیادت و سیادت قرار دیا سبائیت نے اسے ذلت و مسکنت اور محرومی کا سبب بنا دیا، انا للہ،

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا

یہی نہیں، کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شریک حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی اس حدیث کا مصداق قرار دیا جائے گا؟ یقیناً کوئی مسلمان بھی ان کو نہ باغی کہہ سکتا ہے نہ داعی الی النار، جس آگ سے بچنے کے لیے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور جس آگ سے لوگوں کو بچانے کے لیے وہ خیر امت قرار پائے کیا نعوذ باللہ وہ اسی آگ کے داعی ہوں گے حالانکہ یہ نفوس قدسیہ تو وہ ہیں جنہوں نے اسی آگ سے بچنے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امیر کا حکم تسلیم کرنے سے بھی انکار کر دیا جس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین فرمائی۔

بالخصوص یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس صورتحال کے ساتھ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں گروہ

[1] الامامة والبتصرة : ص 61، لا بن بابویه بحار الانوار: ج42 ص77،ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلمہ گو تھے بلکہ ان کو ((فئتین عظیمتین من المسلمین)) کہا گیا اور فرمایا گیا کہ:

((لا تقوم الساعة حتی تقتل فئتان عظیمتان دعوتهما واحدة)) ❶

''اس وقت تک قیامت بپا نہ ہو گی جب تک دو بڑے گروہ آپس میں جنگ نہ کریں اور ان دونوں کا دعوی ایک ہی ہو گا۔''

دوسری طرف یہ بھی ہے کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب مقتولین صفین کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:

((قتلانا وقتلاهم فی الجنة)) ❷

''ہمارے اور ان کے مقتولین جنتی ہیں۔''

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

((سئل علی عن أهل جمل قال قیل أمشرکون هم؟ قال من الشرك فروا، قیل: أمنافقون هم؟ قال: ان المنافقین لا یذکرون الله الا قلیلا، قیل فما هم قال: اخواننا بغوا علینا)) ❸

خود شیعی کتب میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((انا لم تقاتلهم علی التکفیر لهم ولم نقاتلهم علی التکفیر لنا ولکنا رأینا انا علی الحق ورأوا انهم علی الحق ولکنا رأینا انا علی الحق ورأوا انهم علی الحق)) ❹

اس لیے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا ایک آدمی قتل کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

افسوس یہ کل مسلمان تھا آج کافر ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

❶ بخاری : 7121 ❷ مصنف ابن ابی شیبة : ج 21 ص534، رقم: 40688

❸ ایضاً : ج 21 ص479 رقم: 40565

❹ قرب الاسناد از عبدالله بن جعفر حمیری شیعی بحواله رحماء بینهم ص 848، ج 1 ص45

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((مهلا كان أمس مؤمنا وهو اليوم مومن)) ❶

''خبردار! وہ کل ہی مومن تھا اور آج بھی مومن ہے۔''

اسی طرح عقبہ یشکری بتاتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جو قیدی آئے ان میں سے اگر کوئی فوت ہوتا تو ((كان من مات منهم غسله و كفنه وصلى عليه ودفنه۔)) ❷

''تو اسے غسل دیتے کفناتے اور اس کی نماز جنازہ ادا کرتے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ:

((لم يكن ينسب احد امن أهل حربه الى الشرك ولا الى النفاق ولكن يقول هم اخواننا بغوا علينا)) ❸

''آپ اپنے سے جنگ کرنے والوں کو مشرک یا منافق نہیں کہتے تھے صرف یہ فرماتے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہم سے بغاوت کی ہے۔''

یعنی جمل وصفین میں ہماری یہ جنگ کفر واسلام کی جنگ نہ تھی بلکہ (ایک متنازع معاملہ قصاص پر) ہم خود کو حق پر اور وہ خود کو حق پر سمجھ رہے تھے۔

یہی وہ تعبیر ہے جس کی بنا پر اہل سنت ان جنگوں کو اجتہادی سمجھتے ہیں کفر واسلام یا جنت وجہنم کی جنگیں نہ تھیں اسی لیے خود حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کسی نے جب کہا ((كفر أهل الشام)) شامیوں نے کفر کیا، تو فرمایا:

((لا تقولوا ذلك نبينا ونبيهم واحد و قبلتنا وقبلتهم واحدة ولكنهم قوم مفتونون)) ❹

---

❶ تاريخ دمشق: ج 1 ص344، باب ما ورد من اقوال المنصفين

❷ تاريخ دمشق: ج 1 ص345

❸ قرب الاسناد للحميرى الشيعى : ص 45، شرح اصول اعتقاد اهل السنة اللالكائى : ج 6 ص1148، رقم: 2016

❹ مصنف ابن ابى شيبة: ج21 ص518، رقم: 40647

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ایسا مت کہو، ہمارے اور ان کے پیغمبر ﷺ ایک ہیں اور ہمارا اور ان کا قبلہ بھی ایک ہے، البتہ وہ فتنہ میں مبتلا ہیں۔''

اور جب وہ بیمار ہوئے تو فرمایا:

((انی لا أموت الا قتلا بین فئتین مؤمنتین)) [1]

''میں نے ابھی (اس مرض میں) فوت نہیں ہونا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں مومنوں کے دو گروہوں میں باہمی جنگ میں شہید ہوں گا۔''

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو حضرت علی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما بھی مومن اور مسلمان قرار دے رہے تو پھر آخر ان کو داعی الی النار کہنے کا کیا علمی و اخلاقی جواز رہ جاتا ہے؟

اس ضمن میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ بات بھی بڑی اہم اور قابل توجہ بلکہ فیصلہ کن ہے جو انہوں نے ایک شبہ کے ازالہ میں فرمائی ہے کہ:

((فلو كان عمرو بن العاص ومعاوية بن ابی سفيان وامثالهما ممن يتخوف منهما النفاق لم يولوا على المسلمين---- فكيف يكون هولآء منافقين والنبی ﷺ يا تمنهم على احوال المسلمين فی العلم والعمل وقد علم ان معاوية وعمرو بن العاص وغيرهما كان بينهم من الفتن ما كان ولم يتهم أحد من أوليائهم ولا محاربوهم ولاغير محاربيهم بالكذب على النبی ﷺ بل جميع علماء الصحابة والتابعون بعدهم متفقون على ان هولآء صادقون على رسول الله ﷺ مامونون فی الرواية عنه والمنافق غير مامون على النبی ﷺ، بل هو كاذب عليه، مكذب له، واذا كانوا مؤمنين محبين لله ورسوله، فمن لعنهم فقد عصى الله ورسوله---- وهذا مما يبين ان القتلى من أهل صفين لم يكونوا عندالنبی ﷺ بمنزلة الخوارج

[1] التاريخ الاوسط: ج1 ص79، رقم: 312، تاريخ دمشق: ج 43 ص463

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المارقين الذين أمر بقتالهم وهولاء مدح الصلح بينهم ولم يأمر بقتالهم وهذا كانت الصحابة والأئمة متفقين على قتال الخوارج المارقين وظهر من علي رضی اللہ عنہ السرور بقتالهم ومن روايته عن النبي ﷺ الأمر بقتالهم ماقد ظهر منه، وأما قتال الصحابة فلم يروعن النبي ﷺ فيه أثر ولم يظهر فيه السرور بل ظهر منه الكآبة، أن لايقع وشكر بعض الصحابة، وبرأ الفريقين من الكفر والنفاق وأجاز الترحم على قتلى الطائفتين وأمثال ذلك من الأمور التي يعرف بها اتفاق على وغيره من الصحابة على أن كل واحدة من الطائفتين مؤمنة)) [1]

''یعنی اگر حضرت عمرو بن العاص، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ سے نفاق کا اندیشہ ہوتا تو ان کو نبی اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم امارت و ولایت نہ سونپتے اور یہ منافق ہو بھی کیسے سکتے ہیں؟ خود نبی اکرم ﷺ نے ان کو مومنوں کے علمی و عملی حالات کا امین بنایا اور معلوم ہے کہ حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما وغیرھما کے درمیان فتنہ قتال وجدال بھی بپا ہوا مگر ان کے ساتھیوں یا مخالفوں میں سے کسی نے بھی ان پر نبی اکرم ﷺ پر کذب و افتراء کا الزام نہیں لگایا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم متفق ہیں کہ یہ سب نبی اکرم ﷺ پر سچ بولنے والے اور ان سے روایت کرنے میں امین و مامون تھے جبکہ منافق تو ایسا نہیں ہوتا وہ تو جھوٹا ہوتا ہے بلکہ نبوت کی ہی تکذیب کرتا ہے۔ چنانچہ یہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ سے محبت کرنے والے مومن ہیں جو ان کو لعن وطعن کرے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے..... یہ واضح کرتا ہے کہ صفین کے شہداء نبی اکرم ﷺ

[1] مجموع الفتاوی: ج 35 ص 71-65 ملخصاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ہاں سرکش خوارج کی طرح نہ تھے جن سے قتال و جہاد کا حکم دیا گیا ہے جبکہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کی باہمی صلح کی تعریف کی گئی ہے نہ کہ ان سے قتال و جدال کا حکم دیا گیا ہو، اسی لیے صحابہ اور ائمہ رضی اللہ عنہم خوارج کے خلاف قتال و جہاد پر تو متفق ہیں جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو ان سے جہاد پر اظہار مسرت بھی کیا اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد کا حکم دیا ہے جس کا مظاہرہ بھی ہوا لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم سے قتال و جدال کی تو کوئی روایت نہیں جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہونے پر اظہار مسرت کی بجائے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا اور خواہش ظاہر کی کہ کاش ایسا نہ ہوتا، اور دونوں گروہوں کے کفر یا نفاق سے اظہار برأت کیا اور ان کے مقتولین پر رحمت و مغفرت کی اجازت دی۔ ایسے تمام معاملات و حالات دلیل ہیں کہ حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم متفق ہیں کہ دونوں گروہ مومن ہیں۔"

اور یہ بات بایں واقعہ بھی غلط ہے کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو مذل المؤمنین کا طعنہ دے کر نقض بیعت کا کہا گیا؟ تو فرمایا:

((انا قد با یعنا وعا هدنا ولا سبیل الی نقض بیعتنا)) [1]

"ہم نے بیعت کر کے عہد کر لیا ہے اب اپنی بیعت توڑنے کا کوئی راستہ نہیں۔"

بلکہ جب مسیّب بن نجبہ الفزاری اور سلیمان بن صرد الخزاعی نے ان سے کہا کہ بیعت توڑ دیں تو فرمایا:

((مسیب ان العذر لا خیر فیه)) [2]

"مسیّب، غداری میں کوئی خیر نہیں۔"

---

[1] الا خبار الطوال للدینوری : ص 220

[2] مناقب ابی طالب: ج 3 ص197 بحار الانوار: ج44 ص57، شرح نهج ابلاغة لا بن ابی الحدید: ج16 ص15 بحواله الاستدلال بالسنة، للشیخ عبدالرحمن د مشقیة : ص 929

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ

بطور فائدہ یہ بتانا بھی مناسب ہوگا کہ حضرت عمرو بن العاص، حضرت معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہم کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فضیلت و اہمیت دی وہ تو ہے ہی جبکہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمرو اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرھما کو مختلف مہمات کی امارت و ولایت عطا کر کے روانہ کیا اور انہوں نے فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑے اب ان فاتحین اسلام اور اسلام کے عظیم جرنیلوں اور سپہ سالاروں کو ((الفئة الباغیه)) یا ((الدا عی الی النار)) کہنا جہاں فی نفسہ بغاوت و نفاق اور جہنمی ہونا ہے کہ اس سے قرآن و حدیث کی تکذیب لازم آتی ہے۔ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بغاوت ہے معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((ان الله وضع الحق علی لسان عمریقول به)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے حق کو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر ثابت کر دیا ہے، وہ حق ہی کہتے ہیں۔''

دوسری طرف خود حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((کنا نتحدث ان السکینة تنطق علی لسان عمر)) [2]

''ہم آپس میں کہتے تھے کہ سکنیت و ہیبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتی ہے۔''

اس کے باوجود بھی اگر ان حضرات کو اس حدیث کا مصداق قرار دینا ہے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی سوچنا ہوگا کہ وہ کہاں کھڑے ہیں؟

فائدہ

یہاں ہم یہ عرض کرنا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مطاعن و مثالب میں مذکورہ روایات کی روشنی میں سب سے پہلے لعن وطعن کا آغاز خلفاء بنوعباس میں سے معتضد باللہ نے کیا، امام ابن جریر الطبری نے 284ھ کے واقعات میں لکھا ہے:

---

[1] ابو دائود : 2962، صحیح

[2] مجموع الفتاوی: ج 35 ص 65

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((وفيها عزم المعتضد على لعن معاوية على المنابر فخوفه عبيد الله الوزير اضطراب العامة فلم يلتفت))

''اس سال معتضد باللہ نے عزم کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برسر منبر (سرعام) لعن وطعن کا حکم جاری کرے اس کے وزیر عبیداللہ نے اسے عوامی ردعمل سے ڈرایا لیکن اس نے پرواہ نہ کی۔''

بالآخر خطباء کو پابند کیا اور ان کو یہ پروانہ پڑھنے کا حکم دیا۔

((وقد انتهى الى امير المؤمنين ما عليه جماعة من العامة---- خالفوا السنن وقلدوا فيها أئمة الضلالة وما لوا الى الأهواء---- خروجا عن الجماعة ومسارعة الى الفتنة واظهارا لموالاة من قطع الله عنه لموالاة وبرء من العصمة واخرجه من الملة قال الله تعالىٰ- والشجرة الملعونة فى القرآن- وانما اراد بنى أمية الملعونين على لسان نبيه وهم كانوا اشد عداوة له من جميع الكفار ولم يرفع الكفار راية يوم بدر واحد والخندق الا وابو سفيان واشياعه اصحابها وقادتها، ثم ذكر احاديث واهية وموضوعة فى ذم ابى سفيان و بنى أمية وحديث لا اشبع الله بطنه وانه نازع عليا وقد قال عليه السلام لعمار؟ تقتلك الفئة الباغية- وان معاوية سفك الدماء وسبى الحريم وانتهب الاموال المحرمة---- ثم دعا الى بيعة ابنه يزيد وقد علم فسقه----)) [1]

''یعنی امیر المؤمنین تک یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ لوگ سنتوں کی مخالفت کر رہے ہیں اور اس میں اپنے گمراہ اماموں کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشات کی طرف مائل ہیں.....ایسا سب کچھ وہ جماعت سے بغاوت اور فتنہ انگیزی میں کر رہے

[1] تاریخ اسلام ذهبی: ج 21 ص18، حوادث : 281-290 البدایه: ج 11 ص86

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور یہ کہ یہ سب کچھ وہ لوگ ان لوگوں سے اظہار تعلق و محبت میں کر رہے ہیں جن سے تعلق و محبت اللہ تعالیٰ نے توڑ لیا ہے اور ان کی عصمت کو ختم کیا اور ملت سے خارج کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم۔ لعنتی درخت۔ جو کہا ہے اس سے مراد بھی بنو امیہ ہیں جن پر نبی اکرم ﷺ کی زبان سے لعنت ہوئی اور یہ لوگ نبی ﷺ کی دشمنی میں سب کفار سے سخت تھے اور اسلام کے خلاف ہر جنگ میں ابوسفیان اور اس کے ساتھی پیش پیش رہے پھر اس نے بہت سی من گھڑت جھوٹی روایات بیان کیں۔ جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور بنو امیہ کی مذمت میں بنائی گئی ہیں پھر یہ حدیث بھی لکھی ((لا اشبع الله بطنه)) اور ((تقتلك الفئة الباغية)) اور یہ بھی کہا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خون خرابہ کیا مال و عصمت کو لوٹا اور پھر اپنے بیٹے یزید کو اس کے فسق و فجور سے آگاہ ہونے کے باوجود ولی عہد بنا کر بیعت لی۔''

روایت: قاتلہ وسالبہ فی النار، کا حکم

گزشتہ حدیث کے ہم معنی ایک روایت اور بھی بایں اسناد پیش کی جاتی ہے۔

((حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمة أنا ابو حفص و كلثوم بن جبر عن ابى الغادية قال: قتل عمار، فأخبر عمرو بن العاص قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ان قاتله وسالبه فى النار، فقيل لعمرو: فانك هو ذا تقاتله، قال: انما قال: قاتله وسالبه)) [1]

''حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: ان (حضرت عمار رضی اللہ عنہ) کا قاتل اور سامان لینے والا جہنمی ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ: آپ تو خود ان سے جنگ کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ان کا

[1] مسند احمد: ج 29 ص311، رقم: 17776

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاتل اور سامان لینے والا (جہنمی ہیں) یعنی جو شخص براہ راست ان کو شہید کرے گا وہ جہنمی ہوگا عام جنگ میں شریک اس وعید کا مصداق نہیں۔"

اس روایت کی سند پر ائمہ فن نے درج ذیل نقاط سے کلام اور نقد کیا ہے۔

1۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اطلاع کا صیغہ تمریض ہے اور متعین نہیں کہ یہ خبر اور اطلاع کس شخص نے دی لہٰذا اس مجہول کی خبر قابل اعتماد نہیں۔

2۔ پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کرنے والا کون ہے؟ اگر تو حضرت ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ ہیں تو لفظ۔ فأ خبر۔ اس کی تردید کرتا ہے اور یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ اسے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے نقل نہیں کرتے۔

3۔ اگر اس کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والا کلثوم بن جبر ہے جسے امام احمد وغیرہ نے ثقہ جبکہ امام نسائی نے لیس بالقوی کہا ہے لیکن وہ ثقہ بھی ہو تو اس کا سماع حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔

بنا بریں یہ روایت سنداً منقطع ہے اور امام ذہبی نے اسی بنا پر اسے ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

((اسناده فيه انقطاع)) [1]

اس سند کے تناظر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کلثوم بن جبر کا متابع ابوحفص بھی تو ہے؟ لیکن اس کی متابعت مفید نہیں کہ ابوحفص مجہول ہے لہٰذا اس کی جہالت اس کی متابعت کو کالعدم کر دیتی ہے۔

اس روایت کو امام حاکم وغیرہ نے بھی بایں سند ذکر کیا ہے۔

((عبدالرحمن بن المبارك ثنا المعتمر بن سليمان عن ابيه عن مجاهد عن عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہ)) [2]

---

[1] السير: ج 2 ص544

[2] المستدرك: ج 3 ص387 الا حاد والمثانی لا بن ابی العاصم: ص 803

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام حاکم نے اگرچہ اسے ((فانه صحيح على شرط الشيخين)) کہا ہے لیکن اس سے حدیث کی صحت لازم نہیں کیونکہ اول تو عبدالرحمٰن بن المبارک اسے ((معتمر بن سليمان عن ابيه عن مجاهد)) روایت کرنے میں منفرد ہے جبکہ باقی رواۃ اسے ((معتمر عن ليث عن مجاهد)) روایت کرتے ہیں۔ جبکہ لیث بن ابی سلیم ابوبکر کو بہت سے ائمہ فن نے ضعیف کہا ہے بعض نے مضطرب الحديث، ليس بالقوى، سيئ الحفظ، ليس بحجة اور منكر الحديث کہا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے۔ ترکہ القطان وابن مہدی وابن معین واحمد.....ابوحاتم اور ابوزرعہ نے کہا ہے:

((ليث لا يشتغل به وهو مضطرب الحديث، وقال ابو زرعة : لين الحديث لا تقوم به الحجة عند اهل العلم بالحديث)) ❶

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

((صدوق اختلط جدا ولم يتميز حديثه فترك)) ❷

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قلت بعض الأئمة يحسن لليث، ولا يبلغ حديثه مرتبة الحسن، بل اعداده فى مرتبة الضعيف المقارب فيروى فى الشواهد والاعتبار وفى الرغائب والفضائل، أما فى الواجبات فلا)) ❸

السیر کے محقق ومحشی شیخ علامہ شعیب الارنووط نے ان کے ترجمہ میں بیان کی گئی روایات کو لیث کے ضعف کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے۔

اس حیثیت کے ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ مجاہد سے اس کی روایات کا کیا حکم ہے؟ بعض علماء فن نے اگرچہ ان کو مجاہد سے روایت کرنے والوں میں شمار کیا ہے لیکن مجاہد سے اس کا سماع متحقق نہیں کیونکہ لیث کوفی ہیں جبکہ مجاہد مکی ہیں لیث 113ھ کو مکہ مکرمہ اور

---

❶ التهذيب: ج 8 ص468 ❷ تقريب رقم: 5685

❸ السير: ج 6 ص184

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدینہ طیبہ حج کو آئے تب مجاہد 7-104ھ کو وفات پا چکے تھے یہی وجہ ہے کہ امام شعبہ نے لیث سے پوچھا۔

((أین اجتمع لك هو لآء الثلاثة عطاء و طاؤوس و مجاهد؟ فقال: اذابوك يضرب بالخف ليلة عرسه، قال قبيصة: فقال رجل كان جالسا: فما زال شعبة متقيا لليث منذ يومئذ)) ❶

''تم ان تینوں (عطاء طاؤس اور مجاہد) سے کب ملے ہو؟ تو انہوں نے کہا: جب ابھی تمہارے والد کو شادی کی رات موزے مارے جا رہے تھے، قبیصہ کہتے ہیں وہاں بیٹھے آدمی نے کہا ہے کہ اس کے بعد شعبہ ہمیشہ ان سے گریزاں رہتے تھے۔''

علامہ البرقانی نے جب امام دارقطنی سے ان کے متعلق سوال کیا تو فرمایا:

((صاحب سنة يخرج حديثه ثم قال: انما انكروا عليه الجمع بين عطاء وطاؤوس ومجاهد حسب)) ❷

''وہ صحیح عقیدہ والے ہیں ان سے حدیث لی جائے البتہ عطاء، طاؤس اور مجاہد سے ان کی ملاقات وسماع کا ائمہ فن نے انکار کیا ہے۔''

اس روایت میں یہ علت بھی ہے کہ عبدالرحمٰن اسے معتمر عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن کی روایت دیگر رواۃ کے مقابلہ میں مرجوح ہونے کے ساتھ اس میں سلیمان تیمی مدلس ہے جو یہاں معنعن روایت بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت کو ایک اور سند سے طبرانی نے بھی ذکر کیا ہے مگر اس میں ایک راوی مسلم بن کیسان الملائی الاعور الکوفی ہے جسے امام وکیع، احمد، ابوزرعہ، ابوحاتم، بخاری، ترمذی، دارقطنی، ابن المدینی، العجلی وغیرھم نے ضعیف کہا ہے جبکہ الساجی، نسائی، فلاس، دارقطنی وغیرھم نے متروک، منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

---

❶ السیر: ج 6 ص 180 ❷ السیر: ج 6 ص 181

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک شبہ کا ازالہ

اس روایت پر یہ شبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ لیث اگر ضعیف بھی تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا متابع ایوب ہے جو مجاہد سے روایت کرتا ہے جیسا کہ حافظ ذہبی نے ذکر کیا ہے۔

((قال ایوب عن مجاهد عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ)) [1]

بلا شبہ ایوب السختیانی امام مجاہد سے روایت کرتے ہیں لیکن یہ روایت اس سند اور واسطہ سے ثابت نہیں اندیشہ ہے کہ یہاں ایوب کا واسطہ تصحیف ہے اور لیث کی جگہ ایوب ہو گیا ہے جس کا قرینہ یا دلیل یہ ہے کہ کسی نے بھی اس روایت کو اس واسطہ سے ذکر نہیں کیا یہاں تک کہ حافظ ابن عساکر نے تقریباً اس روایت کا بالا سناد استیعاب کیا ہے لیکن اس واسطہ سے یہ روایت ذکر نہیں کی۔ بلکہ ہمیں تتبع بسیار کے باوجود ذخیرہ کتب حدیث میں یہ روایت اس سند سے نہیں ملی، لہٰذا یہ امام ذہبی نے کہاں سے نقل کی ہے کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن میسر مراجع میں بایں سند یہ حدیث نہ ملنے پر ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ غلطی ہے اسے تصحیف کہہ لیں یا کچھ اور؟ کتب میں ایسی اغلاط خارج از امکان نہیں امام ذہبی نے اس روایت سے پہلے ایک اور سند سے یہی روایت ذکر کی ہے کہ:

((قال حماد بن سلمه ثنا ابو حفص كلثوم بن جبر عن ابی الغادية الجهنی---))

اس سند پر ہم پہلے بحث کرتے ہوئے بتا چکے ہیں کہ ابو حفص، کلثوم بن جبر کا متابع ہے جو مجہول ہے لیکن یہاں آپ دیکھ رہے کہ امام ذہبی کی اس مطبوع تاریخ اسلام میں ابو حفص کو کلثوم بن جبر کی کنیت کے طور پر لکھا گیا ہے حالانکہ کلثوم بن جبر کی یہ کنیت کسی نے بھی ذکر نہیں کی البتہ ان کی کنیت ابو محمد یا ابو جبر لکھی گئی ہے چنانچہ یہاں لیث کی جگہ ایوب کا واسطہ بھی کسی ایسے ہی پس منظر کا شاخسانہ ہے لہٰذا اس متابعت کی کوئی حیثیت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

[1] تاریخ الاسلام: ج 3 ص 582، عهد الخلفاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عساکر اور دیگر محدثین و مورخین نے بھی مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس روایت کو اس زیادت کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر کوئی روایت بھی سنداً صحیح نہیں بلکہ ان پر کلام ہے جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ روایت اپنے جملہ طرق میں ہی ضعیف نہیں بلکہ اس کے جمیع شواہد بھی ضعیف ہیں فضیلۃ الاستاذ الشیخ الاثری حفظہ اللہ نے اس زیادت پر مشتمل روایت اور اس کے شواہد کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے خلاصہ کے طور پر لکھا ہے: ہماری معروضات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ۔ قاتلہ وسالبہ فی النار۔ کے الفاظ سے یہ روایت صحیح نہیں۔ ❶

قاتل کون؟

اس روایت کو ضعیف یا اس زیادت کو غیر ثابت تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ سوال تو اپنی جگہ جواب طلب ہے کہ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کا قاتل کون ہے؟ اس کا تفصیلی جواب ہم محدثین و ائمہ کرام کی تصریحات و توضیحات کی روشنی میں ذکر کر چکے ہیں کہ دونوں گروہوں میں شریک بعض شر پسند اس کے ذمہ دار ہیں اور اگر بالفرض حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے کسی آدمی سے بھی یہ حرکت سرزد ہوئی ہے تو بھی اجتہادی خطاء کا مصداق و مظہر ہے اور ایسے ہی ہے جیسا کہ خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتولین ہیں یقیناً حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش گوئی کہ ان کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ جو ایک فریق کے درست ہونے کی دلیل تو ہے مگر دوسرے فریق کو قتل کرنے کا جواز نہیں اس لیے اہل سنت نے فریقین کے مقتولین کو ہی مومن سمجھا ہے اور ان کے اقدام کو اجتہادی غلطی سے تعبیر کر کے خاموشی کو ایمان کی سلامتی قرار دیا ہے۔

حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کے اعتراف پر جتنی بھی روایات ذکر کی جاتی ہیں اُن کی تفصیل سے قطع نظر نتائج یہی ہیں کہ

1۔ حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کو شرف صحبت حاصل ہے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

❶ مقالات: ج 3 ص 79

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دستِ نبوت پر بیعت کی سعادت پائی ہے بلکہ ارشادات کو روایت بھی کیا ہے۔

2۔ ان کے بقول حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرتے تھے۔

3۔ اس بنا پر انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور پھر جنگ صفین میں موقع پا کر وہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

لہٰذا متعین ہو جاتا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل یہی ہیں۔

اسنادی حیثیت

اب ان نکات پر تفصیلی غور کرنے سے پہلے ان روایات کی اسنادی حیثیت کو دیکھنا ضروری ہے کہ۔ ثبت العرش ثم انقش۔ پر عمل ہو سکے ویسے بھی سند کی صحت کے بغیر تو کوئی بات بھی قبول نہیں کی جاتی چہ جائیکہ دین اور اصول کا معاملہ ہو قرآن کریم کا حکم بھی تحقیق و تفتیش کا ہے شیخ الاسلام نے تو فرمایا ہے:

((ماتذکرہ فی ھذہ الغزاۃ وغیرھا من الغزوات من المنقولات لابد من ذکر الاسناد أولا فلو اراد انسان ان یحتج بنقل لایعرف اسنادہ فی جزرۃ بقل لم یقبل منہ،فکیف یحتج بہ فی مسائل الاصول)) [1]

''یعنی (رافضی) غزوات کے ذکر میں ان جیسی روایات بیان کرتے ہیں تو سب سے پہلے ضروری ہے کہ سند کو ذکر کیا جائے کیونکہ اگر کوئی شخص سبزی اور چارہ کے متعلق بھی کسی بات کو سند کے بغیر دلیل بنائے گا تو وہ قبول نہ ہو گی چہ جائیکہ دین اور اصول کے مسائل و معاملات بلا سند روایت کو وہ دلیل بنائے تو قبول کر لیا جائے۔''

اس سلسلہ میں مسند احمد، المعجم الکبیر للطبرانی، تاریخ دمشق اور الکامل وغیرھا کے حوالہ سے متعدد روایات ذکر کی جاتی ہیں جن سب کا تقریباً ایک ہی مفہوم ہے کہ کلثوم بن جبیر، عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کے ہاں کا واقع بیان کرتے ہیں کہ جب وہاں حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ

[1] منہاج السنۃ: ج 8 ص 110

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائے اور وہاں انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کا اعتراف کیا۔

چنانچہ ان جملہ روایات کو اسنادی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس میں بنیادی کردار تو کلثوم بن جبیر ہیں جن کو امام نسائی نے اگرچہ۔ لیس بالقوی۔ کہا ہے مگر امام احمد اور ابن معین وغیرہ نے ثقہ کہا ہے لیکن اس سے روایت کرنے والے اور دیگر سلسلہ ہائے اسناد میں چند رجال اور بھی دیکھے جانے ضروری ہیں مثلاً جس شخص کے ہاں یہ مجلس ہوتی ہے اور من وجہ اس بیٹھک کا میزبان ہے وہ عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر ہے لیکن اس کا کوئی علم نہیں ہو سکا کہ یہ کون ہے؟ وہ مجہول ہے امام بخاری اور ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر کیا ہے مگر کسی قسم کی جرح وتعدیل ذکر نہیں کی لہٰذا سوالات اٹھتے ہیں کہ یہ کہاں اور کون تھا؟ یہ مجلس کب منعقد ہوئی؟ اور اگر اس روایت کے آخری الفاظ اسی کے ہیں تو بحیثیت راوی اس کا کیا حکم ہے؟

پھر بعض روایات میں کلثوم بن جبیر سے روایت کرنے والا عبداللہ بن کلثوم ہے یہ بھی مجہول ہے اسی طرح کلثوم بن جبیر سے روایت کرنے والا ایک دوسرا شخص الحسن بن دینار ہے جس کے متعلق علماء فن کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

((قال ابن حبان: تركه وكيع و ابن المبارك فاما احمد و يحي فكانا يكذبانه، وقال الفلاس : اجمع أهل العلم بالحديث انه لا يروى عن الحسن بن دينار وقال ابوحاتم: متروك الحديث كذاب وقال ابوداؤد: ليس بشئى، وقال النسائى: ليس بثقة ولا يكتب حديثه، وقال الجوزجانى: ذاهب الحديث وقال الساجى: كان يتهم ويكثر الغلط تركه وكيع وابن حنبل، وقال ابن سعد: ضعيف فى الحديث ليس بشئى، وقال ابن عدى: وقد اجمع من تكلم فى الرجال على ضعفه)) [1]

ائمہ جرح وتعدیل کے ان اقوال کی روشنی میں الحسن بن دینار کی حیثیت متعین کرنے

[1] لسان الميزان: ج 2 ص 205

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی مشکل نہیں رہتی، چنانچہ جس راوی کا یہ مقام ہو اور وہ ضعف میں آخری درجہ کذاب رکھتا ہوں تو اس کی روایت کو کیسے حجت اور دلیل بنایا جا سکتا ہے؟

اسی طرح ایک روایت میں ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن السندی ہے جس کو اکثر علماء فن اور ائمہ جرح وتعدیل نے ضعیف کہا ہے جبکہ امام بخاری اور الساجی نے منکر الحدیث کہا ہے۔ [1]

پھر اس میں انقطاع بھی ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

((وهذا منقطع وابو معشر فيه تشيع مع ضعفه وفي هذه الزيادة تشنيع صعب)) [2]

''یہ منقطع ہے اور ابو معشر میں ضعف کے ساتھ تشیع بھی ہے بالخصوص اس روایت میں جو زیادت ہے وہ بہت سخت عیب ہے۔''

الغرض جملہ اسانید میں کسی نہ کسی علت کی بنا پر مجموعی طور پر یہ روایت قابل حجت نہیں اور معنوی طور پر بھی درست نہیں کہ جو شخص ایک طرف ((وألا ان دمائكم واموالكم عليكم حرام)) ارشاد پیغمبر ﷺ سناتا ہے اس سے کیسے ممکن ہے کہ وہ خود حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے خون مسلم کی حرمت کو پامال کرے اور جو شخص ((لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض)) کو بیان کرتا ہے وہ خود کیسے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا خون ناحق بہا سکتا ہے؟ لہٰذا اس روایت سے حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل متعین کرنا درست نہیں۔

نتائج کا جائزہ

ان تمام روایات میں نفس مسئلہ کا اصل کردار حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کا اصل نام یسار بن سبع الجہنی ہے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور عام اصحاب تراجم نے ان کو صحابی لکھا ہے مگر کسی نے ان کو صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت الرضوان میں شریک اصحاب الشجرۃ میں سے نہیں لکھا البتہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

---

[1] التهذيب: ج 10 ص 421 [2] الاصابه: ج 7 ص 148

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((وقد قيل: انه من أهل بيعة الرضوان، ذكر ذلك ابن حزم)) ❶

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

((وذكر ابن حزم ان عمار بن ياسر قتله ابو الغادية ممن بايع تحت الشجرة وان ابا الغادية هذا من السابقين)) ❷

یہی بات امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہی ہے:

((يقال: شهد الحديبية وله احاديث مسندة)) ❸

معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے بھی صرف امام ابن حزم رحمہ اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے۔

لیکن معلوم رہے کہ انہوں نے بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے جس پر سند ملے بغیر اعتماد نہیں کیا جا سکتا جبکہ ان کے متعلق یہ تو موجود ہے کہ وہ شام کے شاہسواروں میں سے تھے تاہم وہ شرف صحبت سے کب سرفراز ہوئے یہ تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ امام بخاری نے ان کی وفات 70/90ھ کے درمیان لکھی ہے۔

ان حضرات کے علاوہ حافظ ابن عبدالبر نے حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کو اصحاب الشجرۃ میں ذکر کیا ہے نہ ابن الاثیر نے، یہاں تک کہ حافظ الذہبی نے جب تاریخ الاسلام ج 4 ص135 میں ان کا ذکر کیا تو یہ بات نہیں لکھی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درست بات یہی ہے کہ حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ اصحاب الشجرہ میں سے نہیں۔

پھر حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ سے بعید ہے کہ ایک طرف تو وہ ((لا ترجعوا بعدی كفارا۔۔۔)) حدیث بیان کریں اور دوسری طرف وہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کریں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور سب وشتم

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو اگر قتل کیا ہے تو اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سب وشتم

❶ منهاج السنة: ج 6 ص205 ❷ ايضاً: ج7 ص56 ❸ السير: ج 2 ص544

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے، سب وشتم کی کوئی تفصیل ذکر نہیں ہوئی صرف سب وشتم کا لفظ ہے جس سے تنقید بھی مراد ہوسکتی ہے البتہ ایک لفظ نعثل ذکر ہوا جبکہ بعض روایات میں معقل کا لفظ ہے نعثل کا معنی عمر رسیدہ اور بے وقوف بھی کیا جاتا ہے لیکن آپ دیکھ چکے ہیں کہ جن روایات میں یہ لفظ ہے وہ صحیح نہیں ہیں اگر ان کو صحیح تسلیم بھی کرلیا جائے تو پھر دو پہلوؤں سے دیکھنا بھی ضروری ہے۔

ایک خود حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی نسبت سے، کہ جن کے متعلق آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ماخیر عمار بین أمرین الا اختار ارشد هما)) [1]

''یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جب دو معاملات درپیش ہوں تو وہ دونوں میں سے زیادہ درست کو اختیار کرتے ہیں۔''

پھر ان ہی روایات میں ذکر ہے کہ ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔((انا کنا نعد عمار بن یاسر فینا حنانا)) ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو اپنے سے بہتر اور بڑا نرم خو اور غمخوار شمار کرتے تھے۔

اگر حضرت عمار رضی اللہ عنہ ایسے تھے اور یقیناً ایسے ہی تھے تو پھر ان سے کیسے توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کریں جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کی تنقید بھی ثابت نہیں چہ جائیکہ وہ سب وشتم کریں۔

بالخصوص جب حضرت علی رضی اللہ عنہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کے دوران اپنے صاحبزادگان کو ان کی حفاظت کے لیے مقرر فرمائیں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ ان کو سب وشتم ہی نہیں بلکہ قتل کرنے کا ارادہ کریں۔ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟

پھر اگر حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ ایسے الفاظ سننا گوارہ نہیں کرتے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے تو بالاولیٰ مستبعد ہے کہ وہ اپنی جلالت قدر اور سبقت ایمانی کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اور السابقون الاولون میں سرفہرست صحابی کو سب وشتم کریں۔

اور اگر بالفرض انہوں نے ایسا کچھ کہا تو کیا ایسا کہنا کسی کو حلال الدم کرتا ہے؟ بالخصوص

---

[1] ترمذی : 3799، ابن ماجه : 149، احمد: ج 6 ص 113 صحیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب خود حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے مال و جان کی حرمت پر خطبہ نبوت نقل کرتے ہیں۔ شاید اسی پس منظر میں خود راوی قصہ کہتا ہے:

((فلم أر رجلا ابين ضلالة عندی منه انه سمع النبی ﷺ ماسمع ثم قتل عمارا))

''اس سے بڑی گمراہی کیا ہوسکتی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کا۔ حرمت جان پر۔ ارشاد بھی سنتا (بلکہ نقل کرتا) ہے پھر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرتا ہے۔''

بلکہ دوسری روایت میں یہ بھی کہا:

((وأي يد كفتاه يكره أن يشرب فی اناء مفضض وقد قتل عمار بن ياسر؟))

''یعنی اس قدر نیک اور متقی کہ چاندی لگے برتن میں پانی پینا ناپسند کرنے والا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرتا ہے؟''

گویا یہ خارج از امکان ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل اس کردار کا حامل۔ حضرت ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ۔ ہو، شاید اسی لیے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''قاتل عمار فی النار'' والی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

((وهذا شئی عجيب، فان عمارا قتله ابو الغادية)) [1]

''یہ روایت عجیب ہے کہ اگر عمار کا قاتل جہنمی ہے۔ جبکہ ان کو قتل کرنے والے ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ ہیں۔''

یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے والے حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ ہیں تو وہ جہنمی کیسے ہوئے؟ یعنی دو میں سے ایک ضرور غلط ہے کہ یا تو عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل پر جہنم کی وعید غلط ہے یا پھر ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہونا غلط ہے۔ ہمارے خیال میں اس حدیث کی صحت وضعف سے قطع نظر مطلق قاتل عمار رضی اللہ عنہ اس وعید کا مصداق ہے جبکہ بالتعین ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ حضرت

[1] میزان الاعتدال: ج 1 ص 489

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مورخین اور اصحاب تراجم نے حضرت ابوالغادیہ رضی اللہ عنہ کا تعارف کرواتے ہوئے ان کو صحابی یا پھر اصحاب الشجرۃ میں سے تو لکھا ہے مگر ان کو قاتل عمار نہیں لکھا۔ اور نہ مذکورہ روایات میں ان کو قاتل قرار دیا گیا ہے۔ اور جن روایات میں کوئی ایسی بات ہے تو وہ ضعیف اور نا قابل استدلال ہیں۔

چہ باید کرد

مورخین کے ان دونوں اقوال میں یہ تو واضح ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اسی جنگ صفین میں شہید ہوئے تو ظاہر ہے ان کو شہید کرنے والا بھی تو کوئی ہے؟ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہم کسی کو بلا دلیل ہی متعین کریں اور اکثر ایسے معرکوں اور جنگوں میں ہوتا ہے کہ قاتل معلوم اور متعین نہیں ہوتا یہاں بھی معاملہ کچھ ایسا ہی ہے کہ جن مورخین نے حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کو قاتل عمار متعارف کرایا ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، محض قیل وقال ہے اگرچہ ذکر کو عدم ذکر پر ترجیح ہوتی ہے مگر یہ اصول وہاں ہے جہاں ذکر صحیح ثابت ہو یا پھر کم از کم عدم ذکر کی ترجیح پر کوئی دلیل یا قرینہ نہ ہو یہاں آپ دیکھ رہے ہیں کہ نہ صرف کہ عدم ذکر کی ترجیح بوجوہ راجح ہے مگر ذکر محض بلا دلیل ایک مفروضہ ہے ایسے میں یہ کہنا بالکل قرین حقیقت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ ان لوگوں میں سے کوئی شخص ہے جو اصل یہ فتنہ وفساد اور قتال و جدال کا سبب تھے چنانچہ ایک طرف اگر بعض ضعیف روایات میں حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہونے کا اعتراف یا ذکر ہے تو دوسری طرف بعض روایات میں یہ بھی ذکر ہے کہ براہ راست قاتل کوئی اور تھا جیسا کہ ایک روایت میں ابو الغادیہ بتاتے ہیں:

((حملت على عمار بن ياسر يوم صفين فدفعته فألقيته عن فرسه وسبقني اليه رجل من أهل الشام فاحتز رأسه))

''میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے انہیں گھوڑے سے گرایا تو ایک شامی نے آگے بڑھ کر ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس پر انعام لینے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہمیں ((تقتلك الفئة الباغية)) حدیث سنائی تو۔

((فتركته من يدى فقلت لم أقتله وتركه صاحبى من يده فقال لم أقتله)) ❶

''میں نے ان کے سر مبارک کو چھوڑتے ہوئے کہا میں نے ان کو قتل نہیں کیا تو دوسرے نے بھی ان کے قتل سے انکار کر دیا۔''

جبکہ ایک روایت میں ہے کہ عقبہ بن عامر الجہنی، عمر بن الحارث الخولانی اور شریک بن سلمہ المرادی تینوں حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوئے تو آپ نے فرمایا:

((أنا على الحق وانتم على الباطل، فحملوا عليه جميعا فقتلوه وزعم بعض الناس ان عقبة بن عامر هو الذى قتل عمارا وهو الذى كان ضربه حين أمره عثمان بن عفان ويقال بل الذى قتله عمر بن الحارث الخولانى)) ❷

''میں حق پر ہوں اور تم باطل پر ہو تو انہوں نے اکٹھے ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل عقبہ بن عامر ہے اور یہ وہی ہے جن کو مارنے کا حکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل عمر بن الحارث الخولانی ہے۔''

دوسری طرف احنف بن قیس کہتے ہیں:

((ثم حمل عمار بن ياسر عليهم فحمل عليه ابن جوى السكسكى وابو الغادية الفزارى فأما ابو الغادية فطعنه واما ابن جوى فاحتز رأسه)) ❸

---

❶ تاريخ دمشق: ج 24 ص 119

❷ تاريخ دمشق: ج 24 ص 118، انساب الاشراف: ج 1 ص 194 ❸ البدايه: ج 7 ص 268

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے مخالفین پر حملہ کیا تو جواب میں ابن جوی اور ابو الغادیہ نے ان پر حملہ کیا، ابو الغادیہ کے نیزہ سے آپ زخمی ہو گئے جبکہ ابن جوی نے آپ رضی اللہ عنہ کا سر تن سے جدا کر دیا۔''

ان روایات سے درج ذیل موقف سامنے آتے ہیں:

1۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل ابو الغاویہ ہے۔

2۔ ابو الغاویہ کے حملہ سے وہ زخمی ہوئے مگر قاتل ابن جوی ہے۔

3۔ قتل میں براہ راست تین آدمی شریک تھے کسی ایک کا تعین نہیں۔

4۔ قتل میں ابو الغادیہ اور ایک دوسرا شامی شریک ہے۔

5۔ قاتل عقبہ بن عامر ہے۔

6۔ قاتل عمر بن الحارث الخولانی ہے۔

7۔ ایک قول ہے کہ ان کے قتل میں پانچ آدمی شریک تھے سب کا دعوی تھا کہ میں نے ان کو شہید کیا ہے۔

ان اقوال و مواقف میں سے سب سے مشہور پہلا قول ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((وقيل كان مع معاوية بعض السابقين الاولين وان قاتل عمار بن ياسر هو ابو الغادية و كان ممن بايع تحت الشجرة، هم السابقون الاولون ذكر ذلك ابن حزم وغيره)) [1]

''یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بھی بعض السابقون الاولون تھے جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قاتل ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے۔ اور بیعت رضوان والے بھی السابقون الاولون ہیں۔ ابن حزم وغیرہ نے یہی ذکر کیا ہے۔''

---

[1] منهاج السنة: ج 6 ص 333

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کے اس عزاز پر ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ ان کے ترجمہ میں محمد بن حبیب شیعی نے لکھا ہے:

((وروی انہ قاتل عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ویقال ان الذی قتلہ حوی بن ماتع السکسکی۔۔۔۔ وذکروا انہ شرك فی قتل عمار رحمہ اللہ خمسة نفر کلهم یدعی قتله، فکان ابو الغادیة الذی حزرأسه)) ❶

روایت کیا گیا ہے ابو الغادیہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کو قتل کرنے والا حوی بن ماتع سکسکی ہے..... اور (مورخین) ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل میں پانچ اشخاص شریک تھے اور سبھی کا دعوی تھا کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے جبکہ ابو الغادیہ نے ان کا سر مبارک تن سے جدا کیا تھا۔

البتہ یہاں یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کی طرف قتل عمار رضی اللہ عنہ کی نسبت ابن تیمیہ کا موقف ہے کہ ابن حزم کا؟ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیخ الاسلام کا موقف ہے کیونکہ ابن حزم نے تو واضح طور پر لکھا ہے:

((حوی بن ماتع بن زرعه۔۔۔ من بنی عامر بن السکاسك، وهو قاتل عمار بن یاسر)) ❷

''یعنی حوی بن ماتع السکسکی وہی ہے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے۔''

علامہ بلاذری نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بات کرتے ہوئے نقل کیا ہے:

((وکان الذی قتل عمارا، ابو الغادیة المرادی، طعنه برمح، فسقط۔۔۔۔ ولما وقع، أکب علیه رجل آخر فاحتز رأسه، فاختصما فیه)) ❸

''گویا کہ ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ نے وار کر کے زخمی تو کیا ہے مگر براہ راست قاتل کوئی

---

❶ المحبر: ص 296 ❷ جمهرة: ص 432

❸ انساب الاشراف: ج1 ص194

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آدمی ہے۔"

چنانچہ الکلبی کا بھی قول ہے:

((يقول أهل الشام: ان الذى قتل عمارا: حوى ابن ماتع بن زرعة بن يحض السكسكى، من كندة، قال: وغيره يقول: قتله ابو الغادية المرى)) [1]

"یعنی اہل شام کہتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل حوی بن ماتع السکسکی الکندی ہے جبکہ دوسرے کہتے ہیں قتل کرنے والا ابو الغادیہ ہے۔"

اس صورتحال بلکہ حقائق کے تناظر میں خلاصہ کلام کے طور پر ہم اس کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ متعین طور پر قاتل کون ہے؟ یہ روایات صرف کہ اسنادی اور معنوی طور پر قابل احتجاج واستدلال نہیں اور اس قدر مختلف بلکہ متضاد ہیں کہ بقول داغ۔

کس کا یقین کیجیے کس کا یقین نہ کیجیے
لائے ہیں اس کی بزم سے یار خبر الگ الگ

جبکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا قاتل حضرت ابو الغادیہ رضی اللہ عنہ کی بجائے اس گروہ کا کوئی شر پسند اور فتنہ پرور ہے جن کے متعلق بجا طور پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جیسے دھاۃ العرب، دور اندیش، زیرک اور صاحب بصیرت و فراست شخص نے اشارہ کیا تھا کہ اس روایت کا مصداق ومظہر ((قاتله و سالبه))وہ شخص ہے جو براہ راست اس جرم کا ذمہ دار ہے محض جنگ میں شمولیت اور عملی شرکت اس ذمہ داری پر دلیل نہیں اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ ان الفاظ میں کیا گیا تھا((الذين اخرجوه)) اور یہ وہی اہل کوفہ وخوارج کا گروہ تھا جو اس قتال وجدال کی آگ کو بھڑکا کر ((داعى الى النار)) بلکہ فی النار کا مصداق ومظہر بنا۔

ہمارا تجزیہ

بلاشبہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم بالخصوص جنگ جمل وصفین کے قضیہ میں

[1] انساب الاشراف: ج 1 ص 194

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑی بنیادی اہمیت رکھتی ہے اس میں بعض لوگ افراط وتفریظ کا شکار ہو کر جادہ مستقیم سے پھسل جاتے ہیں لہٰذا اصوب و اسلم موقف وہی ہے جسے جمہور اہلسنت نے اپنایا ہے کہ سکوت و توقف کیا جائے اور قرآن کریم کے بیان کردہ مراتب ثلاثہ میں سے کم از کم آخری مرتبہ کا حقدار تو بننا چاہیے کہ:

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (البقرہ: 134)

محض تاریخ پر اپنی تحقیق وتدقیق کی بنیاد رکھ کر اپنے ایمان کی تحریق کوئی دانشمندی نہیں۔

حضرت امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کی یہ نصیحت بھی بڑی کارآمد ہے جو آپ نے اسی قسم کا سوال کرنے والے کو فرمائی کہ:

((رب معاوية رب رحيم وخصم معاوية خصم كريم فما دخولك بينهما)) [1]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا رب بڑا رحیم ہے جبکہ ان کا مخالف (حضرت علی رضی اللہ عنہ) بڑا فیاض اور صاحب کرم ہے لہٰذا تم ان دونوں میں کیوں پڑتے ہو؟

جلیل القدر تابعی خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز اُموی رحمہ اللہ بتاتے ہیں کہ مجھے خواب میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حاضر ہیں۔ میں سلام عرض کر کے بیٹھ گیا تو اتنے میں حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کو حاضر خدمت کیا گیا۔ پھر ان دونوں کو ایک کمرہ میں بند کر کے دروازہ لگا دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں میں یہ منظر دیکھتا ہوں کہ:

((فما كان أسرع من أن خرج علي وهو يقول: قضى لي ورب الكعبة، ثم ما كان بأسرع من أن خرج معاوية وهو يقول: غفر لي ورب الكعبة)) [2]

---

[1] الفتح: ج 13 ص 108 [2] البدایہ: ج 7 ص 130

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''حضرت علی رضی اللہ عنہ جلدی سے باہر تشریف لاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کعبہ کے رب کی قسم میرے حق میں فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جلدی سے نمودار ہوتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کعبہ کے رب کی قسم، مجھے معاف کر دیا گیا۔''

حقیقت یہ ہے کہ ان معاملات پر ہم بھی بڑے بوجھل دل سے لکھتے ہیں اور محض ((الدین النصیحة)) کے تحت اس نصیحت کو آگے پہنچاتے یا سلف صالح کے موقف کی ترجمانی میں قلم اُٹھاتے ہیں تاکہ شکوک وشبہات اور اوہام و وساوس کا ازالہ کر کے جادہ مستقیم کی راہنمائی ہو سکے۔ اسی جذبہ سے ہم نے حدیث عمار رضی اللہ عنہ پر گزشتہ سطور میں تجزیاتی گفتگو کی ہے جو نہ حرفِ آخر ہے اور نہ خطأ ونسیان سے مبرأ، البتہ یہ نیت ہے: ((معذرة الی ربکم ولعلهم یتقون)) تاہم اس بحث کو ہم خلاصہ کلام کے طور پر سمیٹے ہوئے عرض گزار ہیں کہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ کے دو پہلو ہیں۔

1۔ نفس حدیث 2۔ تعین فئہ باغیہ

نفس حدیث کی حد تک تو یہ بات واضح اور متحقق ہے کہ اس کا پہلا حصہ ((تقتلك الفئة الباغة)) صحیح ہے البتہ دوسرا حصہ ((یدعوهم الی الجنة ویدعونه الی النار)) اسنادی اور معنوی طور پر صحیح اور ثابت نہیں جس کی تفصیل ہم ذکر کر چکے ہیں۔

البتہ یہ سوال اپنی جگہ باقی رہتا ہے کہ پھر بطور قاتل ((الفئة الباغية)) کون ہے اس سوال کے جواب میں بطور خلاصہ چند امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

1۔ فریقین اجتہادی طور پر خود کو برحق سمجھتے تھے۔

2۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو اصطلاحی بغاوت کا مرتکب قرار دے کر حدیث عمار رضی اللہ عنہ کا مصداق قرار نہیں دیا جا سکتا۔

3۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس محاربت میں خود کو خلیفہ قرار نہیں دیا جبکہ بعد ازاں خلیفہ بنے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں دستبردار ہو کر ان کی خلافت کو قبول کیا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ان کی بیعت کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4۔ دونوں طرف نہ صرف جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم تھے بلکہ طرفین ہی کے لوگ ایک دوسرے کے متعلق حسن ظن اور ایمان و اسلام کی بنیاد پر ترحم کے جذبات رکھتے تھے۔

5۔ اصل نزاع تو قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی یہ چاہتے تھے حکمت و مصلحت فوری قصاص میں تاخیر کا سبب رہی جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی سطح پر مصلحت وحکمت اسی میں سمجھتے تھے کہ فوری قصاص ہوتا کہ نفاذ حدود کے ساتھ اس فتنہ و شر کو فوراً ختم کر دیا جائے اس پہلو سے دیکھا جائے تو ان حضرات کا موقف فراست وحکمت کے اقرب معلوم ہوتا ہے جبکہ استحقاق خلافت اور امور سلطنت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اقرب الی الصواب تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے:

((لأن المعروف من مذهب ابی بكرة انه كان على رأی عائشة فی طلب الا صلاح بين الناس ولم يكن قصدهم القتال، لكن لما انتشبت الحرب لم يكن معها بدمن المقاتلة۔۔۔۔۔ ويدل لذلك أن أحدا لم ينقل أن عائشة ومن معها نازعوا عليا فی الخلافة ولادعوا أحد ليولوه الخلافة، وانما انكرت هی ومن معها على على منعه من قتل قتلة عثمان وترك الاقتصاص منهم وكان على ينتظر من أولياء عثمان ان يتحاكموا اليه، فاذا ثبت على احد بعينه انه ممن قتل عثمان اقتص منه، فاختلفوا بحسب ذلك، وخشی من نسب اليهم القتل أن يصلحوا على قتلهم فانشبوا الحرب بينهم الى ان كان ماكان)) [1]

''یعنی حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ لوگوں میں صلح جوئی کا وہی موقف رکھتے تھے جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا ورنہ ان کا ارادہ جنگ و جدال نہ تھا

[1] الفتح: ج 13 ص 70

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب جنگ شروع ہوگئی تو پھر اس میں ملوث ہونے کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا..... اس کی دلیل یہ ہے کہ کسی نے بھی یہ ذکر نہیں کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف خلافت پر تھا اور نہ ہی ان میں سے کسی نے خلافت کا دعوی کیا۔ البتہ ان کا اختلاف اس پر تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص کیوں نہیں لیتے۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس انتظار میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ورثاء میرے پاس مقدمہ لائیں جب قاتل متعین ہو جائے تو ان سے قصاص لیا جائے گا، بس اختلاف کی نوعیت یہی تھی۔ دوسری طرف جن کو اندیشہ اور خطرہ تھا کہ قتل کا سراغ ہم تک پہنچ گیا تو یہ قصاص میں ہمارے قتل پر متفق ہو جائیں گے اُنہوں نے خود کو بچانے اور محفوظ کرنے کے لیے طبل جنگ بجا دیا۔''

ایسی ہی کیفیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے بحوالہ طبری یہ بھی نقل کیا ہے کہ:

((فقال اصحابه: والله مازيد قتالهم الا ان يقاتلوا وما خرجنا الا للاصلاح..... وفيها أن أول ما وقعت الحرب ان صبيان العسكرين تسابوا ثم تراموا ثم تبعهم العبيدثم السفهاء فنشبت الحرب)) [1]

''یعنی اُنہوں نے کہا کہ ہم ان سے لڑائی کی بجائے صلح چاہتے ہیں..... مگر لڑائی یوں شروع ہوگئی کہ دونوں طرف سے چند نوجوان آپس میں گالی گلوچ کرتے ہوئے ایک دوسرے پر تیر اندازی کرنے لگے جس میں کچھ غلام بھی شریک ہو گئے پھر نادانوں نے قدم اُٹھایا تو قتل و غارت کا میدان گرم ہو گیا۔''

گویا کہ یہ جنگ بالقصد نہ تھی مطالبہ قصاص کے تناظر میں ایک مخصوص طبقہ نے خود کو

[1] الفتح: ج 13 ص 71

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بچانے کی غرض سے یا ان کے ہاتھوں کچھ نادانوں نے استعمال ہو کر نوبت جنگ تک پہنچا دی۔

6۔ البتہ کچھ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے بھی تھے جو اس محاربت میں کسی نہ کسی فریق سے تعلق و ہمدردی کے باوجود عملی طور پر الگ تھلگ اور غیر جانبدار رہے جن میں حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت ابو بکرہ اور حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہم شامل ہیں یہ اگرچہ چند ایک صحابہ رضی اللہ عنہم تھے مگر سبھی اپنی جگہ متاول و ماجور تھے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((ومن ثم كان الذين توقفوا عن القتال فى الجمل وصفين أقل عددا من الذين قاتلوا وكلهم متأول مأجور ان شاء الله)) [1]

''یعنی فریقین کی طرف سے محاربت میں شامل لوگوں کے ساتھ کچھ ایسے بھی تھے جو جنگ جمل وصفین سے الگ رہے وہ اگرچہ ان جنگوں میں شریک حضرات کی نسبت کم تھے جبکہ جنگوں میں شامل ہونے والے اور غیر جانبدار رہنے والے سبھی تأویل کرنے والے اور اجر پانے والے ہیں۔ ان شاء اللہ۔''

اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام طبری کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

((اختلف السلف فحمل ذلك بعضهم على العموم وهم من قعد عن الدخول فى القتال بين المسلمين مطلقا كسعد و ابن عمر و محمد بن مسلمة وابى بكرة فى آخرين وتمسكوا بالظوهر المذكورة وغيرها)) [2]

''یعنی مذکورہ احادیث کو عموم پر محمول کرتے ہوئے بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسلمانوں کے اس باہمی قتال و جدال سے بالکل لاتعلق رہے جیسا کہ حضرت سعد، حضرت ابن عمر، حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت ابو بکرہ وغیرھم رضی اللہ عنہم ہیں۔''

---

[1] الفتح: ج 13 ص 42 [2] الفتح: ج 13 ص 39

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مزید فرماتے ہیں:

((والحق حمل عمل كل أحد من الصحابة المذكورين على السداد فمن لابس القتال اتضح له الدليل ببثوت الأمر بقتال الفئة الباغية وكانت له قدرة على ذلك ومن قعدلم يتضح له أي الفئتين هي الباغية واذا لم يكن له قدرة على القتال)) ❶

''حق یہ ہے کہ مذکورہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے موقف کو درست تسلیم کیا جائے کہ جن پر دلیل سے واضح ہو گیا کہ فلاں فئہ باغیہ ہے تو انہوں نے طاقت رکھی تو قتال میں شریک ہو گئے اور جن پر واضح نہ ہوا کہ فئہ باغیہ کون ہے تو وہ الگ تھلگ رہے کہ انہیں جنگ کی طاقت و جواز نہ تھا۔''

اسی طرح فرماتے ہیں:

((فمنهم من اثر السلامة واعتزال الفتن كسعد و محمد بن مسلمة وابن عمر في طائفة ومنهم من باشر القتال وهم الجمهور)) ❷

''کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سلامتی کو ترجیح دیتے ہوئے فتنوں سے الگ رہے جیسا کہ حضرت سعد، محمد بن مسلمہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے جبکہ اکثر جنگ میں شریک ہوئے۔''

بلکہ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

((وانما كان رأيه الكف وفا قالسعد بن ابی وقاص و محمد بن مسلمة وعبدالله بن عمروغيرهم وهذا لم يشهد صفين مع معاويه ولا علی)) ❸

''یعنی حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی رائے بھی حضرت سعد، حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی موافقت میں غیر جانبداری اور سکوت کی تھی اسی لیے

❶ الفتح: ج 13 ص53 ❷ الفتح: ج 13 ص51 ❸ الفتح: ج 13 ص70

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کے ساتھ تھے نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔''

بلکہ اُنہوں نے تو حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کو بھی اس جنگ میں شمولیت سے روکا چنانچہ وہ اس کے علاوہ دیگر جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔

جبکہ حدیث ((ولعل الله ان يصلح به بين فئتين من المسلمين)) کے تحت فرماتے ہیں:

((واستدل به على تصويب رأى من عقد عن القتال مع معاوية وعلى وان كان محلي أحق بالخلافة واقرب الى الحق، وهو قول سعد بن ابي وقاص وابن عمر ومحمد بن مسلمة وسائر من اعتزل تلك الحروب)) [1]

''یعنی اس حدیث سے ان لوگوں کی رائے درست ہونے پر استدلال کیا گیا ہے جو اس قتال و جدال سے الگ رہے وہ حضرت معاویہ کے ساتھ تھے نہ حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ، اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حقدار اور حق کے قریب تھے حضرت سعد، حضرت ابن عمر اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم جیسے ان سب صحابہ کا یہی موقف تھا جو ان جنگوں سے علیحدہ رہے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے حدیث ((اللهم اني أحبهما فأحبهما)) [2] ''اللہ میں ان دونوں (حضرت حسن و اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما) سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان کو اپنا محبوب بنا لے۔'' کے تحت فرماتے ہیں:

((وهذا أحبه وأحب أسامة بن زيد ودعا لهما فان كلاهما كان يكره القتال في الفتنة، فأما أسامة فلم يقاتل لامع على ولامع معاوية والحسن كان دائما يشير على على بترك القتال)) [3]

---

[1] الفتح: ج 13 ص 83 [2] بخاری: رقم 3747

[3] منهاج السنة: ج 4 ص 40

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما سے محبت کی اور ان کے لیے دعا بھی فرمائی۔ یہ دونوں اس قتال فتنہ کو ناپسند کرتے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا، جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیتے رہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

((اکثر الصحابة لم یوافقوه علی هذا القتال، بل أکثر أکابر الصحابة لم یقاتلوا لامع هولاء ولا مع هولاء)) [1]

''اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موافقت نہیں کی بلکہ اکثر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔''

بلکہ شیخ الاسلام تو فرماتے ہیں کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لخت جگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا موقف نہ صرف امت محمدیہ اور ملت اسلامیہ کے حق میں بہتر تھا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بالآخر اس موقف ہی کو پسند کرتے ہوئے اپنے پہلے موقف پر افسوس کا اظہار فرمایا چنانچہ ان کے الفاظ ہیں:

((وقد دل الواقع علی ان رأی الحسن کان انفع للمسلمین لما ظهر من العاقبة فی هذا وفی هذا-----وعلی رضی اللہ عنہ فی آخر الأمرین تبین له ان المصلحة فی ترك القتال أعظم منها فی فعله---- لله درمقام قامه عبدالله بن عمر وسعد بن مالك، ان کان برا ان أجره لعظیم وان کان اثما ان خطاء لیسیر---- یاحسن، یاحسن ما ظن أبوك الأمر یبلغ الی هذا وودأبوك لومات قبل هذا بعشرین سنة)) [2]

---

[1] منهاج السنه: ج6 ص333

[2] منهاج السنة: ج 1 ص 145، ج 4 ص535، ج6 ص44، ج6 ص20، ج 8 ص145، ج 6 ص209، مجموع الفتاوی: ج 4 ص440

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی واقعات وحالات اور نتائج وثمرات نے ثابت کیا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے اور موقف مسلمانوں کے لیے زیادہ نفع بخش اور سود مند تھا..... اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی آخر کار واضح ہو گیا کہ جنگ و جدال میں الجھنے کی بجائے قتال و جدال سے اجتناب ہی میں مصلحت تھی..... (اور انہوں نے فرمایا) اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر اور سعد بن مالک رضی اللہ عنہما کو جزاء خیر دے، ان کا (جنگ سے الگ تھلگ رہنے کا) فیصلہ اگر نیک تھا تو بڑے اجر کا حقدار ہے اور اگر گناہ بھی ہے تو یہ (نقصان کے مقابلہ میں) بہت معمولی غلطی ہے .....اے حسن رضی اللہ عنہ، اے حسن رضی اللہ عنہ تمہارے والد رضی اللہ عنہ کو اندازہ نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا۔ تیرے والد تو چاہتے ہیں کہ وہ آج سے بیس سال قبل فوت ہو جاتے۔''

7۔ ان تین طبقات کے ساتھ ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو دونوں طرف اخلاص و استحقاق کی بجائے نفاق و افتراق کی بنا پر شریک تھا جس کی خواہش تھی کہ یہ دونوں گروہ آپس میں لڑتے رہیں دراصل یہی طبقہ اور گروہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے اور غلط فہمیاں پیدا کر کے خون ریزی کا سبب بنا اور یہی گروہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ میں مذکور ((الفئة الباغية)) کا مصداق و مظہر ہے۔

اس صورتحال کو سمجھنے کے لیے درج ذیل روایات کا مطالعہ ضروری ہے۔

1۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں برسر منبر فرمایا:

((ان عائشة قد صارت الى البصرة، والله انها لزوجة نبيكم فى الدنيا والآخرة)) [1]

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی طرف روانہ ہوئی ہیں، بخدا وہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا و آخرت میں بیوی ہیں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں:

---

[1] بخاری : ص 7100

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((ومراد عمار بذلك ان الصواب فی تلك القصة كان مع علی وأن عائشة مع ذلك لم تخرج بذلك عن الاسلام ولا ان تكون زوجة النبی ﷺ فی الجنة، فكان ذلك يعد من انصاف عمار وشدة ورعه، وتحريه قول الحق)) ❶

''یعنی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ برحق تھے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے مخالف ہونے کے باوجود نہ صرف کہ اس مخالفت سے اسلام سے خارج نہیں بلکہ وہ جنت میں نبی اکرم ﷺ کی اہلیہ ہوں گی یہ تبصرہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے انصاف اور انتہائی تقوی کے ساتھ تلاش حق کی دلیل ہے۔''

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

((سمع عمار رجلا يسب عائشة فقال : اسكت مقبو حا منبو حا والله انها لزوجة رسول الله ﷺ فی الدنيا والآخر ة)) ❷

''حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سب وشتم کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: تم لعنتی اور مردود ہو، اللہ کی قسم وہ دنیا اور آخرت میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں۔''

2۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے اہل کوفہ کو تیار کرنے کے لیے کوفہ گئے تو ان کے پاس حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور ان کے موقف پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا جس پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے موقف یعنی اس محاربت سے لاتعلقی کو ناپسند قرار دیا۔ مگر جب وہاں سے فارغ ہو کر نماز جمعہ کے لیے جانے لگے تو حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا:

((يا غلام هات حلتين فأعطى احداهما ابا موسىٰ والأخرى عمارا

❶ الفتح: ج 13 ص 73 ❷ البدايه: ج 7 ص 237

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقال: روحافيه الى الجمعة)) ❶

''دو گاؤن (اور کوٹ) لایئے، (جب وہ لایا تو) آپ نے ایک حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور دوسرا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا یہ پہن کر جمعہ کے لیے جائیں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابومسعود عقبہ بن عامر انصاری رضی اللہ عنہما اپنی جگہ پر احادیث کی روشنی میں توقف اور اس لڑائی سے علیحدگی کا موقف رکھتے تھے جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ قتال الباغین کی بنا پر جنگ میں شریک تھے مگر دونوں گروہ ہی بر بنائے اجتہاد درست تھے امام ابن بطال رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

((فيما دار بينهم دلالة على أن كلا من الطائفتين كان مجتهدا ويرى الصواب)) ❷

''ان کی باہمی گفتگو دلیل ہے کہ دونوں گروہ اپنے اجتہاد میں خود کو درست سمجھتے تھے۔''

نیز دونوں ایک دوسرے کو مسلمان سمجھتے ہوئے باہمی محبت ومودت رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ تحفہ دیا بھی اور لیا بھی۔

3۔ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا:

((سيخرج قوم في آخر الزمان واحداث الاسنان سفهاء الا حلام يقولون من خير قول البرية، لا يجاوزهم ايما نهم حناجرهم، يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية، فاينما لقيتموهم فاقتلوهم، فان في قتلهم اجرا لمن قتلهم يوم القيامة وفي رواية ابى سعيد: قوم تحقرون صلاتكم مع صلاتهم، يقرؤون القرأن لا

❶ بخاری: 7105 ❷ الفتح: ج 13 ص 74

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يجاوزهم حلوقهم)) ❶

''آخر زمانہ میں نوعمر اور کم عقل لوگوں کی ایک جماعت ہوگی ان کا دعوی اور بات سب سے بہتر ہوگی مگر ان کا ایمان ان کے گلے سے آگے نہ ہوگا وہ دین سے اسی طرح باہر ہوں گے جیسے تیر اپنی کمان (یا شکار) سے نکل جاتا ہے تم ان کو جہاں بھی پاؤ انہیں قتل کردو، ان کو قتل کرنے سے قیامت کے دن اجر ملے گا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے اور وہ قرآن کریم تلاوت کریں گے لیکن وہ قرآن ان کے حلق سے آگے نہ جائے گا۔''

خوارج کا تعارف

حدیث مذکور میں جس گروہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اکثر محدثین نے مشارالیہ خوارج کو قرار دیا ہے لہٰذا آگے بڑھنے سے قبل خوارج کا تعارف مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ احادیث کے انطباق میں آسانی رہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان خوارج کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی روایت کیا ہے کہ:

((يقتلهم خيار أمتي هم شرار أمتي)) ❷

''یہ میری امت کے بدترین اور شریر لوگ ہوں گے جنہیں میری امت کے بہترین اور نیک لوگ قتل کریں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ:

((كان يراهم شرار الخلق وقال: انهم انطلقوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها على المومنين)) ❸

---

❶ بخاری : 6930-6931

❷ مختصر زوائد البزار: ج2 ص56، رقم: 1411، الفتح : ج 12 ص286

❸ بخاری مع الفتح: ج 12 ص286، باب قتل الخوارج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''آپ ان کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کفار کے متعلق نازل ہونے والی آیات کریمہ کو یہ لوگ اہل ایمان پر منطبق کرتے ہیں۔''

ان احادیث مبارکہ اور اس مفہوم کی دیگر روایات کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج کا یہ گروہ اور جماعت

1۔ پوری اُمت سے بدترین اور شریر وفسادی لوگ ہیں۔جنہیں اُمت کے بہترین لوگ قتل کریں گے۔

2۔ بظاہر ان کا دعوی اور دعوت بڑی اچھی اور بھلی ہوگی۔

3۔ مگر ان کا ایمان دل سے ہوگا نہ قبول ہوگا بلکہ وہ ایمان سے اسی طرح خارج ہوں گے جیسے تیر اپنے شکار (یا کمان) سے نکل جاتا ہے۔

4۔ بظاہر وہ اس قدر نیک ہوں گے اور خشوع وخضوع سے نمازیں پڑھیں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر سمجھو گے۔

5۔ قرآن کریم کی تلاوت کریں گے لیکن یہ قرآن کریم اُن کے حلق سے آگے نہ جائے گا اور وہ قرآنِ کریم کو سمجھیں گے وہ ہمارے حق میں ہے حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا وہ دعوت تو قرآن کی دیں گے لیکن ان کا قرآن کے ساتھ کوئی عملی تعلق نہ ہوگا۔

6۔ یہ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے۔

7۔ آخری زمانہ میں ہوں گے۔

8۔ ان کا آخری طبقہ دجال کے ساتھ ہوگا۔

9۔ بڑی عمدہ باتیں کریں گے لیکن کردار ان کا بُرا ہوگا۔

10۔ نوخیز کم عقل ہوں گے اور سر منڈوائیں گے۔

ایک روایت میں ان کی ایک علامت اور نشانی۔

((يحلقون رؤوسهم، فيهم ذوثدية)) [1]

---

[1] الفتح: ج12، ص295

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یہ ہوگی کہ وہ سرمنڈ وایں گے اور ان میں ذوثد یہ (نامی شخص) ہوگا۔''

اب ان علامات اور نشانیوں کی روشنی میں جب ہم اس گروہ اور جماعت کو تلاش کرتے اور تعین کرتے ہیں تو تاریخی دلائل وشواہد بتاتے ہیں کہ یہ خوارج کا گروہ تھا اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ خوارج تھے کہاں؟ ان کی ہمدردیاں یا منافقانہ رفاقت کس کے ساتھ تھی؟ اور انہوں نے خود کو کس کے سایہ میں چھپا رکھا تھا؟ کہ وہاں سے گھات لگا کر امت اسلامیہ میں فتنہ وفساد، قتال و جدال کی آگ بھڑکا کر اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے تھے تو اس کے لیے ہم خارجی حالات و واقعات اور داخلی شواہد و دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

(الف) چنانچہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ کچھ صبیان وسفہاء کی حرکتوں نے طبل جنگ بجایا اور ان روایات میں بھی اس فتنہ وفساد کے ذمہ داروں کو ((**احداث الاسنان، سفهاء الاحلام**)) سے تعبیر کیا گیا ہے گویا دونوں طرف میں یہ لوگ ایک سازش سے گھس کر فتنہ وفساد کی واردات ڈال رہے تھے۔

(ب) معلوم ہے کہ آج بھی تصوف کے سلاسل اربعہ میں سے تین کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کی جاتی ہے گویا تصوف اور صوفیاء کا یہ سلسلہ بھی بنیادی طور پر ان خارجی صوفیاء سے ملتا ہے۔ جنہوں نے زہد وتقوی کا لبادہ اوڑھ کر یہ فتنہ بپا کیا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خود کو منسوب کرنے والے باطنیہ وغیرھم آج بھی ان ہی علامات کے مظہر ہیں۔ یہاں تک کہ وہ سرمنڈ وا کر رکھتے ہیں جس کا پس منظر بتایا جاتا ہے کہ جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی۔ تحلیق الرأس۔ اپناتے تھے حالانکہ ان کا یہ عمل ایک خاص پس منظر میں تھا جس کی صراحت روایات میں ہے لیکن خوارج کا اس علامت کو اختیار کرنا محض ایک دھوکہ ہے۔ جس سے وہ تصوف عمومی کی طرح خود کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامی و ہمدرد اور محبت کرنے والے ثابت کرتے ہیں۔

(ج) روایات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ان میں ایک شخص۔ ذوثد یہ۔ ہوگا اس پورے قضیہ میں یہ شخص بڑا اہم ہے۔ اس کی تعیین وتشخیص اور کردار من وجہ فیصلہ کن ہے کیونکہ یہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص فتنہ خوارج کی اصل اور سرچشمہ ہے۔ ہر قسم کے فتنہ اور شر و فساد کی بنیاد اسی کا کر دار ہے اور یہی وہ بدنسل اور شام غریباں کی پیداوار ہے جس کا پیدا کردہ فتنہ آج تک پوری امت مسلمہ کے عقائد و اعمال کے ساتھ سیاست و اخلاق کی بربادی بلکہ انتشار و افتراق کا باعث ہے۔

احادیث و روایات میں اس شخص کا ذکر مختلف الفاظ سے ہوا ہے:

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے تو ((جاء عبدالله بن ذی الخویصرة التمیمی فقال اعدل یارسول الله، فقال: ویلك، ومن یعدل اذا لم اعدل)) [1]

''عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ انصاف کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ہلاکت ہو اگر میں انصاف نہیں کرتا تو پھر انصاف کون کرے گا؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا:

((دعوه فانه یکون له شیعة یتعمقون فی الدین)) [2]

''اسے رہنے دو، عنقریب اس کے شیعہ اور ساتھی ہوں گے جو دین میں بڑی شدت رکھیں گے۔''

بعض روایات میں ((ذوالخویصرہ)) ہے اسی طرح بعض نے دو مختلف واقعات کا اشارہ کیا ہے۔ کہ ابن ذی الخویصرہ اور ہے جبکہ ذوالخویصرہ اور ہے مگر علامت اور نام حرقوص متعین کرتا ہے۔ جبکہ ممکن ہے ایسی صورت میں دونوں جگہ اعتراض کرنے والا ایک ہی شخص ہو۔ جبکہ اسی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

((آیتهم رجل احدی یدیه أوقال ثدیه مثل ثدی المرأة اوقال مثل البضعة تدردر))

[1] بخاری: 6933 [2] البدایہ: ج 4 ص362

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ان کی علامت ایک ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ یا پستان، عورت کے پستان کی طرح گوشت کے ٹکڑے کی طرح حرکت کرے گا۔''

اسی بنا پر اس کو ((ذو الثدیه)) بھی کہا گیا ہے۔ گویا کہ ذوالخویصرہ اور ذوالثدیہ ایک ہی شخص ہے اور اسی کا نام حرقوص بن زہیر ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ:

((ویقال هو ذوالخویصرة الآتی۔۔۔۔۔۔ فیه اذجاء ه ذوالخویصرة التمیمی وهوحرقوص بن زهیر)) ❶

''یعنی ذوالثدیہ کو ذوالخویصرۃ بھی کہا گیا ہے اور اس روایت میں ہے کہ جب ذوالخویصرۃ تمیمی آیا اور وہ حرقوص بن زہیر ہے۔''

الغرض جملہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالخویصرہ ہو یا ذوالثدیہ، مراد اس سے حرقوص بن زہیر ہے جو اس گروہ کی علامت تھا، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((ولکن معنا ها وأصلها الذی تواطأت الروایات علیه صحیح لایشك فیه عن علی انه رواه عن رسول الله ﷺ أنه أخبرعن صفة الخوارج وذی الثدیة الذی هو علامة علیهم)) ❷

''یعنی یہ تمام روایات اگرچہ مختلف الالفاظ ہیں لیکن اپنے معنی و مفہوم اور اصل کے اعتبار سے متفق ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو نبی اکرم ﷺ سے خوارج کی صفات کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کی علامت اور نشانی ذوالثدیہ ہے تو اس کی صحت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔''

اب یہ ذوالخویصرہ حرقوص بن زہیر جو بعد ازاں خوارج کا راہنما اور نشان بنا ابتدائی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور شیعان علی رضی اللہ عنہ سے تھا جو بعد ازاں ان ہی کے مقابلہ میں آکر واصل جہنم ہوا جس سے یہ سمجھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے کہ وہ خوارج جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی میں جہاد کیا اور ان کو خارج از اسلام قرار

❶ الاصابه: ج 2 ص 175 ❷ البدایه: ج 7 ص 296

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیا اور الحرور یہ یا نہروان سے منسوب یہ گروہ ہی جمل وصفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو کر وارداتیں کرتا ہے اور قتال و جدال کی آگ بھڑکاتا رہا۔ ان لوگوں نے ہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی واردات کی۔

اور ایسا کوئی بعید نہیں کہ یہود کی ذریت سبائیت ہمیشہ سے برادران یوسف کی طرح خود واردات کر کے مدعا اور ملبہ دوسروں پر ڈالنے کی مہارت رکھتی ہے اور اگر تاریخ اسلامی کا مطالعہ کیا جائے تو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مجرمانہ قاتلانہ سازشوں سے لے کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زہر دینا ہو یا ابولولو فیروز مجوسی کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا ہو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہو یا ابن ملجم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلانا ہو یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خون ناحق ہو سب کے پس منظر میں سبائیت و مجوسیت کے ملغوبہ رافضیت اور فارس و کوفہ کا گٹھ جوڑ خارجیت نظر آئے گا چنانچہ وقت کی ضرورت ہے کہ اس حقیقت کو اُلم نشرح کر کے اُمتِ اسلامیہ کو اس کے برادرانِ یوسف کا نقاب ڈالے حقیقی اور ابدی دشمن سے خبر دار کیا جائے۔ اصطلاحی طور پر اگرچہ خوارج کا باقاعدہ ظہور و شیوع بعد میں ہوا لیکن ان کی اصل اور تخم تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق منفی تاثر دینے والے سے ہی ہے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ملت اسلام کے خلاف تو طبل جنگ انہوں نے تب ہی سے بجا دیا تھا جس میں ان کے ہاتھوں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سمیت بے شمار حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش کیا بلکہ تب سے لے کر اب تک لا تعداد معلوم و نامعلوم امت کے خونِ ناحق سے ان کا دامن آلودہ ہے اور اگر اس فتنہ سے آگاہی اور اس کی تباہی نہ کی گئی تو نامعلوم ان کے آخری مہرے دجال کی آمد تک کتنے مسلمان ان کی فتنہ سامانی اور خون آشامی کا شکار بنیں گے۔ چنانچہ یہ خوارج ہی وہ ((الفئة الباغيه)) ہیں جن کا حدیث عمار رضی اللہ عنہ میں ذکر کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا قاتل قرار دیا ہے اور اگر ((يدعو الى الجنة ويد عونه الى النار)) کا جملہ صحیح ہے تو اس کا مظہر و مصداق بھی یہی گروہ ہے جن کے عمل بغاوت کی بنا پر وہ خوارج قرار پائے۔ ہمارے موقف کو اس بات سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی تقویت و تائید ملتی ہے کہ جن خوارج کا اس شخص سے آغاز ہوا ان ہی کے متعدد لوگ بلکہ سرکردہ اشخاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور عملاً ان جنگوں میں شامل رہے ہیں مثلاً عبداللہ بن الکواء اور شبث التمیمی اس گروہ کے لیڈر تھے جو اپنے ساتھیوں سمیت پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے بعد ازاں الگ ہوئے ان ہی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امیر عبداللہ بن خباب بن الارت کو شہید کیا تھا اور یہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہمی صلح کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم ملعون بھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے لشکر میں تھا بلکہ نافع بن الازرق، نجدہ بن عامر، ابو بلال مرداس اور صالح بن مشرح بلکہ ذوالخویصرہ حرقوص بن زہیر یا ذوالثدیہ سبھی خوارج سے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

((وھولاء الاربعة من رؤوس الخوارج الذین خرجوا الی مکة لنصر ابن الزبیر ـــــ مالوا ابن الزبیر عن قوله فی عثمان فأثنی علیه فغضبوا وفارقوه فحجوا)) [1]

"یہ چار کے چار ہی خوارج کے سردار تھے جو حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی مدد سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے .....اُنہوں نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے ان کی تعریف فرمائی جس پر وہ ان سے ناراض ہو کر چھوڑ گئے حج کرنے نکل گئے۔"

یہ واضح دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین اور ان سے ہمدردی رکھنے والے کون اور کہاں تھے؟ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس قدر بغض و عداوت اور حسد و نفرت رکھنے والے کہ ان کی تعریف کرنا تو کجا سننا بھی گوارہ نہیں، ایسے لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ہوں گے؟ دراصل یہی ((الفئة الباغية)) قاتلین عمار رضی اللہ عنہ ہیں جواب فتنہ پردازی کے لیے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مل کر کچھ اور گل کھلانا چاہتے

[1] الفتح: ج 13 ص 162

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ یہ لوگ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے کسی ہمدردی کی بنا پر نہیں ملنا چاہتے تھے بلکہ بغاوت کے ایک مفہوم کے تناظر میں وہ ہر اس شخص یا جماعت سے ہمدردی رکھتے تھے جو بنو اُمیہ کے خلاف ہو یہی وجہ ہے کہ جب امام زہری سے پوچھا گیا کہ آپ ((الفئته الباغية)) کن کو سمجھتے ہیں تو فرمایا:

((ابن الزبير بغى على هو لآء القوم۔ يعنى بنى أمية فأخرجهم من ديارهم ونكث عهدهم)) [1]

''حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں جنہوں نے بنو اُمیہ سے بغاوت کی اور عہد شکنی کر کے انہیں ان کے شہروں سے نکالا۔''

امام زہری کے قول سے اتفاق نہ بھی کیا جائے یا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو برحق قرار بھی دیا جائے تو بھی یہ ثابت تو ہوتا ہے کہ ان خوارج کا ان سے اظہار ہمدردی از خود بدنیتی پر مبنی تھا گویا۔ حُبِ علی نہیں بغضِ معاویہ۔ کا مظہر تھا۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ شرارتی لوگ اور ((الفئة الباغية)) باغی گروہ کون تھا اور ظاہر ہے کہ یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں چھپے ہوئے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت ان ہی کی واردات کا نتیجہ تھی۔ اور مسئلہ تحکیم پر تحریک بھی ان ہی کی سازش کا شاخسانہ تھا۔ ان حضرات کے علاوہ عبداللہ بن وہب الراسبی اور زید بن حصن الطائی جیسے لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر ہی سے تھے جو بعد ازاں خوارج کے طور پر نہ صرف حروریہ کہلائے بلکہ نہروان جیسی جنگوں میں کام آئے۔

اسی طرح مالک بن الاشتر نخعی کا کردار کسی سے مخفی نہیں جو اہل کوفہ کے اس گروہ کا سربراہ تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو کر سبائیت کے ایجنڈا کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں بھرپور کردار ادا کیا دراصل سبائیت کے پروردہ خالد بن ملجم، سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر جیسے لوگ ہی تھے جو حدیث ((تقتلك الفئة الباغية)) کے تناظر میں اس

[1] الفتح: ج 13 ص 89

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موقع کی تلاش میں تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو اس حدیث پاک کا مصداق بنانے کی غرض سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت ضروری ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے بلکہ علامہ ابن خلدون نے تو لکھا ہے:

((فثبطوا عمارا عن المسير الى المدينة)) ❶

''حضرت عمار رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ واپس آنا چاہتے تھے لیکن ان لوگوں نے انہیں روک رکھا تھا۔''

اسی لیے ((الفئة الباغية)) کا مصداق یہی خوارج ہیں نہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر۔ بالفرض اگر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت میں جن لوگوں کا نام لیا جاتا ہے وہ روایات اگرچہ ضعیف ہیں اور متعین طور پر کسی کو بھی ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا اگر صحیح ہو بھی تو پھر

اولاً: دیکھنا چاہیے کہ بعض علماء کے بقول بعض خوارج یا قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ از راہ منافقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بھی تھے۔

ثانیاً: جن لوگوں کا نام لیا جاتا ہے صرف وہی لوگ ((الفئة الباغية)) کا مصداق ہوں گے نہ کہ حضرات معاویہ رضی اللہ عنہ کے تمام لشکر پر ان الفاظ کا اطلاق ہوگا امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اگرچہ اہل شام کے گروہ اور لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ((الفئة الباغية)) سے تعبیر کیا ہے مگر وہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

((والذين قتلوه هم الذين باشروا قتله)) ❷

''ان کو قتل کرنے والے وہی ہیں جو براہ راست ان کے قتل میں ملوث ہیں۔''

بلکہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

((ثم ان عمارا تقتله الفئة الباغية، ليس نصافي ان هذا اللفظ لمعاوية وأصحابه بل يمكن أنه أريد به تلك العصابة التي حملت عليه

❶ تاريخ ابن خلدون: ج 2 ص 587 ❷ منهاج السنة: ج 4 ص 418

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حتى قتلته وهي طائفة من العسكر ومن رضي بقتل عمار كان حكمه حكمها، ومن المعلوم انه كان في المعسكر من لم يرضى بقتل عمار كعبد الله بن عمرو بن العاص وغيره، بل كل الناس كانوا منكرين قتل عمار حتى معاوية وعمرو)) [1]

''یعنی یہ حدیث اپنے الفاظ میں واضح دلیل اور اس پر نص نہیں کہ ان سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں بلکہ ممکن ہے کہ اس حدیث اور ان الفاظ سے وہ گروہ مراد لیا گیا ہو جنہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے ان کو شہید کیا، یا جو ان کے قتل پر راضی ہو اور ایسا کرنے کا حکم دیا ہو جبکہ واضح معلوم ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص جیسے لوگ بھی تھے جو اس عمل پر قطعاً راضی نہ تھے بلکہ تمام لوگ ہی حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کے خلاف تھے یہاں تک کہ خود حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بھی ان کے قتل کے خلاف تھے۔''

اب اس حقیقت کو اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول ((انما قتل عمارا من جاء به)) کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مومنانہ بصیرت اور فراست کی داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا اور یہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ جس طرح ((تقتله الفئة الباغية)) سے کم از کم کل لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ مراد نہیں بلکہ براہ راست قتل عمار رضی اللہ عنہ میں ملوث بعض لوگ مراد ہیں اسی طرح اس قول کا تعلق مجموعی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نہیں بلکہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے ایک سازش کے تحت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنایا۔ بنابریں یہ تاویل۔ بعید۔ نہیں رہتی بلکہ از راہ تقریب ہے۔

اور بسا اوقات اسباب کو اس طرح تعبیر کر لیا جاتا ہے۔ حرم پاک میں جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں کسی شخص کے نیزہ (پھالے) سے زخمی ہوا تو حجاج نے کہا:

---

[1] مجموع الفتاوی: ج 35 ص 77-76

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((لو نعلم من اصابك؟ فقال ابن عمر انت اصبتني، قال و كيف؟ قال: حملت السلاح في يوم لم يكن يحمل فيه و ادخلت السلاح الحرم و لم يكن السلام يدخل في الحرم)) ❶

''اگر ہمیں معلوم ہو کہ آپ کو کس نے زخمی کیا ہے؟ (تو ہم اس کا مواخذہ کریں گے) آپ نے فرمایا: مجھے زخمی تو تم نے کیا ہے، اس نے کہا: وہ کیسے؟ فرمایا: اس دن ہتھیار اُٹھانے اور حرم میں ہتھیار لانے کی اجازت تم نے دی ہے پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا۔''

((فيه نسبة الفعل الى الأمر بشئي يتسبب عنه ذلك الفعل و ان لم يعن الآمر ذلك،۔۔۔۔ فعلى هذا ففيه نسبة الفعل الى الآمر به فقط وهو كثير)) ❷

''یعنی فعل کی نسبت سبب کی بنا پر حکم دینے والے کی طرف کر دی جاتی ہے اگر چہ اس نے ایسا حکم نہ دیا ہو تو سبب کی بنا پر فعل کی ایسی نسبت عام ہے۔''

بہر حال اس موقع پر ان دو روایات کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے کہ۔

1۔ جب ذوالکلاع نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ((تقتلك الفئة الباغية)) کے الفاظ سنے تو اس نے کہا ((ويحك ما هذا يا عمرو)) تمہیں ہلاکت ہو، عمرو یہ کیا ہے؟ تو فرمایا:

((انه سيرجع الينا)) ❸

''وہ عنقریب ہماری طرف آجائیں گے۔''

2۔ جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس دو آدمی آئے جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سامان کا ان سے فیصلہ کروانا چاہتے تھے یعنی ایک کہتا تھا، میں نے انہیں شہید کیا ہے لہٰذا اُن کا سامان میرا حق ہے۔ دوسرا اس

❶ بخاری: رقم 966 ❷ الفتح: ج 2 ص 456 ❸ البدایہ: ج 7 ص 268

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے برعکس دعوی رکھتا تھا تو اُنہوں نے فرمایا۔

((ویحکما اخرجا عنی)) تمہیں ہلاکت ہو، میرے ہاں سے نکل جاؤ، میں نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے..... جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کا معلوم ہوا تو فرمایا:

((انما قتله من أخرجه يخدع بذالك أهل الشام)) [1]

''ان کے قتل کا ذمہ وہ ہے جو انہیں اہل شام کو دھوکہ دینے کے لیے لایا ہے۔''

گویا حضرت عمار رضی اللہ عنہ اس جنگ میں ملوث نہ ہونا چاہتے تھے یا پھر صورتِ حال پہچان کر اپنی رائے بدل لیتے مگر ایک گروہ اس سازش میں تھا کہ اہل شام کے خلاف پراپیگنڈہ کے لیے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کام میں لایا جانا ضروری ہے اور یہی وہ گروہ ''الفئة الباغية'' تھا۔

اس کا قوی قرینہ بلکہ واضح دلیل یہ بھی ہے کہ جنگ جمل میں جب حضرت زبیر بن العوام اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما آمنے سامنے آئے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا مگر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے صرف اپنے دفاع کو اختیار کیا۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وانما تركه الزبير لقول رسول الله ﷺ تقتلك الفئة الباغية، والا فالزبير أقدر عليه منه عليه، فلهٰذا كف عنه)) [2]

''حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے پر زیادہ قدرت اور طاقت رکھنے کے باوجود اس لیے چھوڑ دیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق فرمایا تھا ((تقتلك الفئة الباغية)) تو یہ ارشاد پیغمبر ﷺ ان کے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرنے کا سبب بنا۔''

چنانچہ معلوم ہوا کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل یہ ((الفئة الباغية)) چاہتے تھے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ شہید کر دیا جائے اور ملبہ اہل شام پر ڈال دیا جائے اسی طرح اہل شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لشکر چاہتا تھا کہ یہ الزام ہم پر نہ آئے اور کہیں ہم اس فرمانِ

[1] البدایہ: ج 7 ص 269 [2] البدایہ: ج 7 ص 240

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقدس کے مصداق نہ بن جائیں تو جو لشکر اس قدر محتاط بلکہ خائف ہو وہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کیوں کر شہید کرے گا۔

ایک اور پہلو

جب یہ معلوم اور ثابت ہو گیا کہ یہ تمام خارجی لوگ جنگ جمل اور صفین میں جناب سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں بلا واسطہ یا بالواسطہ ملوث ہونے کی بنا پر حصول تحفظ کے لیے ایک محفوظ پناہ گاہ کے طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت و رفاقت کو اختیار کر رکھا تھا بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ وہ ایک تیر سے دو شکار کر رہے تھے۔ یعنی اپنے جرم کو بھی چھپا جائیں اور فتنہ و فساد کی آگ بھی بھڑکا دیں، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان کی ایسی ہی سازش پر فرماتے ہیں:

((فانه لما تراسل على وطلحه والزبير وقصدوا الاتفاق على المصلحة، وانهم اذا تمكنوا طلبو اقتلة عثمان أهل الفتنة---- فخشى القتلة ان يتفق على معهم على امساك القتلة، فحملوا على عسكر طلحة والزبير، فظن طلحة والزبير أن عليا حمل عليهم، فحملوا دفعا عن أنفسهم، فظن على أنهم حملوا عليه، فحمل دفعا عن نفسه فوقعت الفتنة بغير اختيارهم وعائشة رضي الله عنها راكبة، لاقا تلت ولا امرت بالقتل)) [1]

''یعنی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان صلح کے مذاکرات ہوئے کہ جب استحکام آجائے گا تو فتنہ و فساد بپا کرنے والے قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شکنجے میں لایا جائے گا .....تو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ (خوارج و بغاۃ) کو اپنا خوف لاحق ہو گیا کہ یوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو پکڑنے (سزا دینے) پر متفق ہو جائیں گے تو انہوں نے سازش کی

[1] منهاج السنة: ج 4 ص316-317

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور (ان مذاکرات اور معاہدہ کو سبوتاژ کرنے کے لیے) حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر پر از خود حملہ کر دیا، جس پر حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سمجھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے ہم پر حملہ کر دیا۔"

(کیونکہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں چھپے ہوئے تھے) تو انہوں نے اپنے دفاع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر پر جوابی حملہ کر دیا، جب ادھر سے یہ حملہ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے ہم پر حملہ کر دیا ہے تو انہوں نے اپنے دفاع میں جوابی کاروائی کے طور پر حملہ کر دیا اور یوں قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی سازش کے نتیجہ میں غلط فہمی سے ان حضرات صحابہ (حضرت علی یا طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہما) کے حکم یا اختیار و مشورہ کے بغیر یہ قتال الفتنہ اور دنگا و فساد شروع ہو گیا جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو اپنی سواری پر تھیں انہوں نے جنگ میں شمولیت کی اور نہ ہی جنگ کا حکم دیا۔

اور معلوم ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں پناہ لیے ہوئے تھے شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

((أن القتلة كانوا في عسكره وكانوا كثرة، ولهم قبائل تدفع عنهم)) [1]

"تمام قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے اور وہ کثیر تعداد میں تھے جبکہ ان کے خاندان ان کے دفاع میں تھے۔"

بلکہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص نہ لینے کے اعتراض پر علماء اہلسنت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جو دفاع کرتے ہیں اس میں بقول شیخ الاسلام یہ بھی ہے کہ:

((لأ نهم كانوا عسكرا وكان لهم قبائل تغضب لهم والمباشر منهم للقتل وان كان قليلا، فكان ردؤهم أهل الشوكة ولولا ذلك لم يتمكنوا)) [2]

---

[1] منهاج السنة: ج 4 ص 465، ج 6 ص 339 [2] منهاج السنة: ج 47 ص 407

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کیونکہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ ایک لشکر تھا جن کے خاندان بھی ان کی خاطر جذبات رکھتے تھے اگرچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے براہ راست قاتل تو کم ہی تھے لیکن ان کا دفاع اور تحفظ کرنے والے بااثر تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ یہ جرم کرنے کی جرأت ہی نہ کرتے۔''

بہرحال یہی لوگ اس تمام فتنہ و فساد کی بنیاد تھے جنہوں نے منافقت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا نعرہ لگا کر ان کے لشکر میں پناہ لی اور بعد ازاں یہی خوارج کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وبات قتلة عثمان بشر ليلة باتوا يتشاورون واجمعوا على أن يثيروا الحرب من الغلس،-------- من طلوع الفجر وهم قريب من ألفي رجل فانصرف كل فريق الى قراباتهم فهجموا عليهم بالسيوف، فثأر كل طائفة الى قومهم ليمنعوهم وقام الناس من منا منهم الى السلاح، فقالوا طرقتنا أهل الكوفة ليلا، وبيتونا وغدروابنا وظنوا أن هذا عن ملاء من أصحاب علي، فبلغ الأمر عليا،فقال: ما للناس؟ فقالوا: بيتنا أهل البصرة فثأر كل فريق الى سلاحه ولبسوا اللامة وركبوا الخيول، ولا يشعر أحد منهم بما وقع الأمر عليه في نفس الأمر، وكان أمر الله قدرا مقدورا، وقامت الحرب على ساق وقدم، وتبارز الفرسان، وجالت الشجعان، فنشبت الحرب)) [1]

''یعنی یہ رات قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑی پریشانی میں گزاری ساری رات مشورہ کرتے رہے بالآخر بالاتفاق فیصلہ کیا کہ صبح اندھیرے میں جنگ کی آگ بھڑکا دی جائے چنانچہ فجر کے وقت تقریباً دو ہزار اٹھے اور اپنے ساز و سامان حرب کو

[1] البدایہ: ج 7 ص240

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٹھا کر اپنے ساتھیوں سے اپنے دفاع عہد لیا اور انہیں بتایا کہ رات ہم پر اہل کوفہ نے حملہ کر کے غداری کی اور یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا کہ دوسری طرف سے یہ اقدام ہوا ہے تو انہوں نے پوچھا ماجرا کیا ہے؟ تو بتایا گیا کہ اہل بصرہ نے رات ہم پر حملہ کر دیا ہے تو یہ سب لوگ بھی اپنا اسلحہ وغیرہ لے کر میدان میں نکل پڑے، اب کسی کو بھی حقیقت الأمر اور نفس واقع کا علم ہی نہیں کہ سازش کیا ہوئی ہے تو نوشتہ تقدیر کام دکھایا گیا اور یوں جنگ اور جدال وقتال کا میدان گرم ہو گیا اور دونوں طرف سے بہادر شہسواروں نے اپنے جوہر دکھائے۔''

قعقاع بن عمرو نے بھی حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما سے یہی کہا تھا:

((وطلبتم حرقوص بن زهير فمنعته ستة آلاف۔۔۔۔۔ وكما عجزتم عن الأخذ بثأر عثمان من حرقوص لقيام ستة الآف في منعه ممن يريد قتله، فعلي أعذر في تركه الآن قتل قتلة عثمان وانما أخر قتل قتلة عثمان الى ان يتمكن منهم)) [1]

''تم نے بھی حرقوص کو پکڑنے کی کوشش کی مگر چھ ہزار نے اُسے بچا لیا..... چنانچہ جس طرح تم اُس کی حفاظت کرنے والے چھ ہزار لوگوں کی بنا پر اُس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے سے عاجز رہے تو قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ سے بدلہ نہ لینے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ زیادہ معذور اور مجبور ہیں انہوں نے قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے کو اُن پر کنٹرول تک موخر کیا ہے۔''

چنانچہ بعد ازاں یہ راز کھل گیا کہ یہی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل صف آرا ہوئے او ران کی خارجیت عیاں ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کر کے نہ صرف ان کو واصل جہنم کیا بلکہ زبان نبوت سے صادر ہونے پر پیش گوئی کا مصداق ومظہر بھی بنے جو

[1] البدایہ: ج 7 ص238

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامات نبوت کی صورت میں صداقت نبوت محمدیہ کی دلیل ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کی شہادت بھی ہے۔

چنانچہ احادیث سے بالتواتر ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن فتنہ پرور لوگوں کے خلاف جہاد کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں پیش گوئی کی وہ خوارج تھے جبکہ احادیث میں یہ بھی آتا ہے:

((تمرق مارقة عندفرقة من المسلمين يقتلها أولى الطائفتين بالحق)) ❶

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

((يكون فى امتى فرقتان فيخرج من بينهما طائفة مارقة يلى قتلهم أولاهم بالحق)) ❷

ایک جگہ یہ الفاظ بھی ہیں:

((قوما يخرجون فى فرقة من الناس يقتلهم أدنى الطائفتين الى الحق)) ❸

جبکہ یہ الفاظ بھی ہیں:

((يخرجون على فرقة مختلفة يقتلهم أقرب الطائفتين الى الحق)) ❹

اور یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

((من قاتلهم كا ن أولى بالله منهم)) ❺

ان تمام الفاظ سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ایک تیسرا گروہ ہے جو شاید دونوں جماعتوں میں تھا اور ان دونوں جماعتوں سے جو حق کے قریب ہوگا وہ اس تیسرے گروہ کو قتل کرے گا۔ اب روایات ہی سے پوچھتے ہیں کہ اس تیسرے گروہ کو کس نے قتل کیا تو راوی حدیث حضرت

---

❶ مسلم : 1065 ❷ مسلم : 1065

❸ مسلم : 1065 ❹ مسلم : 1065 ❺ ابو داؤد : 4765

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بتاتے ہیں۔

((أشهد سمعت من النبی ﷺ وأشهد ان علیا قتلهم وأنا معه، جئی بالرجل علی النعت الذی نعته النبی ﷺ قال: فنزلت فیه۔ منهم من یلمزك فی الصدقات)) ❶

''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (یہ الفاظ) نبی اکرم ﷺ سے سنے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا اور میں ان کے ساتھ تھا۔ ایک آدمی کو لایا گیا وہ (حدیث میں بتائی گئی) صفت رکھتا تھا اور اس کے متعلق ایک آیت نازل ہوئی کہ۔ ان میں سے ایسے بھی ہیں جو آپ ﷺ پر صدقات (کی تقسیم) میں اعتراض کرتے ہیں۔''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث سنائی۔

((یخرج اقوام من أمتی---- یقتلهم علی بن ابی طالب قال: أی والله)) ❷

''میری اُمت سے ایک گروہ ہوگا (جو دین سے تیر کی طرح خارج ہوگا) انہیں حضرت علی بن ابی طالب قتل کریں گے، فرمایا: اللہ کی قسم (میں نے سنا ہے)۔''

ان روایات سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان کو قتل کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے یعنی باغی اور فتنہ وفساد پھیلانے والے خارجی وحروری تھے اور ان کو قتل کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

((وفی هذا ان سهل بن حنیف صرح بأن الحروریة هم المراد بالقوم المذکورین فی احادیث هذین البابین فیقوی ماتقدم ان ابا سعید توقف فی الاسم والنسبة لا فی کونهم المراد)) ❸

---

❶ بخاری : 6933 ❷ الأوسط للطبرانی الفتح: ج 12 ص 296

❸ الفتح: ج 12 ص 302

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی اس روایت میں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے صراحت کی ہے کہ اسلام سے خارج ہونے والے اس باغی گروہ سے مراد حروری (خوارج) ہیں جن کا ان دونوں ابواب کی احادیث میں ذکر ہوا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اگرچہ نام ونسب میں توقف کیا ہے مگر مراد وہی لوگ ہیں۔''

اسی طرح بخاری شریف کی حدیث پر فرماتے ہیں:

((وفی هذا الحدیث من الفوائد غیر ما تقدم منقبة عظیمة لعلی وأنه الامام الحق وأنه کان علی الصواب فی قتال من قاتله فی حروبه فی الجمل وصفین وغیرهما)) [1]

''اس حدیث میں گزشتہ فوائد کے علاوہ یہ بھی ہے کہ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت ومنقبت بھی ہے اور یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جمل اور صفین جنگوں میں اپنے مخالفین ومقاتلین کے مقابلہ میں برحق اور اقرب الی الصواب تھے۔''

بطور نتیجہ کہنا چاہیے کہ اہلسنت کا موقف بالکل درست ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں اعتبار سے برحق تھے اور فئہ باغیہ سے مراد خوارج ہیں۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتال وجدال اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی رہا مگر وہاں نسبت قتال۔ الی الا جتہاد۔ ہے جبکہ خارجیوں سے قتال کی نسبت **((الی الا لحاد والفساد))** ہے جس کا مصداق ومظہر خوارج ہی تھے۔

چنانچہ اس حدیث پاک کا مصداق ومظہر اکثر محدثین نے خوارج ہی کو ٹھہرایا مگر ہم یہاں بخوف طوالت خوارج کی سیاسی وفقہی یا ان کے طبقات وفرق اور عقائد ونظریات کی تاریخ وتجزیہ کو بیان کرنے کی بجائے حسب موضوع بحث کریں گے باقی تفصیل کے لیے کتب تاریخ وفرق کو دیکھا جا سکتا ہے چنانچہ سید المحدثین، رئیس الفقہاء والمجتہدین امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ''**باب قتل الخوارج والملحدین بعد اقامة الحجة علیهم**'' کا عنوان قائم کیا ہے اور اس کے بعد:

---

[1] الفتح: ج 12 ص 299

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((باب من ترك قتال الخوارج---- اور باب قول النبی ﷺ لاتقوم الساعة حتی تقتل فئتان دعواهما واحدة))

''قائم کر کے بتا دیا کہ ان احادیث میں جس گروہ اور جماعت یا طبقہ کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے ان سے مراد خوارج وملحدین ہیں۔

علامہ الشہر ستانی نے بھی جب خوارج پر فصل لکھی تو فرمایا:

((هم الذين خرجوا على أمير المؤمنين علی رضی اللہ عنہ حين جرى أمر المحكمين---- وفيهم قال النبی ﷺ : تحقر صلاة أحدكم----------)) ❶

''خوارج۔ وہ ہیں جنہوں نے فیصلہ تحکیم کے وقت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خروج کیا اور ان ہی کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تم اپنی نماز کو ان کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے.....''

معلوم ہے کہ خوارج جمع خارجۃ (خارجی) ہے اور لغوی طور پر۔ خروج۔ نکلنے کو کہتے ہیں مگر اصطلاحی معنی نہ صرف کہ اس لغوی معنی پر غالب آ گیا بلکہ اپنے عموم میں متبادر بھی ہو گیا چنانچہ اہل لغت نے لکھا ہے:

((والخوارج، الحرورية، والخارجية: طائفة منهم لزمهم هذا الاسم لخروجهم عن الناس---- وفی التهذيب: ''الخوارج'' قوم من اهل الاهواء لهم مقالة على حدة، انتهى، وهم الحرورية والخارجية طائفة منهم وهم سبع طوائف، سموا به لخروجهم على (عن) الناس اوعن الدين أوعن الحق أوعن علي كرم الله وجهه بعد صفين)) ❷

''یعنی خوارج، حروریہ کو کہتے ہیں ان کا ایک گروہ الخارجیہ ہے ان کے سات گروہ

---

❶ الملل والنحل: ج 1 ص115

❷ لسان العرب: ج 2 ص251، تاج العروس: ج 2 ص30

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ان کا موقف بھی جداگانہ ہے ان کو خوارج ((الخارجیه)) اس لیے کہا جاتا ہے وہ عامۃ الناس سے الگ ہیں یا ان سے خروج کرتے ہیں یا اس لیے کہ اُنہوں نے دین اور حق سے علیحدگی اختیار کر لی یا اس لیے کہ اُنہوں نے صفین کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کر دی۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے اہل لغت کے ہاں بھی یہ کوئی حسب ونسب کی نسبت سے گروہ یا جماعت نہیں بلکہ فکر ونظر، عقیدہ وسلوک اور کردار کے حوالہ سے گروہ ہے بنا بریں امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف بالکل درست ہے کہ جس شخص کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ اس کی نسل واصل سے یہ کچھ لوگ (طبقہ) ان علامات وصفات کے حامل و مظہر پیدا ہوں گے تو ضروری نہیں کہ وہ حسب ونسب سے اس بدنصیب شخص سے تعلق ونسب رکھتے ہوں بلکہ وہ اس فکر اور سوچ کے حامل ہوں گے اور یہ حقیقت ہے کہ اس شخص نے متبادر خروج یا بغاوت تو نہ کی تھی لیکن شقاق وخلاف سے جو تخم ریزی کی وہی بعد ازاں ((شجرہ خبیثه)) بن کر ایک فتنہ کی صورت اختیار کر گیا۔ جسے خوارج سے تعبیر کیا گیا ہے۔

چنانچہ علامہ الشہرستانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((كل من خرج على الامام الحق الذى اتفقت الجماعة عليه يسمى خارجيا سواء كان الخروج فى أيام الصحابة على الأئمة الراشدين، أو كان بعدهم على التابعين باحسان، والأئمة فى كل زمان------ إعلم أن أول من خرج على امير المؤمنين على رضی اللہ عنہ جماعة ممن كان معه فى حرب صفين------ ويجمعهم القول بالتبرى من عثمان وعلى رضی اللہ عنہما ويقدمون ذلك على كل طاعة------ ويرون الخروج على الامام اذا خالف السنة: حقا واجبا)) [1]

''یعنی خوارج کا اطلاق بالاتفاق ہر اس شخص یا گروہ پر ہوتا ہے جو خلیفہ برحق سے

[1] الملل والنحل: ج 1 ص 114

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خروج اور بغاوت کرے، اسے خارجی کہا جائے گا خواہ یہ بغاوت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں ہو یا ان کے بعد تابعین رحمہم اللہ کے دور میں یا پھر ان کے بعد کسی بھی زمانہ میں ہو.....اور معلوم رہے کہ سب سے پہلی بغاوت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے ان سے واقعہ صفین کے بعد کی۔ (ان خارجیوں کے تمام فرقوں) میں یہ عقیدہ اور موقف قدر مشترک ہے کہ وہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں سے اظہار برأت کرتے ہیں بلکہ اسے ہر نیکی کے کام سے مقدم (افضل و لازمی) سمجھتے ہیں .....اور ہر خلیفہ سے سنت کی مخالفت پر بغاوت کو برحق اور فرض سمجھتے ہیں۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے تعارف میں لکھا ہے:

((أما الخوارج فهم جمع خارجة أي طائفة وهم قوم مبتدعون سموا بذلك لخروجهم عن الدين وخروجهم على خيار المسلمين)) [1]

"خوارج، مبتدعہ کا ایک گروہ ہے جن کو خوارج اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ دین کے بھی باغی ہیں اور مسلمانوں کے بہترین طبقہ (خلفاء) کے بھی باغی اور سرکش ہیں۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنے الفاظ میں احادیث کے تناظر میں خارجیوں کے عقیدہ اور دین و ایمان سے نکل جانے کے ساتھ ان کی سیاسی و انتظامی بغاوت کا جامع تبصرہ کیا ہے اور اہلسنت دونوں اعتبار سے ہی احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا خوارج کو مصداق و مظہر قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دور فتن کے متعلق جو پیش گوئیاں فرمائی ہیں ان میں جو ایک خاص گروہ اور جماعت کے متعلق ہیں تو اس جماعت اور گروہ سے مراد یہی خوارج ہیں۔

اب ہمیں سب سے پہلے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راہنمائی لینا ہے کہ جس گروہ کی طرف آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے یا پیش گوئی کی ہے تو اس کا مصداق و مظہر کون ہے؟ چنانچہ جب مختلف احادیث کا متعدد پہلوؤں سے مطالعہ کریں تو ہمیں محدثین رحمہم اللہ کا

---

[1] الفتح: ج 12 ص 283

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قول ان احادیث کی روشنی میں بالکل درست اور صحیح نظر آتا ہے کہ اس سے مراد خوارج ہیں کیونکہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ متعدد روایات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((والمقصود أن هولاء الخوارج هم المشار اليهم في الحديث المتفق على صحته ان رسول الله ﷺ قال: تمرق مارقة على حين فرقة من الناس------ وهذا الحديث له طرق متعددة و الفاظ كثيرة)) ❶

''مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اس صحیح حدیث تمرق مارقة .....میں جس گروہ کا اشارہ کیا گیا ہے جو خوارج ہیں اور یہ حدیث مختلف طرق اور متعدد الفاظ سے مروی ہے۔''

بلکہ انہوں نے اس واقعہ کے ذکر میں لکھا ہے:

((وحمل البيهقي هذه الوقعة على الحديث الذى أخرجاه في الصحيحين------ عن ابى هريرة عن رسول الله ﷺ انه قال: لا تقوم الساعة حتى تقتل فئتان------ الحديث)) ❷

''یعنی واقعہ صفین کو امام بیہقی نے صحیحین میں مروی اس حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مظہر ومحمل قرار دیا ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تب تک قیامت بپا نہ ہوگی جب تک مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں نہ لڑ پڑیں گے .....الحدیث''

اب جو علامات وصفات اور نشانیاں احادیث میں روایت ہوئی ہیں وہ اس گروہ میں پائی جاتی ہیں اگرچہ اس میں تلازم نہیں کہ جس میں ایسی کوئی صفت پائی جائے وہ خارجی ہی ہوگا اور نہ ہی یہ کہ ہر خارجی میں ان صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔ کیونکہ بنیادی طور پر خارجیت ایک فکر اور نظریہ کی عملی صورت ہے لہٰذا وہ فکر اور سوچ یا کردار جہاں اور جب، جس میں بھی

❶ البداية: ج7 ص279 ❷ البدايه: ج 7 ص275

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گا وہ فرد ہو یا جماعت تو ان۔خوارج۔ کے حکم میں ہو گا کم و کیف اور نوعیت میں اختلاف کے باوجود خارجیت سے خروج ضروری نہیں۔ اسی تناظر میں ہم پاتے ہیں کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((لأن الخوارج الذين ذكرنا لم يكونوا من سلالة هذا، بل ولا أعلم أحدا منهم من نسله وانما اراد من ضئضئى هذا، أى من شكله وعلى صفته والله اعلم وهذا الرجل هو ذوالخويصرة التميمى وسماه بعضهم حرقوصا، والله اعلم)) [1]

''ہم نے جن خوارج کا ذکر کیا ہے وہ اس شخص کی نسبی اولاد سے نہیں ہیں بل میرے علم میں ان خارجیوں میں سے کوئی بھی اس کی صلبی اولاد سے نہیں لہٰذا اس کی نسل سے مراد اس کی صفات و علامات کا حامل ہونا ہے۔ جبکہ یہ شخص ذوالخویصرہ تمیمی تھا جس کا نام بعض نے حرقوص بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں ذوالخویصرہ ہی حرقوص بن زبیر ہے۔ مزید وہ لکھتے ہیں:

((وزعم ابوعمر انه ذوالخوبصرة التميمى رأس الخوارج المقتول بالنهروان-----وذكر الهيثم بن عدى: أن الخوارج تزعم أن حرقوص بن زهير كان من أصحاب النبى ﷺ قال: لايدخل النارأحد شهد الحديبية الاواحد، فكان هوحرقوص بن زهير، والله اعلم)) [2]

''یعنی امام ابوعمر ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ ذوالخویصرہ التمیمی خوارج کا سر دار تھا جو نہروان میں قتل ہوا۔.....ہیثم بن عدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ خوارج سمجھتے ہیں حرقوص بن زہیر، نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور وہ خوارج

[1] البدایہ: ج7 ص300 [2] الاصابہ: ج1 ص335

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ نہروان میں قتل ہوا..... نبی اکرم ﷺ کے معجزات جمع کرنے والے بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صلح حدیبیہ (بیعت رضوان) میں شامل ہونے والا کوئی شخص بھی جہنم میں نہیں جائے گا ماسوائے ایک شخص کے، اور وہ یہی حرقوص بن زہیر ہے۔"

دوسری جگہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام واحدی نے عبدالرزاق کے حوالہ سے کہا ہے:

((ابن ذی الخویصرة التمیمی هوحرقوص بن زهیر أصل الخوارج وما ادری من الذی قال هو حرقوص الخ وقد اعتمد علی ذلك ابن الاثیر فی الصحابة....فقد جعل فی هذه الروایة اسم ذی الخویصرة حرقوصاً والله اعلم، وقد جاء ان حرقوص اسم ذی الثدیة کما سیأتی، قلت: وقدذکر حرقوص بن زهیر فی الصحابة ابو جعفر الطبری وذکر---- کان مع علی فی حروبه ثم صارمع الخوارج فقتل معهم وزعم بعضهم انه ذوالثدیة الآتی ذکره، ولیس کذلك)) [1]

"یعنی ذوالخویصرہ تمیمی ہی حرقوص بن زہیر ہے جو خوارج کی اصل اور بنیاد ہے مجھے معلوم نہیں کہ اُسے حرقوص کس نے کہا ہے.....اس پر امام ابن الاثیر نے صحابہ میں اعتماد کیا ہے.....اور اس روایت (تقسیم غنائم) کے ذکر کرنے کے بعد ذوالخویصرہ کو حرقوص کہا ہے، واللہ اعلم۔ اور یہ بھی آتا ہے کہ ذوالثدیہ کا نام حرقوص ہے۔ میں (ابن حجر رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ ابوجعفر الطبری نے حرقوص بن زہیر کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ وہ تمام جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پھر خارجیوں کے ساتھ جا ملے اور ان کے ساتھ ہی قتل

[1] الفتح: ج12 ص292

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ ذوالثدیہ ہی ہے مگر ایسا نہیں۔''

ذوالخویصرہ، ذوالثدیہ نہ بھی ہو تو یہ بات تو واضح ہے کہ ذوالخویصرہ، حرقوص بن زہیر ہے اور یہ ثابت ہے کہ وہ قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ہے بلکہ پہلے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھا بعد ازاں وہ دیگر خوارج کی طرح نہ صرف خارجی بنا بلکہ خارجیوں کا سردار اور لیڈر ٹھہرا۔ لہٰذا خوارج کے تعارف میں ایک بہت بڑی علامت ہے جو ثابت کرتی ہے کہ حدیثِ پاک میں ((الفئة الباغية)) یا ((الفئة المارقة)) کا مصداق یہی خوارج ہیں اور ان ((مارقين وقاسطين)) ہی سے جنگ کی بشارت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سنائی گئی ہے جو نہروان کے میدان میں سچی ثابت ہوئی۔

علاوہ ازیں ان کے تعارف اور صفات و علامات میں ہم پاتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

((ألا ان الفتنة هاهنا من حيث يطلع قرن الشيطان)) [1]

''خبردار! فتنہ اس طرف سے ہوگا جدھر سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام اور یمن کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ وہاں خیر و برکت عطا فرما۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نجد کے بارے میں یہ دعا فرما دیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر شام اور یمن ہی کے متعلق یہ دعا فرمائی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر وہی عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ ایسا کہنے پر فرمایا:

((هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان)) [2]

''وہاں تو ہنگامے اور فتنے ہوں گے اور وہیں شیطان کا سینگ (طاقت، لشکر) ظاہر ہوگا۔''

اب یہ تو متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ فتنوں کا یہ دور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لے کر بلا قید زمان و مکان قیامت تک کو محیط ہے۔ جیسا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خوارج کے

---

[1] بخاری: 7093 [2] بخاری: 7094

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعلق ارشاد پیغمبر ﷺ ذکر کیا ہے کہ:

((یخرج فی آخر الزمان قوم۔۔۔۔۔ لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع مسیح الدجال۔۔۔۔ الحدیث)) [1]

''آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی .....اور قیامت تک یہ ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری طبقہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔''

مگر ان کا آغاز مختلف حوالوں سے آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد ہی سے شروع ہو گیا اور پھر جوں جوں خیر و برکت کا دور اختتام کو پہنچتا گیا فتنے بھی بڑھتے گئے ان میں سے بعض فتنوں کے متعلق آپ ﷺ نے وضاحت بھی فرما دی کہ

((یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان، سفھاء الأحلام)) [2]

''آخری زمانہ میں نوعمر اور کم عقل قوم آئے گی۔''

اس آخری زمانہ کو محدثین نے خلافت راشدہ کے اختتام کا دور قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ احادیث میں مذکور فتنہ کے متعلق لکھا ہے:

((وأول الفتن کان منَ قبل المشرق فکان ذلك سببا للفرقة بین المسلمین وذلك بما یحبه الشیطان ویفرح به وکذلك البدع نشأت من تلك الناحیة، وقال الخطابی: نجد من جهة المشرق ومن کان بالمدینة کان نجده بادیة العراق ونواحیها وهی مشرق أهل المدینة)) [3]

''یعنی ان فتنوں میں سے پہلا فتنہ مشرق کی طرف سے پیدا ہوا جو مسلمانوں کے درمیان افتراق و انتشار کا سبب بنا اور شیطان تو یہی چاہتا ہے اور اسی کو پسند کرتا ہے (کہ مسلمانوں میں اختلاف و تفرقہ ہو) اور بدعات و خرافات بھی اسی طرف

---

[1] نسائی: 4103 [2] بخاری: 3611

[3] الفتح: ج 13 ص 58

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پیدا ہوئیں امام خطابی نے فرمایا ہے: نجد، مشرق کی جانب ہے جو مدینہ کے رہائشی ہیں ان کا نجد عراق ہے جو مدینہ سے مشرق میں واقع ہے۔''

بعض علماء نے پہلا فتنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت اور آپ کی شہادت کو قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کہا ہے مگر دونوں کا مصدر و منبع اور سرچشمہ عراق ہی تھا۔ بہرحال پہلا فتنہ جس حادثہ کو بھی قرار دیں لیں اصل چیز تو یہ ہے کہ یہ فتنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق سرزمین عراق سے اُٹھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ خوارج کا موقف اور مطالبہ قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہیں تھا بلکہ:

((وأصل ذلك ان بعض أهل العراق أنكروا سيرة بعض أقارب عثمان فطعنوا على عثمان بذلك، وكان يقال لهم القراء لشدة اجتهادهم في التلاوة والعبادة، الا أنهم كانوا يتأولون القرآن على غير المراد منه يستبدون برأيهم و يتنطعون في الزهد والخشوع وغير ذلك، فلما قتل عثمان قاتلوا مع علي واعتقدوا كفر عثمان ومن تابعه واعتقدوا امامة علي و كفر من قاتله من أهل الجمل)) [1]

''اصل حقیقت یہ ہے کہ بعض عراقیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقرباء پر اپنے اعتراضات کو بہانہ بنا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نقد وطعن کا فتنہ بپا کر دیا اور ان عراقیوں کو تلاوت وعبادت میں خوب مصروف رہنے کی بنا پر قراء (قاری) کہا جاتا تھا اور وہ اپنی رائے میں بڑے متصلب تھے تصوف اور خشوع وخضوع کا بھی بڑا پرتکلف مظاہرہ کرتے تھے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش کر گئے تو یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور عقیدہ بنا لیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جنہوں نے جنگ جمل میں حصہ لیا وہ کافر ہیں جبکہ

[1] الفتح: ج 12 ص 283

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ امام وخلیفہ ہیں۔''

ان لوگوں ہی کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف ((سیخرج قوم فی آخر الزمان.....))

فرمایا ہے تو دوسری طرف یہ بھی ارشاد ہے:

((یخرج ناس عن قبل المشرق ویقرون القرآن لا یجاوز تراقیهم الحدیث)) ❶

''مشرق کی طرف سے کچھ لوگ نکلیں گے قرآن کریم پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے تجاوز نہ کرے گا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((انهم الخوارج-----وکان ابتداء خروجهم عن العراق وهی من جهة المشرق الی مکة المشرفة------ وأما الخوارج فمن معتقدهم تکفیر عثمان رضی اللہ عنہ قتل بحق، ولم یزالوا مع علی حتی وقع التحکیم بصفین فانکروا التحکیم وخرجوا علی علي وکفروه)) ❷

''یہ خارجی ہیں .....جن کے خروج کی ابتدا اور آغاز مکہ مکرمہ سے مشرق میں واقع عراق سے ہوا.....اور ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) کافر تھے جو برحق قتل ہوئے اور یہی لوگ صفین میں واقعہ تحکیم تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے تحکیم کے معاملہ میں ان کے خلاف ہوکر ان سے بغاوت وخروج کیا اور ان کو بھی کافر قرار دیا۔''

پھر اسی گروہ کے متعلق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ارشاد فرمایا:

((ان بعدی من أمتی۔ او سیکون بعدی من أمتی۔ قوم یقرئوون القرآن لا یجاوز حلاقیهم یخرجون من الدین کما یخرج السهم من

❶ بخاری : 7562 ❷ الفتح: ج 13 ص 657

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الرمية لا يعو دون فيه شر الخلق و الخليقة)) ❶

''میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن کریم پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے آگے نہ جائے گا اور وہ دین سے اسی طرح خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے اور وہ پھر دین میں واپس نہ آئیں گے یہ قوم بدترین مخلوق ہوگی۔''

ایک حدیث میں آتا ہے۔

((سيماهم التحليق)) ❷

''ان کی علامت سر منڈوانا ہوگی۔''

حافظ ابن کثیر اور بہت سے دیگر محدثین و مورخین نے ایسی روایات کو جمع کیا ہے جن سے خوارج کی صفات و علامات واضح ہوتی ہیں اور ان کا تعلق ان کے علم و عمل سے بھی ہے اور زمان و مکان سے بھی ان کی عبادت سے بھی ہے اور سیاست سے بھی اور بہت سے علماء کرام نے ان احادیث کا مصداق و مظہر خوارج ہی ٹھہراتے ہوئے قرار دیا ہے کہ یہی وہ جماعت اور قوم یا گروہ ہے جن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلع قمع کیا۔

دعوی اور دعوت

حدیث حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ضمن میں زیادت ((يدعوهم الى الجنة .....)) کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اگر اس زیادت کو بالفرض صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر دونوں احادیث کو ملا کر دیکھنا ضروری ہے کہ ایک حدیث میں دونوں جماعتوں کے ذکر میں فرمایا ((دعواهما واحدة)) دوسری حدیث میں دو جماعتوں کے متعلق فرمایا۔ ((يدعوهم الى الجنة ويدعونه الى النار)) بظاہر یہ دونوں متضاد ہیں مگر اس کا صحیح محمل یا تطبیق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں ((دعواهما واحدة)) سے مراد حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی جماعتیں ہیں جو دعوی ایمان اور دعوت الی الجنۃ میں بھی ایک تھیں اور دعوت اصلاح و قصاص میں بھی ایک تھیں

❶ مسلم : 1067 ❷ بخاری : 7562

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اختلاف طریق کار اور تعجیل و تأجیل کا تھا نفس قصاص کا نہیں جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت اور خوارج میں دعوی کا اتحاد ہے نہ دعوت کا، خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا حصہ ہونے کے باوجود بھی جن عقائد اور نظریات کے حامل بنے اور جس دعوت کے علمبردار ٹھہرے اس پر ہی یہ الفاظ ((یدعوهم الی الجنة ویدعونه الی النار)) صادق آتے ہیں گویا اس تناظر میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حیثیت ((رجل مومن)) کی سی ہے جس نے کہا تھا۔

﴿وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ﴾

(المؤمن : 41)

''میری قوم عجیب ہے کہ میں تمہیں نجات (جنت) کی دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔''

جس کی سب سے اہم دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کا ایک دوسرے کے لشکر کے دعوی ایمان اور جنتی ہونے کا اعلان و تصدیق ہے جبکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

((قلت: فهل بعد ذلك الخير شر؟ قال: نعم، دعاة على ابواب جهنم، من اجابهم اليها قذفوه فيها، قلت: يا رسول الله، صفهم لنا، قال: هم من جلدتنا ويتكلمون بالسنتنا، قلت: فما تأمرني ان ادركني ذلك؟ قال: تلزم جماعة المسلمين وامامهم)) [1]

''میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اس خیر کے بعد شر ہوگی؟ فرمایا: بالکل، جہنم کے دروازوں پر اس کی طرف بلانے والے ہوں گے جو ان کی دعوت قبول کرے وہ اسے جہنم میں پھینکیں گے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی نشانی بتادیں؟ فرمایا: وہ ہم ہی سے ہوں گے ہماری ہی زبان میں بات کریں گے میں نے عرض کیا: اگر میں اس وقت ہوں تو کیا کروں؟ فرمایا:

[1] بخاری : 8084

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا ساتھ اختیار کرنا۔"

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((والذی یظهر ان المراد بالشر الاول ماشار الی الفتن الاولیٰ وبالخیر ماوقع من الاجتماع مع علی ومعاویة وبالدخن ماکان فی زمنهما من بعض الامراء کزیاد بالعراق وخلافه من خالف علیه من الخوارج وبالدعاة علی ابواب جهنم من قام فی طلب الملك من الخوارج وغیرهم)) [1]

"پہلی شر سے بظاہر مراد پہلے واقع ہونے والے فتنے ہیں اور خیر سے مراد وہ اتفاق اور صلح ہے جو حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما میں ہوئی اور بعد کے فساد و بگاڑ سے مراد ان دونوں کے دور میں بعض امراء کا کردار ہے جیسا کہ عراق میں زیاد تھا اور خوارج وغیرھم کی مخالفت ہے جبکہ جہنم کی طرف بلانے والوں سے مراد خوارج جیسے گروہ ہیں جو محض حکومت اور اقتدار کے لیے سرگرداں تھے۔"

پھر اس پہلو سے بھی غور کریں کہ اگر اس بات۔ یدعونہ الی النار۔ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان کا کیا حکم ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو ان کو جنتی کہتے ہیں، جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو جہنم کی دعوت دینے والے ہیں وہ خود جنتی کیسے ہو گئے؟ اگر نہیں تو دور مت جایئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بڑے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق تو خود شیعہ نے لکھا ہے:

((وفارق اخاه علیا امیر المؤمنین فی ایام خلافته وهرب الی معاویة وشهد صفین معه غیر انه لم یقاتل)) [2]

"یعنی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے بھائی (عقیل) ان کو

---

[1] الفتح: ج 13 ص 45

[2] عمدة الطالب فی انساب ابی طالب: ص 31 بحوالہ سیرت معاویہ نافع ص: 360

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور صفین میں ان کے ساتھ اگرچہ جنگ نہیں کی۔"

بلکہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((ووفد على معاوية واكرمه۔۔۔۔ فأتى معاوية فأعطاه مائة الف)) [1]

شیعی عالم علامہ ابو جعفر الطوسی نے بھی لکھا ہے۔

((قد أمرنا لك بمائة الف فأعطاه مائة الف)) [2]

"یعنی وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے انہیں ایک لاکھ کا عطیہ پیش خدمت کیا۔"

ذرا سوچیے اگر لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ ((يدعونه الى النار)) کا مصداق ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے تایا جان اور جناب ابو طالب کے بیٹے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد کے متعلق کیا رائے؟ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

جب معلوم ہے کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا باہمی اختلاف اقتدار کی رسہ کشی نہ تھی تو پھر ان حقائق و واقعات سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذمہ دار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر کی بجائے یہی خوارج کا گروہ ہے جس کے افراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں زیادہ پناہ گزیں تھے اور اسی تیسرے گروہ (خوارج) کو حدیث عمار رضی اللہ عنہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "تقتله الفئة الباغية" سے تعبیر و متعین فرمایا ہے۔

تنبیہ

بعض احادیث میں جو ((من ضئضئي هذا الرجل)) کے الفاظ آئے ہیں ان سے مراد ضروری نہیں کہ اس کی خونی نسل ہو بلکہ فکری و نظری یعنی معنی نسل اور ذریت مراد ہے

---

[1] تاریخ اسلام: ج 2 ص 233

[2] امالی، الطوسی: ج 2 ص 334، بحوالہ سیرت معاویہ نافع: ص 360

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ خوارج کا تعلق جس قبیلہ سے ہو نبی اکرم ﷺ پر معترض ہونے والے اسی بدنصیب ذوالثدیہ کی معنوی ذریت تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اگرچہ نقل کیا ہے:

((وقال فيه انه سيخرج من صلبه ونسله، لأن الخوارج الذين ذكرنا لم يكونوا من سلالة هذا، ولا أعلم أحدا من نسله وانما أراد من ضئضئى هذا أى من شكله وعلى صفته، فالله أعلم)) [1]

''یعنی اس کے متعلق جو یہ ارشاد ہے کہ ان کی صلب ونسل سے وہ گروہ نکلے گا جو اس سے مراد اس کے عقیدہ وفکر اور صفت خروج وفتنہ وغیرہ مراد ہے ورنہ جن خوارج کا ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے کوئی بھی اس نسل سے نہیں اور نہ ہی ہمارے علم میں کوئی ایسا خارجی ہے جو اس کی نسل سے ہو۔''

اس سے مراد اگر اس کی شخصی اور ذاتی نسل ہے تو ممکن ہے درست ہو ورنہ اس کے خاندان بنوتمیم سے تو متعدد افراد خوارج میں تھے مثلاً شبث بن ربعی، زیاد بن حفصہ اور ظہیان بن عمارہ وغیرھم یہ تمام تمیمی ہی تھے۔

لیکن اس خاندان سے خوارج ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بنوتمیم کے تمام افراد یا وہ قبیلہ ہی مذموم قرار پا جائے یا خوارج کا حکم رکھے ہر خاندان میں اچھے بُرے ہو سکتے ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تین وجہ سے بنوتمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا ہے:

((هم اشد أمتى على الدجال وجاء ت صدقاتهم فقال ﷺ هذه صدقات قومنا وكانت سبية منهم عند عائشة فقال ﷺ: اعتقها فانها من ولد اسماعيل)) [2]

''یعنی بنوتمیم میری امت میں سے دجال کے خلاف سب سے زیادہ سخت ہوں

[1] البدایہ: ج 7 ص300 [2] بخاری: 2405 مسلم: 2525

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے اور ان کے صدقات کو فرمایا یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں اسی طرح ان کی ایک خاتون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لونڈی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہے اسے آزاد کر دو۔"

اب اگر کوئی کہے کہ یہ خوارج تمیمی تھے بلکہ جھوٹی نبوت کی دعویدار سجاح بھی بنو تمیم سے تھی، لہٰذا بنو تمیم خاندان قابل مذمت ہے تو اس میں کوئی معقولیت نہیں بالکل ایسے ہی کہ کوئی شخص بنو امیہ کے خاندان کے کسی فرد کے کسی عمل کی بنا پر سارے بنو امیہ کو بُرا کہے اگر یہی معیار قائم کر لیا جائے تو پھر شاید قریش تو کجا بنو ہاشم بھی محفوظ نہ رہیں۔ دور مت جایئے یہ طعنہ دینے والے (کہ بنو امیہ کی نسل مٹ گئی ان کا نام لیوا کوئی نہیں) سادات کی حرکتوں کا ذرا جائزہ لے کر بتایئے کہ ان کو دیکھ کر کوئی شریف انسان بنو ہاشم یا قریش کے متعلق حسن ظن یا اچھا تاثر قائم کر سکتا ہے مگر ان کی غیر اخلاقی بلکہ غیر انسانی حرکتوں کی بنا پر قریش بنو ہاشم کی عظمت و حرمت کا انکار کیا جا سکتا ہے نہ ان کے اکرام و احترام اور وقار پر حرف گیری ہو سکتی ہے۔

اس طرح اگرچہ بعض علماء نے خوارج کا دونوں طرف ہونے کا لکھا ہے اور ہم نے بھی اسی کی ترجمانی میں ذکر کیا ہے ورنہ امر واقع میں ہمیں فی الوقت کوئی شہادت ایسی نہیں ملی کہ خوارج کا کوئی آدمی ابتداء ہی سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بھی تھا جو بعد ازاں خوارج کے ساتھ شامل ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا ہے چنانچہ بعض علماء کا یہ تاثر محض بروزن بیت معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ خوارج کی ایک کثیر تعداد حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھی جن کے کردار ہی نے صورتحال کو خراب بلکہ گھمبیر بنایا اور خوارج بھی بعد ازاں روافض کی طرح مختلف فرقوں تقسیم ہو گئے جن کے عقائد و افکار اور ان کے رجال کی تفصیل امام شہرستانی نے اپنی مایہ ناز کتاب الملل والنحل میں لکھی ہے جہاں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خوارج کی کس قدر زیادہ تعداد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل تھی بالخصوص ان ہی میں خوارج کا پہلا امام عبداللہ الراسبی اور اس کی سب سے پہلے بیعت کرنے والا عبداللہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الکواء بھی تھا اور حجاج بن عبداللہ البرک الصریمی جس نے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا۔ ((ترك حكم الله و حكم الرجال)) اور اسی بدنصیب نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے ضرب لگائی۔ بلکہ یہ ان تین خارجیوں میں سے ایک ہے جنہوں نے حضرت علی، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو شہید کرنے کی سازش کی تھی اور اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی ذمہ داری لی تھی۔ عروہ بن حدیر جس نے سب سے پہلے خوارج کی طرف سے تلوار اٹھائی بلکہ یہی شخص ہے جو نہروان سے بھاگ کر جب زیاد کے پاس آیا تو اس سے پوچھا گیا: حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ تو اس نے اچھا تاثر دیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو اس نے ان سے اظہار برأت کرتے ہوئے ان کے کفر کا کہا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا:

((كنت أتولاه الى ان حكم الحكمين، ثم تبرأت منه بعد ذلك وشهد عليه بالكفر، وسأله عن معاوية فسبه سبا قبيحا فأمر زياد بضرب عنقه)) [1]

''یعنی میں معاملہ تحکیم تک ان کے ساتھ تھا پھر ان سے الگ ہو گیا اور ان کے کفر پر گواہی دی، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو اس نے ان کو سب وشتم کیا، جس کے بعد زیاد نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دے دیا۔''

عمران بن حطان جس کے متعلق آتا ہے کہ:

((وهو مفتي الخوارج وزاهدهاوشاعرالاكبر))

''وہ خوارج کا مفتی اور صوفی تھا نیز ان کا بہت بڑا شاعر تھا۔''

اسی بدنصیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم ملعون کی تعریف میں قصیدہ لکھا اور کہا:

یاضربة من منیب ماارادبها الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا

---

[1] الملل و النحل: ج1 ص118

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انی لأذکرہ یوما فأحسبہ أوفی البریۃ عنداللہ میزانا [1]

''اس نیک آدمی نے یہ ضرب صرف اس لیے لگائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودگی حاصل کر سکے۔

میں اسے جس دن بھی یاد کرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ کے ہاں تمام مخلوق سے ترازو میں مکمل بدلہ ملے گا۔''

خیال رہے ابن ملجم کی بیوی قطام بنت شجنہ بن عدی بھی خوارج سے تھی اس کے متعلق امام ابن حزم نے لکھا ہے:

((وھی التی تزوجھا عبدالرحمن بن ملجم ومھرھا قتل علی رضی اللہ عنہ وکانت خارجیۃ وکان ابوھا شجنۃ واخوھا الا خضر بن شجنۃ قتلا یوم النھروان)) [2]

''اس سے عبدالرحمٰن بن ملجم نے شادی کی اور حق مہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا رکھا گیا یہ بھی خوارج سے تھی اور اس کا والد شجنہ اور بھائی اخضر بھی خوارج سے تھے جو نہروان کے معرکہ میں واصل جہنم ہوئے۔''

الھیصم بن جابر۔ جو ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ طیبہ بھاگ نکلا لیکن جب پکڑا گیا تو ولید نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کرنے کا حکم جاری کیا۔

صالح بن مسرح کو بھی حجاج نے قتل کیا۔

بہرحال ان جیسے متعدد خوارج کا ذکر کتب تاریخ میں ملتا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے یا اس سوال کا جواب بھی مل جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے صلح کے بعد حکومت ملنے پر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص کیوں نہ لیا؟ اس لیے کہ تقریباً یہ تمام قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اپنے انجام کو پہنچ چکے

---

[1] الملل: ج1 ص120 [2] جمھرۃ: ص 200

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے بلکہ قاتلین عثمان و عمار رضی اللہ عنہما تقریباً سبھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں واصل جہنم ہو چکے تھے۔ [1] تقدیر کا فیصلہ یہی تھا ورنہ اولیں مرحلہ میں یہ کام ہو جاتا تو شاید تاریخی جغرافیہ مختلف ہوتا لیکن۔

ما شاء الله كان وما لم يشأ لم يكن.

الأئمة المضلين کون؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((انما اخاف على أمتي الأ ئمة المضلين)) [2]

''مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف گمراہ اماموں سے ہے۔''

حسن بن فرحان المالکی نے کہا ہے:

((وقد كان على وعمار وعبادة وخزيمة بن ثابت ومن معهم يرون ان معاوية من هولآء ومن ذلك قول علي۔ لما طلبوا منه ان يبقى معاوية على الشام۔ فتلا الآية الكريمة۔ ﴿وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا﴾ (الكهف: 51) وكان عبادة يحلف ان معاوية من أمراء السوء، وأما عمار فرأيه في معاوية أشهر وأما خزيمة ذوالشهادتين فهوا لقائل: بانت لي الضلا لة)) [3]

''یعنی حضرت علی، حضرت عمار اور حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھی سمجھتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حدیث میں مذکور ائمہ میں سے تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب مطالبہ ہوا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام پر رہنے

---

[1] مقالاتِ اسلامیین: ج1 ص212

[2] ابوداؤد، رقم: 4252، ترمذی: 2229

[3] منزلة معاوية رضی اللہ عنہ للشيخ القروی: ص1024

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیں تو انہوں نے کہا میں گمراہوں کو معاون نہیں بنا سکتا جبکہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برے حکمرانوں میں سے کہتے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی رائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے۔ جبکہ حضرت خزیمہ صاحب الشہادتین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مشاجرت پر فرمایا تھا گمراہی مجھ پر واضح ہوگئی۔''

یہ حدیث تو اگرچہ صحیح ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ان أئمہ مضلین سے کون مراد ہیں ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مراد لینا درست نہیں اور اس دعوی کی بنیاد جن آثار صحابہ پر رکھی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہیں؟ مثلاً

1۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول جس سند سے تاریخ ابن عساکر وغیرہ میں مذکور ہے اس کی سند میں یحییٰ بن سلیمان الجعفی متکلم فیہ ہے جبکہ دوسرا راوی نصر بن مزاحم ہے جسے امام ابوخیثمہ نے کذاب اور امام ابوحاتم نے زائغ الحدیث، واهی الحدیث، متروك، امام العجلی نے ((كان رافضيا غاليا، ليس ثقة ولا مامون)) کہا ہے جبکہ امام العقیلی نے ((شيعي في حديثه اضطراب وخطاء)) کثیر کہا ہے۔ (میزان، لسان) ایک اور راوی نمیر بن وعلہ ہے جو رافضی تھا اور أئمہ فن نے اسے مجہول کہا ہے۔

2۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا اثر جس سند سے منقول ہے اس کی سند بھی صحیح نہیں۔ [1]

3۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اثر (تاریخ ابن عساکر) کو جن حضرات نے بھی بیان کیا ہے اس کی سند کا بنیادی راوی محمد بن عمر الواقدی ہے جس کو امام علی بن المدینی نے وضاع کہا ہے جبکہ امام نسائی نے اسے معروف کذابوں میں شمار کیا ہے جبکہ امام بخاری فرماتے ہیں:

---

[1] منزلہ معاویہ رضی اللہ عنہ : ص 1024

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متروک الحدیث، ترکہ احمد وابن المبارک وابن نمیر واسماعیل بن زکریا اور ابن عدی نے کہا ہے: ((متون اخبار الواقدی غیر محفوظة وهو بین الضعف)) امام ذہبی لکھتے ہیں:

((قال احمد بن حنبل هو كذاب يقلب الاحاديث .....وقال البخاری وابو حاتم متروك.....استقرا لا جماع على وهن الواقدی)) ❶

مزید فرماتے ہیں:

((لم أسق ترجمة هنا لاتفاقهم على ترك حديثه وهو من أوعية العلم لكنه لا يتقن الحديث)) ❷

''میں نے یہاں ان کا ترجمہ تفصیلاً اس لیے نہیں لکھا ہے تمام ائمہ فن کا اس کی حدیث چھوڑنے پر اتفاق ہے وہ علم کا دریا ہونے کے باوجود حدیث میں مضبوط نہ تھے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((قال احمد كذاب----وقال الشافعی كتب الواقدی كلها كذب و قال النسائی: الكذابون المعرفون بالكذب على رسول الله ﷺ اربعة الواقدی بالمدينة)) ❸

اس اثر کی سند میں ایک دوسرا راوی عبدالحارث بن الفضیل عن ابیہ ہے۔ ان دونوں کا ترجمہ دستیاب کتب تراجم میں دستیاب نہیں گویا وہ مجہول ہے۔

چنانچہ یہ اثر قابل حجت نہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس اثر سے طعن محض بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کا مظہر ہے ورنہ ان کے برعکس علماء نے یہاں ''ائمہ مصلین'' سے کن کو مراد لیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

---

❶ میزان: ج 3 ص 110

❷ التذکرہ: ج 1 ص 348، رقم الترجمہ: 334

❸ التہذیب: ج 9 ص 366

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے ﴿الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ﴾ اور ﴿الضَّالِّينَ﴾ سے الگ رہنے کی دعا سکھائی ہے اور سورت فاتحہ میں ان دونوں سے کون مراد ہیں خود نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اليهود مغضوب عليهم والنصارى ضلال)) ❶

''یہودی، مغضوب علیہم جبکہ الضالین سے مراد نصاری (عیسائی) ہیں۔''

دوسری طرف ان کے احبار و رہبان کی دین بیزاری بلکہ دین فروشی اور دین دشمنی کا بھی ذکر ہوا ہے جبکہ امت مسلمہ کے ایسے علماء جن کا کردار احبار و رہبان جیسا ہوگا وہ بھی ان ہی کے حکم میں ہیں امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كانو يقولون من فسد من علمائنا ففيه شبه من اليهود ومن فسد من عبادنا ففيه شبه من النصارى)) ❷

''سلف کہتے ہیں ہمارے جو علماء خراب (بدعمل) ہوں تو ان میں یہود سے مشابہت ہے اور جو عباد (صوفی) خراب (بدعمل) ہوں تو ان میں عیسائیوں سے مشابہت ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فمن عرف الحق ولم يعمل به أشبه اليهود--- ومن عبدالله بغير علم بل بالغلو والشرك أشبه النصارى--- فالاول من الغاوين والثاني من الضالين)) ❸

''جو حق پہنچاننے کے باوجود اس پر عمل نہ کرے وہ یہود جیسا ہے اور جو بلا علم بلکہ غلو و شرک سے اللہ کی عبادت کرے وہ عیسائیوں جیسا ہے پہلا گروہ خواہش پرست اور سرکش ہے جبکہ دوسرا گروہ گمراہ ہے۔''

چنانچہ ایسے عالم و صوفی دونوں فتنہ کا سبب بن جاتے ہیں اسی لیے آپ سلف صالح کا قول نقل کرتے ہیں:

---

❶ ترمذی : 3186 ❷ مجموع الفتاوی: ج 1 ص 197 ❸ ایضاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((احذروا فتنة العالم الفاجر والعابد الجاهل فان فتنتهما فتنة لكل مفتون)) ❶

''بدکار (بدعمل) عالم اور جاہل صوفی کے فتنہ سے بچو کہ ان دونوں کا فتنہ ہر مبتلائے فتنہ کی بنیاد ہے۔''

علامہ السندھی نے لکھا ہے:

((أئمة المضلين۔ أى داعين الخلق الى البدع)) ❷

''أئمہ مضلین سے مراد لوگوں کو بدعات کی دعوت دینے والے ہیں۔''

علامہ شمس الحق محدث ڈیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((الأئمة المضلين۔ اى الداعين الى البدع والفسق والفجور فى امتى)) ❸

یہی بات محدث المبارکپوری نے التحفہ: ج3 ص231 پر لکھی ہے کہ ان گمراہ اماموں سے مراد امت میں بدعات اور فسق و فجور کی دعوت دینے والے ہیں۔

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((الداعين الى البدع۔ كما وقعت فتنة القرآن فى زمن الامام احمد رحمہ اللہ وقتل فيها من علماء الحق بقدر لا يحصى عددهم)) ❹

''ان سے مراد بدعات کی دعوت دینے والے ہیں جیسا کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے زمانہ میں فتنہ خلق القرآن پیدا ہوا جس میں بے شمار علماء حق کو شہید کر دیا گیا۔''

ان توضیحات کے ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اس روایت کا مکمل متن یوں ہے:

((انما أخاف على امتى أئمة المضلين قال وقال رسول الله ﷺ لا

---

❶ مجموع الفتاوى: ج 1 ص197 ❷ حاشيه ابن ماجه: ج 2 ص465

❸ عون المعبود: ج 4 ص157 ❹ بذل المجهود: ج 17 ص149

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تـزال طـائفة من امتي على الحق ظاهرين لا يضرهم من خذلهم حتى ياتي أمر الله)) ❶

''کہ آپ ﷺ نے گمراہ اور گمراہ کن اماموں سے امت پر اپنے خوف کا اظہار کرنے کے ساتھ فرمایا: میری امت سے ایک جماعت اور گروہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا ان کی مخالفت کرنے والے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔''

اب ((أئـمة المضلين)) کے مقابلہ میں ((ظـاهرين على الحق)) کا جائزہ لیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی قطعاً نہیں، کیونکہ وہ مقدس جماعت تو قرآن وسنت پر قائم ہی نہیں بلکہ اس کی داعی تھی۔ البتہ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ بدعت خروج رفض کے متوالے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ ((طائفه باغيه)) یہی لوگ ہیں جو اس تسلسل سے سبائی ایجنڈے پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جنگ صفین وجمل سے گزرتے ہوئے واقعہ کربلا ہی نہیں بلکہ کوفہ سے اٹھنے والے عقیدہ و سیاست کے ہر فتنہ کا اہم کردار اور ہراول دستہ رہے چنانچہ اس حدیث کا مصداق بھی وہ لوگ ہیں جو روافض، خوارج جیسے بدعتی فرقوں کی صورت میں موجود تھے اور آج تک ہیں اور یہی لوگ ہمیشہ حق (قرآن وحدیث) کے خلاف صف آراء رہے بلکہ قرآن وحدیث کے مخالف بعد کے تمام فتنوں اور بدعات کے علمبردار بھی ان ہی کے خوشہ چین اور ان ہی کی ذریت کے مختلف روپ ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((الأئـمة الـمـضـلين۔ أئمة الشر۔۔۔۔ كرؤساء الجهمية والمعتزلة وغيرهم الذين تفرقت الأمة بسببهم)) ❷

''ائمہ مضلین سے مراد شر وفساد پھیلانے والے (مذہبی) سردار ہیں جیسا کہ

---

❶ ترمذی مع التحفه: ج 3 ص231

❷ مجموع الفتاوی: ج9 ص477،القول المفيد على كتاب التوحيد : ج 1 ص478

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ کے سردار اور امام ہیں جن کی وجہ سے امت کا شیرازہ بکھر گیا۔"

اب اس کے باوجود اس سے صرف امراء مراد لینا اور پھر ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو داخل سمجھنا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو ان امراء وائمہ میں سے ہیں جنہوں نے عدل وانصاف کو قائم کیا اور شریعت کی بالا دستی کا لوہا منوایا اور فتنوں کی سرکوبی کر کے سلطنت اسلامیہ کو وسعت و استحکام دیا۔ لہٰذا ان کو اس حدیث کا مصداق بنانا ان کے بغض وعداوت کی بنا پر لعنت کا مصداق بننا ہے۔

بلکہ اس سے مستزاد یہ کہ جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیگر صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو۔ ھادیا مھدیا۔ تسلیم کرتے رہے تو ان کو ان الفاظ کا مصداق قرار دینا ہر اعتبار سے غلط ہے۔

حبِ علی رضی اللہ عنہ ایمان ہے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہوئے بعض حضرات اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((انہ لعھد النبی الا می ﷺ الی انہ لا یحبنی الا مؤمن ولا یبغضنی الا منافق)) [1]

"جناب نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد کیا کہ تم سے محبت صرف مومن رکھے گا اور تم سے بغض صرف منافق رکھے گا۔"

چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کی تو یہ بغض ہی کا مظہر تھی لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے مصداق ٹھہرے۔

اس حدیث سے یہ استدلال یا نتیجہ اخذ کرنا نقل وعقل کے خلاف بلکہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے کہ کسی سے اختلاف کا مطلب اس سے بغض کیسے لیا جا سکتا ہے بلکہ اس میں ترادف ولزوم کی نسبت نہیں، عموم خصوص کی نسبت ہے کہ ہر اختلاف بغض کو لازم ہوتا ہے نہ

[1] مسلم رقم: 78

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہر بغض اختلاف کو لازم ہوتا ہے اس چیز کو ثابت کرنے کے لیے دلائل اور خارجی مضبوط قرائن وشواہد کی ضرورت ہے ورنہ تو کہنا پڑے گا کہ نعوذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے اور شاید اس سے بڑی تہمت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اور کوئی نہیں کیونکہ ایک دوسرے مسلمان کے متعلق بغض و کدورت رکھنے پر جو وعید شریعت میں سنائی گئی ہے اس کے بعد کسی عام مسلمان سے بھی دوسرے مسلمان کے متعلق بغض رکھنے کی توقع نہیں چہ جائیکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفوس قدسیہ جن کی طہارت قلب اور باہمی اخوت ومودت اور الفت ومحبت کی قرآن و حدیث شہادت دیتے ہیں ان کے متعلق یہ تصور کیا جائے بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اور تقرب نبوت رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

پھر واقعات بھی اس الزام و اتہام کی تردید کرتے ہیں کہ مغیرہ بن مقسم کہتے ہیں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی اس وقت وہ اپنی اہلیہ کے ہاں قیلولہ کر رہے تھے یہ خبر سنتے ہی فرمایا:

((﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾، ماذا فقدوا من العلم والحلم والفضل والفقه، فقالت امرأته أنت بالأمس تطعن في عينيه وتسترجع اليوم عليه؟ قال: ويلك لا تدرين ماذا فقدوا من علمه وفضله وسوابقه)) [1]

''﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ پڑھا اور کہا لوگ کس قدر علم وحلم، فضل وشرف اور فقہ وحکمت کے خزانہ سے محروم ہو گئے، اہلیہ نے یہ سن کر کہا: کل تک تم ان سے برسر پیکار تھے اور آج انا للہ..... پڑھ رہے تو فرمایا: افسوس، تمہیں معلوم ہی نہیں لوگ ان کے علم اور فضل وشرف کے کس پہاڑ اور کار ہائے نمایاں نیز اعزازات کے کس شاہکار سے محروم ہو گئے ہیں۔ بلکہ ابو مسلم خولانی اور دیگر ساتھی جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ حضرت

[1] تاریخ دمشق: ج23، ص623

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ سے نزاع کر رہے ہیں کیا آپ فضل وشرف میں ان کے برابر ہیں؟ تو فرمایا:

((لا والله انی لأعلم ان علیا أفضل منی وأنه لأحق بالأمر منی)) ❶

''نہیں، اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل اور بہتر ہیں اور وہ حکومت کے بھی مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔''

ضرار بن ضمرہ الکنانی اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف میں اپنے تاثرات و جذبات بیان کیے تو آپ اس قدر متاثر اور جذباتی ہوئے کہ:

((فوكفت دموع معاوية على لحيته مايملكها، وجعل ينشفها بكمه، وقد اختنق القوم بالبكاء فقال: كذا كان ابو الحسن رضی اللہ عنہ)) ❷

''بے ساختہ آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی جو آپ کی داڑھی پر گر رہے تھے اور آپ آنسو روکنے کی ہمت نہ پا رہے تھے اور آنسوؤں کو اپنی قمیص کی دستی سے صاف کر رہے تھے یہ رقت آمیز منظر دیکھ کر لوگ بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا: حضرت ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ ایسے تھے۔''

پھر خدا نخواستہ اگر اس افسانہ بغض و عداوت میں کچھ حقیقت ہوتی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت وعقیدت کا اظہار نہ کرتے۔ خندہ پیشانی سے ان کا استقبال نہ کرتے، ان کے لیے وظائف مقرر نہ کرتے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ تعلق خاطر اور اہلبیت سے یہ محبت ومروت دلیل اور شہادت ہے کہ ان کا دل حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم کے متعلق ''قلب سلیم'' تھا۔

تصویر کا دوسرا رخ

پھر یہ محبت کوئی یکطرفہ نہیں تھی جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دل میں حضرت

---

❶ تاریخ دمشق: ج59 ص132

❷ تاریخ دمشق: ج: 14،ص: 103 الحلیه: ج 1 ص84 منهاج السنة: ج 7 ص488

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی رضی اللہ عنہ سے محبت ومودت اور اکرام و احترام کا تعلق رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی طرف سے بھی ایسی ہی محبت اور اکرام و احترام کا مظاہرہ ہوا جبکہ اس مشاجرت کے تناظر میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((قتلاي و قتلى معاوية في الجنة)) ❶

''ہمارے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین سبھی جنتی ہیں۔''

بلکہ ایک رات شامی لشکر کی طرف دیکھ کر فرمایا:

((اللهم اغفرلي ولهم))

''یا اللہ! مجھے اور ان کو بخش دے۔''

بعض روایات میں ہے کہ صفین کے موقع پر ایک شخص نے کہا:

((اللهم العن أهل الشام))

''یا اللہ! اہل شام پر لعنت کر۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ سنے تو فرمایا:

((لا تسبوا أهل الشام جما غفيرا فان بها الابدال،فان بها الابدال، فان بها الابدال قالها ثلاثا)) ❷

''اہل شام کو برا مت کہو،شام میں ابدال ہیں اور یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے۔''

چنانچہ اگر احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام اور اہل شام کی جو فضیلت بیان فرمائی اس کے تناظر میں اہل شام (لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ) کو اس روایت کا مصداق ومظہر بنانا کسی اعتبار سے بھی درست نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ

((انكم ستنجندون اجنادا جندا في الشام وجندا في العراق وجندا

---

❶ سیر: ج3 ص144

❷ مصنف عبدالرزاق: ج10 ص286، رقم: 21529

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالیمن قال قلت: یارسول الله ﷺ خرلی، قال: علیکم بالشام۔۔۔۔۔ فان الله قد تکفل لی بالشام و أهله)) ❶

''تم مختلف گروہ بن جاؤ گے ایک گروہ اور لشکر شام میں ہوگا ایک لشکر عراق میں ہوگا جبکہ تیسرا لشکر یمن میں ہوگا میں (عبد بن حوالہ رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے فرمایئے میں کس لشکر کو اختیار کروں؟ تو فرمایا شامی لشکر میں شامل رہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کے متعلق ضمانت دی ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((رایت عمود الکتاب انتزع من تحت وسادتی فذهب به الی الشام فأولته الملك وفی روایة انی اولت ان الفتن اذا وقعت ان الایمان بالشام)) ❷

''میں نے دیکھا کہ میرے تکیہ (سرہانے) کے نیچے سے نکل کر ایک خط (نشان) شام کی طرف گیا ہے جس کی تعبیر میں نے یہ کی ہے کہ حکومت شام میں ہوگی ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ جب فتنے بپا ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔''

حضرت ذوالکلاع اسمیفع ابو شرحبیل رضی اللہ عنہ کی صحبت میں اگرچہ اختلاف ہے تاہم وہ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اس معرکہ میں شہید ہوئے جبکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئے تو مشہور تابعی ابو میسرہ رحمہ اللہ بتاتے ہیں کہ:

((انه رأی ذا الکلاع وعمارا فی ثیاب بیض بفناء الجنة فقال: ألم یقتل بعضکم بعضا؟ قالوا: بلی! ولکن وجدنا الله واسع المغفرة)) ❸

---

❶ تاریخ دمشق: ج 1 ص 55 ❷ تاریخ دمشق: ج 1 ص 84-83

❸ الاصابه: ج 2 ص 183

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اُنہوں نے خواب میں حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ذوالکلاع رضی اللہ عنہما کو جنت کے صحن میں سفید لباس میں دیکھا تو پوچھا: تم تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے؟ تو یہ کیا کہ اب دونوں جنت میں اکٹھے ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے لیکن ہم نے اللہ کو بڑی وسیع مغفرت والا پایا ہے۔''

حضرت امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا:

((انی أبغض معاویة، قال له لم؟ قال: لأنه قاتل علیا بغیر حق، فقال له ابوزرعة: رب معاویة رب رحیم وخصم معاویة خصم کریم فما دخولك بینهما)) [1]

''میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض اور کینہ رکھتا ہوں، اُنہوں نے پوچھا: کیوں؟ کہا: اس لیے کہ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناجائز اور بلا وجہ جنگ کی، امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا رب بڑی رحمت والا ہے جبکہ اُن کا مخالف بڑا کریم النفس ہے تو تمہیں ان دونوں میں پڑنے کی کیا ضرورت؟''

بہر حال شام اور اہل شام کے ایسے فضائل کے باوجود یہ کیونکر ممکن ہے کہ اہل شام کو نعوذ باللہ ((الائمة المضلین)) سے تعبیر کیا جائے۔ الغرض اس روایت پر مبنی یہ طعن لفظا ومعنا غلط ہی نہیں بلکہ خلاف نقل وعقل بھی ہے۔ جس کا مبدأ ومنشا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض وحسد کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

شراب نوشی کے بہتان کی حقیقت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع میں جن روایات وآثار کو بڑا بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن بریدۃ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بھی ہے۔ جس میں وہ بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے والد رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئے آپ نے

[1] الفتح : 13 ص108

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں چٹائی پر بٹھایا پھر ہمارے لیے کھانا لایا گیا ہم نے اسے تناول کیا بعد ازاں۔

((ثم اتينا بالشراب فشرب معاوية، ثم ناول أبي، ثم قال: ماشربته منذ حرمه رسول الله ﷺ ثم قال معاوية: كنت أجمل شباب قريش وأجوده ثغرا، وماشئى كنت اجدله لذة كما كنت أجده وأنا شاب غير اللبن أوانسان حسن الحديث يحدثنى)) [1]

''یعنی ہمارے لیے مشروب لایا گیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نوش کیا پھر میرے والد کو تھمایا اور کہا: جب سے جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے میں نے نہیں پیا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مزید بتایا کہ میں قریش کا سب سے خوبصورت نوجوان اور عمدہ دانتوں والا (خوبصورت) تھا میں اپنی جوانی میں کسی چیز میں اتنی لذت نہیں پاتا تھا جتنی لذت دودھ میں پاتا یا کوئی ایسا شخص جو مجھے بہترین باتیں سنائے۔''

یہی روایت اسی سند سے یوں بھی ہے:

((واتى بشراب فشرب فقال معاوية: ماشئى كنت أستلذه وأنا شاب فأخذ اليوم الاباللبن فانى آخذه كما كنت آخذه قبل اليوم والحديث الحسن)) [2]

''پھر مشروب لایا گیا وہ نوش کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنی جوانی میں دودھ کے علاوہ کسی دوسری چیز سے لذت حاصل نہ کرتا تھا اور اچھی گفتگو چنانچہ آج بھی اسے ویسے ہی لیتا ہوں جیسے پہلے لیتا تھا۔''

اس روایت کے معنوی تجزیہ سے قبل یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کی فنی حیثیت کیسی ہے؟ اس حدیث کے رجال میں متکلم فیہ بھی ہیں، امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اگرچہ لکھا ہے: ((رجاله

---

[1] مسند احمد: ج38، ص 26، رقم: 22941

[2] مصنف ابن ابی شیبة: ج17 ص109، رقم: 32586

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رجال الصحيح)) لیکن یہ صحیح نہیں۔ تاہم احمد کی سند میں زید بن حباب اور حسین الواقد ہیں۔ ان کے متعلق امام احمد سے منقول ہے:

((عبدالله بن بريدة روى عنه حسين بن واقدما انكر ها وابوا لمنيب ايضاً، يقولون كانها من قبل هولآء)) ❶

اسی طرح فرمایا:

((ما أنكر حديث حسين بن الواقد وابى المنيب عن بريد ة)) ❷

''جبکہ حسین بن الواقد کے متعلق تو۔ لیس بذاک، لہ اشیاء منا کیر۔ بھی کہا ہے۔''

ابن ابی شیبہ کے شیخ زید بن حباب کو کثیر الخطاء کہا گیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے زید بن حباب کے متعلق کہا ہے کہ!

((ضعيف، لم يوثقه غير ابن حبان)) ❸

اگر چہ بعض علماء نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ امام ابن حبان نے کہا ہے کہ۔ وربما أخطاء فی الروایات۔ جبکہ امام احمد فرماتے ہیں:

((فى احاديثه زيادة ما ادرى اي شئى هى ونفض يده))

یعنی ان کی احادیث کا کوئی اعتبار نہیں اسی طرح عبداللہ بن بریدہ کی اپنے والد سے روایات کو منکر بھی کہا گیا ہے جبکہ بعض نے اس پر ادراج کا اعتراض بھی کیا ہے گویا کہ سند کے ساتھ متن پر بھی اعتراض ہے۔

متن پر اعتراض میں یہ بات بڑی اہم ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((وفى كلام معاوية شئى تركته)) ❹

اور یہ متروک الفاظ وہی ہیں جو مسند احمد میں ہیں۔ ((ما شربته منذ حرمه رسول الله))

---

❶ العلل: ج 2 ص22، رقم: 1420
❷ العلل: ج 1 ص301، رقم: 497
❸ ضعيف الا دب المفرد : ص 77
❹ المجمع: ج5 ص42

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''لہٰذا اس زیادتی اور اضافہ سے یہ الزام کشید کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔''

بہرحال اس سے قطع نظر دیکھنا یہ بھی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے والے اور ان پر الزام واتہام لگانے والے حضرات اس واقعہ میں مذکورہ لفظ ((شـــــراب)) کا معنی اردو زبان کے لفظ ''شراب'' سے کرتے ہیں حالانکہ عربی لغت میں اردو کے لفظ شراب۔ کو ''خمر'' کہا جاتا ہے اور اس میں معنوی وسعت کہ "الـخـمـر مـا خامر العقل" سے کسی اور چیز کو تعبیر کر بھی لیا جائے تو اس پر ''مسکر'' کا لفظ بولا جاتا ہے محض ''شراب'' بول کر عموماً اور عرفاً ((خـمـر)) مراد نہیں لی جاتی۔ اب اس روایت کے جملہ طرق کے تمام الفاظ کو خوردبین لگا کر دیکھنے سے بھی اردو۔ شراب۔ (خمر) کا کہیں ذکر نہیں ملتا، پھر بھی اگر اس لفظ سے یہ کھینچ تان کر یہ مفہوم کشید کیا جاتا ہے تو یہ محض جہالت یا ضلالت ہی نہیں بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطعون کرنے کی صیہونی اور سبائی سازش اور رافضی ایجنڈے کی تکمیل ہے۔

اگر کوئی کہے کہ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں کہا: منذ حرمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کو حرام قرار دینے کے بعد کبھی نہیں پیا؟ اگر الفاظ کے سیاق وسباق کو دیکھیں تو اس سوال کا جواب اس روایت سے ہی مل جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ کی طرف سے کراہت وانقباض کو دیکھتے ہوئے کہے ہوں کہ یہ کوئی حرام مشروب نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مشروب کو حرام قرار دینے کا بعد نوش نہیں کیا۔ اور یہ بھی کہ احتمال ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا ہو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شراب نوش کی ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تردید کر دی کہ میں نے حرمت شراب کے بعد سے کبھی شراب نوش نہیں کی۔

اس کی یہ توجیہ اور تعبیر بھی ہوسکتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ محض استطراد ادا کہے ہوں کہ ان کا اگرچہ محل تو نہیں تھا مگر اضافی فائدہ کے طور پر بتایا کہ میں نے کبھی شراب نوش نہیں کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر ان الفاظ کا ان پہلوؤں سے بھی دیکھنا ضروری ہے کہ ((ما شربته منذ حرمه رسول الله ﷺ)) میں ضمیر۔ ہ۔ کا مرجع کیا ہے؟ چنانچہ اس ضمیر کا مرجع نفس مشروب نہیں بلکہ اضمار فی مقام الاظہار کے قبیل سے ہے جو من وجه ابلغ و أفصح ہوتا ہے اسی لیے علامہ عبدالرحمٰن محمد سعید دمشقیہ نے لکھا ہے:

((وضع معاوية الشراب في يد بريدة ثم قال: ماشربته، أي الخمر منذحرمه النبي ﷺ و كان حقه أن يقول: ماشربت الخمر منذحرمه النبي ﷺ ولكنه جاء بالضمير عوض الظاهر استشنا عا للنطق باسم الخمر)) [1]

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کو شراب تھماتے ہوئے فرمایا ((ماشربته)) میں نے اس (شراب) کو حرام ہونے کے بعد سے کبھی نہیں نوش کیا کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ میں نے خمر (شراب) کو نبی اکرم ﷺ کے حرام قرار دینے کے بعد سے کبھی نہیں نوش کیا لیکن انہوں نے نشہ آور مشروب (خمر) سے انتہائی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اس کا (معروف) نام لینے سے بھی گریز کیا اور ظاہر نام کی بجائے ضمیر لانے پر اکتفا کیا۔

بایں صورت تو یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ آپ کو اس نشہ آور مشروب سے اس قدر نفرت اور کراہت تھی کہ اس کا نام لینا بھی گوارا نہ تھا چنانچہ جس شخص کو اس نشہ آور مشروب (خمر) سے اتنی نفرت ہو اس سے یہ توقع کیسے کی جا سکتی ہے وہ اسے پیتا ہو، لہٰذا انہوں نے اپنی اس نفرت اور کراہت کی بنا پر جب دسترخوان پر حلال مشروب، دودھ کو دیکھا تو زمانہ جاہلیت یاد آیا کہ تب شاید کوئی دسترخوان بھی اس حرام مشروب سے خالی نہ رہتا تھا مگر آج اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صراط مستقیم اور ہدایت پانے اور اسلام لانے کے بعد یہ انقلاب آیا کہ اس حرام مشروب (خمر) کی جگہ یہ حلال مشروب (لبن) رکھا جاتا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ جس مشروب کو اب نوش کیا جا رہا ہے وہ لبن (دودھ) تھا خمر (شراب) نہ

[1] الاستدلال بالسنة النبويه عند الشيعة في ميزان النقد العلمي : ص 876

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اور اس پہلو کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پسند قرار دیا ہے بلکہ بتایا ہے کہ اب تو میں عمر کے اس حصہ میں پہنچ چکا ہوں جہاں نشہ بازی کی خواہش رہتی ہے نہ ضرورت، میں نے تو تب بھی اس حرام مشروب کی بجائے حلال مشروب دودھ ہی کو ترجیح دی اور پسند کیا۔ جب عام لوگ اس کے عادی ہوتے ہیں۔

اگر روح کی پلیدگی اور قلب وفکر کی آلودگی نہ ہو تو یہ روایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کسی اہم فضیلت کی طرف اشارہ ہی نہیں کرتی بلکہ تصور اور عقیدت یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تناظر میں غور کرتے ہوئے ذرا حدیث معراج کو پڑھیے اور اس جملہ پر ٹھہر کر غور کیجیے جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((واوتيت بانائين في أحدهما لبن وفي الآخر خمر، قيل لي خذ أيها شئت فاخذت اللبن فشربت فقيل هديت الفطرة أو أصبت الفطرة أما انك لو أخذت الخمر غوت أمتك)) [1]

''مجھے دو برتن پیش کیے گئے جن میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی، مجھے کہا گیا ان دونوں میں سے جسے چاہو لے لو، میں نے دودھ لے کر پی لیا تو مجھے کہا گیا تم نے فطرت کو پا لیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شراب کو لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گمراہ ہو جاتی۔''

اسے حسن توافق سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ دودھ کی پسند، بخت بلند کی علامت ہے۔ اور معلوم ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں شراب نوشی منع نہ تھی اگر اس دور جاہلیت میں کسی نے شراب نوشی کی بھی تو ((الاسلام يهدم ما كان قبله)) اسلام لانے کے بعد اس کا جرم، جرم نہیں رہتا بلکہ اس جرم کا طعنہ دینا جرم بن جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنی طرف سے وضاحت کر دی کہ میں نے حرمت شراب کے بعد کبھی شراب نوش نہیں کی تو پھر ایسے شخص کی پاک دامنی کو آلودہ کرنے کے لیے حرمت شراب کے بعد کے واقعہ کو ان کی

---

[1] بخاری: 3394 مسلم: 168 واللفظ له

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شراب نوشی سے تعبیر کرنا اس کے خلاف حسد و بغض اور خبث باطن کے علاوہ کوئی مفہوم نہیں رکھتا۔

بالخصوص جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف کہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ:

((سمعت رسول الله ﷺ يقول: كل مسكر حرام على كل مؤمن)) ❶

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ہر نشہ آور چیز ہر مومن پر حرام ہے۔''

اور یہ کہ:

((قال رسول الله ﷺ من شرب الخمر فاضربوه وان عادفاضربوه وان عاد فاضربوه فان عاد فاقتلوه)) ❷

''جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب نوش کی اس کو (کوڑے) مارو، اگر وہ دو بارہ شراب نوش کرے تو پھر اسے (کوڑے) مارو، اگر وہ تیسری بار یہ جرم کرے تو پھر اسے (کوڑے) مارو اگر پھر بھی باز نہ آئے اور شراب نوشی کرے تو اسے قتل کر دو۔''

بلکہ یہ بھی آتا ہے کہ آپ نے نشہ کرنے والے کو قتل کیا۔ ❸

بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا متبع سنت ہونا تو اظہر من الشمس ہے تو ان سے کیسے قیاس یا تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ شراب نوشی کے مرتکب ہوں۔

فائدہ

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں اس شراب (مشروب) سے مراد نبیذ ہے جو کھجور سے مخصوص طور پر تیار کیا جاتا تھا اور اسے مسکر ہونے سے قبل نوش کیا جاتا تھا ہاں اگر اس میں سکر، نشہ پیدا ہو جائے تو اس کا حکم بھی عام شراب (خمر) کا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

---

❶ سنن ابن ماجه : 3388 ❷ مسند احمد : ج28 ص100، رقم: 16888

❸ الاستدلال بالسنة النبويه : ص 876

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((كل مسكر حرام)) ❶

''ہر نشہ آور چیز (زیادہ ہو یا کم) حرام ہے۔''

اور اس کو نوش کرنے کے بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قائل تھے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المال کے انچارج طریف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

((ان عليا شرب نبيذ جرة خضراء)) ❷

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سبز رنگ کے مٹکے کا نبیذ نوش کیا۔''

بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت امام محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق امام منذر الثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((انه كان يشرب نبيذ الدن)) ❸

''موصوف مٹکے کا نبیذ نوش کرتے تھے۔''

یعنی اگر اس سے نبیذ مراد لیا جائے تو عام معنی میں شراب نوشی کا الزام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے رفع ہو جاتا ہے اور اگر اس پر بھی کوئی اعتراض ہو تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ بھی محفوظ نہیں رہتے۔

فرعونِ اُمت کا تنابز

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مطاعن و مثالب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی ذکر کی جاتی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لكل امة فرعون و فرعون هذه الامة معاوية بن ابى سفيان))

''ہر امت کا ایک فرعون ہے میری امت کا فرعون معاویہ بن ابی سفیان ہے۔''

یہ روایت موضوع ہے جیسا کہ علامہ ابن جوزی کی العلل المتناهيه: ج1 ص280 اور علامہ الشوکانی کی الفوائد المجموعه: ص408 سے معلوم ہوتا ہے علامہ ابن العراق

---

❶ بخاری، رقم: 4087 ❷ طبقات لا بن سعد: ج 6 ص171

❸ ایضاً: ج 5 ص85

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اسے تنزیہ الشریعہ: ج 2 ص 20 علامہ الفتنی نے تذکرۃ الموضوعات ص 100 پر ذکر کیا ہے۔

روایت: علي غير سنتي او غير ملتي۔۔۔ کی حیثیت

اسی طرح ان مثالب میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی جاتی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ليطلعن عليكم يبعث يوم القيامة على غير سنتي اوغير ملتي-----
فطلع معاوية فقال النبي ﷺ هوهذا)) ❶

''ابھی اس راستہ سے ایک آدمی آئے گا جو میری ملت یا میری سنت پر نہیں اُٹھایا جائے گا۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آئے جس پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی وہ ہے۔''

یہ روایت بھی صحیح نہیں کہ اس میں ایک راوی بکر بن ھیثم مجہول ہے اس کی متابعت اگرچہ اسحاق بن ابراہیم الدبری سے ثابت ہے لیکن وہ خود ضعیف ہے خصوصاً جب وہ عبدالرزاق سے روایت کرتا ہے، حافظ ابن حجر نے کہا ہے: ((ما كان الرجل صاحب حديث لكن روى عن عبدالرزاق احاديث منكرة)) یہ حدیث کے قابل نہیں اس نے عبدالرزاق سے منکر احادیث بیان کی ہیں۔

اس روایت کی متابعات میں ایک روایت طاؤس کی سند سے ابونعیم الاصبھانی نے (تاریخ اصبهان: ج 2 ص 77، رقم: 1137) بھی بیان کی ہے مگر اس کی اسناد بھی صحیح نہیں ہیں ان میں محمد بن حمید ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے اسی طرح لیث بن ابی سلیم بن زنیم القرشی

((ضعيف الحديث جدا كثير الخطاء تركه يحي القطان وابن مهدى
واحمد بن حنبل ويحي بن معين)) ❷

''یعنی وہ سخت ضعیف اور زیادہ غلطیاں کرنے والا تھا۔ امام یحی القطان، ابن

---

❶ الطبرانی الکبیر: ج13 ص486، رقم: 14356 المجمع: ج 1 ص112، رقم: 432

❷ المجروحین: ج 2 ص232، الجرح و التعدیل: ج 7 ص179

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہدی، احمد اور ابن معین نے اسے چھوڑا ہے۔"

جبکہ اس حدیث کے حضرت ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہما سے شواہد بھی پیش کیے جاتے ہیں مگر وہ بھی اسنادی حیثیت سے صحیح نہیں ہیں ان کی اسناد میں جعفر بن زیاد الأحمر، شریک اور لیث جیسے ضعفاء تو ہیں ہی لیکن ان سے مستزاد نصر بن مزاحم العطار الکوفی جیسا رافضی بھی ہے جس کو امام ابو حاتم نے ((واهي الحديث، متروك الحديث لا يكتب حديثه)) [1] کہا ہے اور امام العقیلی فرماتے ہیں: ((كان يذهب الى التشيع و في حديثه اضطراب و خطاء كثير)) [2] جبکہ امام الجوزجانی نے کہا ہے: ((كان زائغا عن الحق مائلا)) [3] امام ابو خیثمہ نے: ((كان كذابا)) کہا ہے۔ [4] امام ذہبی نے ((رافضي جلد تركوه)) لکھا ہے۔ [5]

الغرض یہ حدیث متابعات و شواہد سمیت حد درجہ ضعیف بلکہ جھوٹی ہے جبکہ معنا بھی یہ حدیث وضعی اور خود ساختہ ہے کہ جس شخص کو نبی اکرم ﷺ سے حد درجہ تقرب و اعتماد حاصل ہو کہ وہ مصاہرت نبوت کے ساتھ کاتب وحی کا اعزاز پائے اور اس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے ہدایت کی دعا ہی نہیں کی بلکہ اس کے لیے عذاب سے نجات اور پناہ کی دعا بھی کی ہو تو اس کے متعلق یہ حدیث کیسے ہو سکتی ہے؟

روایت: اللهم العن القائد و السائق۔۔۔۔ کا حکم

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق آتا ہے کہ ان کے پاس علی بن الاقمر وغیرہ آئے تو انہوں نے بتایا ایک دن نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت ابوسفیان سواری پر بیٹھے ہیں ایک آگے ہے دوسرا پیچھے ہے آپ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا:

((اللهم العن القائد و السائق و الراكب)) [6]

"اے میرے اللہ، اس سواری کے چلانے والے، ہانکنے والے اور سوار پر لعنت فرما۔"

---

[1] الجرح والتعديل: ج 8 ص468
[2] الضعفاء ج 4 ص468
[3] احوال الرجال: ص 82
[4] لسان: ج 6 ص157
[5] ميزان: ج 4 ص257
[6] كتاب صفين، لنصر بن مزاحم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ روایت جھوٹی اور خود ساختہ ہے کہ اس کی سند میں نصر بن مزاحم ہے جس کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے دوسرا راوی تلید بن سلیمان الخشبی ہے جس کے متعلق امام یحیٰ ابن معین نے کہا ہے:

((تلید کذاب کان یشتم عثمان و کل من یشتم عثمان رضی اللہ عنہ ـــــ احدا من اصحاب النبی ﷺ دجال لا یکتب عنه وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین ـــــ لیس بشئی کان یشتم عثمان أو أحدا من الصحابة فهو دجال)) ❶

اس کو کوئی حیثیت نہیں یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کو گالی بکتا تھا اور یہ دجال ہے۔

امام ابن حبان نے کہا ہے:

((کان رافضیا یشتم أصحاب محمد ﷺ)) ❷

''رافضی تھا اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں بکتا تھا۔''

امام احمد کہتے ہیں ((کان یکذب)) اسی طرح امام ابونعیم، الجوزقانی اور ابن ناصر الدین وغیرھم نے اسے کذاب کہا ہے گویا سند کے اعتبار سے یہ روایت باطل اور موضوع ہے جبکہ معنا بھی یہ روایت صحیح نہیں کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وعبدالله بن عمر کان من أبعد الناس عن ثلب الصحابة وأروی الناس لمناقبهم وقوله فی مدح معاویة معروف ثابت عنه حیث یقول: ما رایت بعد رسول الله ﷺ أسود من معاویه، قیل له: ولا ابوبکر وعمر؟ فقال: کان ابو بکر وعمر خیرا منه، وما رایت بعد رسول الله ﷺ أسود من معاویة)) ❸

---

❶ تاریخ ابن معین للدارمی: ج 3 ص327، وللدوری: ج3 ص327

❷ المجروحین: ج 1 ص204

❸ منهاج السنة: ج 4 ص444

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے مثالب ونقائص بیان کرنے میں سب سے زیادہ گریزاں تھے جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ مناقب ان ہی سے مروی ہیں بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدح وتعریف میں تو ان کا قول مشہور ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ سرداری اور قیادت کا اہل کسی کو نہیں دیکھا ان سے پوچھا گیا، کیا ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ اہل تھے فرمایا: حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما اس سے کہیں زیادہ افضل اور بہتر تھے مگر میں نے سرداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے زیادہ اہل نہیں دیکھا ہے۔''

فائدہ نمبر

یہ روایت دوسرے الفاظ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ❶

مگر وہ حدیث بھی سند ومتن کے اعتبار سے موضوع اور من گھڑت ہے اور اس کا سلسلہ ظن وتخمین پر مبنی ہے۔ پھر اس حدیث میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر لعنت کا بھی ذکر ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح کیسے ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جلیل القدر صحابی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر لعنت کریں جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہادی مہمات میں لشکر اسلام کا امیر مقرر کرتے ہیں جیسا کہ جیش ذات السلاسل میں ہوا۔ یہی نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمان کی شہادت دی اور فرمایا:

((الا فعلتم كما فعل هذان الرجلان المؤمنان)) ❷

''تم نے ویسا ہی کیوں نہ کیا جیسا ان دو مومنوں (سالم مولی ابو حذیفہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) نے کیا۔''

جو تلواریں میانوں سے نکال کر مدینہ طیبہ کی حفاظت کے لیے نکل اٹھے۔

---

❶ طبرانی: ج 3 ص71، رقم: 2698

❷ مسند احمد: ج29 ص 344 رقم: 17810

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی بدیگر الفاظ منقول ہے۔ ❶

مگر یہ حدیث بھی اسنادی طور پر قابل احتجاج نہیں کہ اس کی دونوں اسناد میں متعدد راوی متکلم فیہ ہیں مثلاً سلمہ بن فضل شبلی کے متعلق امام بخاری نے کہا ہے۔ ((عندہ مناکیر و فیہ نظر)) علی بن المدین کہتے ہیں: ((ماخرجناحتی رمینا بحدیث سلمة)) بعض ائمہ فن نے اس کی توثیق بھی کی ہے مگر ابو حاتم کہتے ہیں۔ ((یکتب حدیثه و لا یحتج به)) ❷

مزید ایک راوی ابراہیم بن البراء بن عازب ہے جسے مجہول کہا گیا ہے جبکہ تیسرے راوی محمد بن اسحاق نے اسے معنعن بیان کیا ہے اور اس کی تدلیس کی بنا پر اس کا عنعنہ بھی ضعف روایت کی دلیل ہے۔

اس روایت کی متابع روایت بھی ہے لیکن وہ بھی سنداً ضعیف ہے اس کی سند میں عبدالغفار بن القاسم الا نصاری الکوفی ہے جس کے متعلق امام علی بن المدینی نے کہا ہے: ((کان یضع الحدیث))، امام ابو حاتم، امام نسائی وغیرھما نے اسے "متروك الحدیث" کہا ہے امام ذہبی نے "رافضی لیس بثقة" کہا ہے۔ امام ابوداؤد نے کہا ہے: ((انا اشهد ان ابا مریم کذاب، کان یضع الحدیث)) ❸

جبکہ دوسرا راوی نصر بن مزاحم ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ وہ ضعیف ہے۔

یہ روایت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بھی مروی ہے۔ ❹

لیکن یہ بھی ضعیف ہے کہ اس کی ایک سند میں سعید بن جمہان ابو حفص الاسلمی ہے جسے ابو حاتم نے ((شیخ یکتب حدیثه و لا یحتج به)) کہا ہے

الساجی نے ((لا یتابع علی حدیثه)) کہا ہے۔ امام بخاری نے ((فی حدیثه

---

❶ تاریخ بخاری: ج 1 ص274، العلل للترمذی: ص 381، طبرانی فی الاوسط رقم: 3994، ج 4 ص 208، تاریخ دمشق: ج 59 ص204

❷ میزان الاعتدال: ج 2 ص192، تهذیب: ج 4 ص153

❸ میزان: ج 2 ص640، لسان: ج 4 ص42

❹ مسند بزار: ج 9 ص286، رقم: 3839

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عـجـائـب)) کہا ہے بعض ائمہ فن نے اسے لاباًس بہ بلکہ ثقہ بھی کہا ہے۔ علامہ الہیثمی نے اسے ((وثقه جماعة۔ غير واحد۔ و فيه خلاف)) کہا ہے۔ ❶ لیکن اس کی جو علی الأقل حیثیت ((حسـن الـحديث)) ہے وہ تب ہے جب وہ منفرد نہ ہو مگر یہاں وہ منفرد ہے ابن عدی نے لکھا ہے: ((وقـد روى عـن سـفيـنة احـاديث لا يرو يها غيره وارجو انه لا بـأس بـه فـانه حديثه أقل من ذلك)) ابن حجر نے ((صـدوق له افراد)) کہا ہے، لہٰذا یہاں جارحین کا قول، قول راجح ہے۔

جبکہ سکن بن سعید مجہول ہے علامہ الہیثمی نے کہا ہے:

((شيخ البزار السكن بن سعيد لم أعرفه)) ❷

جبکہ دوسری جگہ اس راوی کی روایت پر ((رجاله ثقات)) کہا ہے۔ ❸ پھر اس روایت کے الفاظ۔ لعن اللہ الحامل والمحمول۔ بھی ہے تو یہ کیسے ممکن یا صحیح ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایسے جانور پر لعنت کریں جسے اللہ تعالیٰ نے سواری یا مال برداری جیسی منفعت کے لیے پیدا کیا؟

اسی طرح یہ روایت حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے بھی مذکور ہے۔ ❹

لیکن یہ روایت بھی ضعیف اور نا قابل احتجاج ہے کہ اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم المکی ہے جس کے متعلق امام احمد وغیرہ ''منکر الحدیث'' امام نسائی وغیرہ نے ''متروک'' کہا ہے علی بن المدینی نے کہا ہے۔ ((لا يكتب حديثه)) امام السعدی نے ''واہ جدا'' لکھا ہے۔ امام الفلاس کہتے ہیں: ((كـان يـحـي وعـبـدالرحمن، لا يحد ثان عنه، امام العقيلي، الدولابي، الساجي)) اور ابن الجارود وغیرھم نے اسے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔

امام الفلاس کہتے ہیں:

((كان ضعيفا في الحديث يهم فيه و كان صدوقا يكثر الغلط يحدث

---

❶ المجمع: ج 3 ص 127، ج 10 ص 243

❷ المجمع: ج 7 ص 192 ❸ المجمع: ج 1 ص 113

❹ الطبرانی: ج 20 ص 320، رقم: 782، معجم الصحابة: ج 3 ص 60

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنه من لاينظر فی الرجال)) [1]

''یہ حدیث میں ضعیف اور وہم کا شکار تھا وہ صدوق ہے مگر بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہے اس سے وہی حدیث لیتا ہے جسے رجال کا علم نہیں۔''

امام الجوزجانی کہتے:

((اجمع اصحابنا علی ترك حدیثه))

علاوہ ازیں اس سند میں یہ علت قادحہ بھی ہے کہ حسن بصری کا سماع حضرت مہاجر بن قنفد سے ثابت نہیں۔ گویا یہ منقطع روایت ہے۔

اس میں ایک راوی مقدام بن داؤد بھی ضعیف ہے جبکہ اس میں کسی کا نام بھی نہیں لیا گیا چنانچہ اسنادی اور معنوی اعتبار سے یہ روایت قابل اعتبار نہیں۔

روایت: لعن الله القائد و المقود۔۔۔۔ کی حقیقت

ایک روایت حضرت عاصم اللیثی رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ منقول ہے۔

((لعن الله القائد و المقود ویل لهذه الأمة من فلان ذی الاستاه)) [2]

اس حدیث کے راوی حضرت عاصم بن عمرو اللیثی کی صحبت میں اختلاف ہے اور پھر اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع حدیث میں بھی اختلاف ہے اس کو اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں صراحت نہیں کہ اس سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

پھر اس روایت کے یہ الفاظ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوران خطبہ ایک آدمی نے حضرت ابوسفیان اور ان کے بیٹے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسجد سے نکال دیا، یہ نہ صرف کہ خلاف واقع ہے بلکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی من وجہ طعن ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] میزان: ج 1 ص248، تهذیب: ج 1 ص332 احوال الرجال للجوزجانی: ص 149

[2] معرفة الصحابه: ج 4 ص2142، رقم: 5378، الا ستیعاب: ج 5 ص520، رقم: 2079، المعجم الکبیر للطبرانی: ج 17 ص176 رقم: 465، منزلہ معاویه: ص 912

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((ان خطب النبی ﷺ لم تکن واحدة، بل کان یخطب فی الجمع والاعیاد والحج وغیر ذلك ومعاویة وابوه یشهدان الخطب کما یشهدها المسلمون کلهم، افتراهما فی کل خطبة کان یقومان ویمکنان من ذلك؟ هذا قدح فی النبی ﷺ و فی سائر المسلمین اذا یمکنون اثنین وانما یقومان ولا یحضران الخطبة ولا الجمعة وان کانا یشهدان کل خطبة فما بالهما یمتنعان من سماع خطبة واحدة قبل ان یتکلم بها؟)) ❶

''یعنی جناب نبی اکرم ﷺ کا کوئی ایک خطبہ تو نہ تھا آپ ﷺ تو جمعات مبارکہ، عیدین کے مواقع اور حج وغیرہ پر بھی خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور حضرت معاویہ اور ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما بھی دیگر سب مسلمانوں کی طرح ان خطبات میں شریک ہوتے تھے تو کیا ان دونوں حضرات کو ان تمام مواقع پر اٹھا دیا جاتا تھا؟ ایسا تصور کرنا تو خود جناب نبی اکرم ﷺ بلکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی نقد وطعن ہے کہ وہ ان دونوں کو اٹھا دیتے تھے اور وہ ان خطبات میں حاضر نہ ہوتے ہوں اور اگر وہ حاضر ہوتے تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو خطاب سے پہلے ہی خطبہ سننے سے روک دیا جائے۔''

تبدیلی سنت کا بہتان

مطاعن و مثالب میں ایک روایت یہ بھی ذکر کی جاتی ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اول من بدل سنتی رجل من بنی أمیة هو یزید)) ❷

---

❶ منهاج السنة: ج4 ص445

❷ کنز العمال: ج 14 ص198، رقم: 38368

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سب سے پہلے میری سنت کو بنو امیہ کا ایک آدمی بدلے گا۔''

یہ روایت مختلف الفاظ سے مذکورہ مراجع میں ہے مگر اس روایت کے پس منظر سے قطع نظر جب ہم اس کی اسنادی حیثیت دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا کہ سلسلہ اسناد میں متعدد وجوہ ضعف ہیں مثلاً یہ کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ابو العالیہ الریاحی روایت کرتے ہیں مگر اس کا حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں بلکہ وہ ابو مسلم کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ابو مسلم مجہول ہے۔

پھر اس میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ شام آئے تو تب وہاں پر یزید بن ابی سفیان گورنر تھے حالانکہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں وفات پا گئے تھے نیز حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں شام آنا ثابت ہی نہیں وہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں شام آئے تب وہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گورنر تھے۔

اسی طرح ایک روایت کی سند میں مکحول عن ابی عبیدہ ہے جبکہ مکحول کا ابو عبیدہ سے سماع ثابت نہیں نیز اس میں ولید بن مسلم عن الاوزاعی مدلس ہے۔

ولید، اوزاعی سے ابن ابی السفر کے واسطہ سے روایت کرتا ہے اور وہ کذاب ہے۔

اسی طرح بزار کی روایت بھی منقطع ہے کہ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

((وهو منقطع ايضاً بين مكحول وابى ثعلبة)) [1]

اس انقطاع کے ساتھ اس میں سلیمان بن ابی داؤد ہے امام بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ [2]

پھر اس روایت میں قطعاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ اتباع سنت بھی الزام و اتہام پر مبنی اس روایت کے ابطال کی دلیل ہے۔ جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت سنت اور اتباع سنت کا ذکر ہم نے اپنی کتاب سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کیا ہے فلیرا جع الیه۔

---

[1] البدایہ: ج 8 ص 231 [2] میزان الاعتدال: ج 3 ص 293

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت: اذا رایتم معاویة علی منبری۔۔۔۔۔کی حیثیت

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مثالب ومطاعن میں درج ذیل حدیث بھی بڑی مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اذا رایتم معاویة علی منبری فاقتلوا)) ❶

''جب تم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو میرے منبر پر دیکھو تو انہیں قتل کر دو۔''

یہ روایت تقریباً چار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملتے جلتے اور ہم مفہوم الفاظ میں مروی ہے جن کی تخریج اور حکم حسب ذیل ہے۔

نمبر 1۔ ایک روایت حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے ہے جسے ابن عساکر نے تاریخ دمشق، ابن عساکر: ج 32، ص 301، ابن الجوزی نے الموضوعات: ج 1 ص 336 اور ابن عدی نے الکامل: ج 5 ص 200، ص 314، ج 6 ص 422، ج 7 ص 87 پر مختلف طرق سے ذکر کیا ہے مگر کوئی بھی طریق اور سند ضعف سے خالی نہیں مثلاً ان میں ایک راوی علی بن زید بن جدعان اسے امام احمد، ابوزرعہ، ابن عیینہ، نسائی وغیرہ اکثر ائمہ فن نے اسے ضعیف کہا ہے بلکہ یزید بن زریع کہتے ہیں: ((رأیته ولم احمل عنه لانه کان رافضیا)) ، ابن سعد نے کہا ہے: ((ولد هو اعمی وکان کثیر الحدیث وفیه ضعف ولا یحتج به)) امام دوری کہتے ہیں: ((لیس بحجة)) ، امام ابوحاتم کہتے ہیں: ((لیس بقوی یکتب حدیثه ولا یحتج به)) ، امام الجوزجانی نے کہا ہے: ((واهی الحدیث ضعیف وفیه میل عن القصد لا یحتج بحدیثه)) ❷ امام عجلی نے کہا ہے: ((کان یتشیع ولیس بالقوی)) امام بخاری نے کہا ہے: ((لا یحتج به)) اس روایت کی متابعت بھی ہے مگر اس میں بھی ابوبشر احمد بن محمد بن بشر ہے جس کے متعلق امام ابن حبان نے کہا:

((کان ممن یضع المتون للآثار ویقلب الاسانید للاخبار حتی غلب

---

❶ العلل و معرفة الرجال: ج 1 ص 406، رقم: 842، انساب الاشراف: ج 5 ص 136

❷ تهذیب التهذیب: ج 8 ص 322 میزان: ج 3 ص 127

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قلبه اخبار الثقات، وروايته عن الاثبات بالطامات على مستقيم حديث فاستحق ا لترك ولعله قد أقلب على الثقات اكثر من عشرة آلان حديث)) ❶

''یعنی یہ موضوع احادیث بناتا تھا اور اسانید میں ردو بدل کرتا تھا نیز ثقات سے باطل روایات بیان کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ ترک کیے جانے کے قابل ٹھہرا۔اور اس نے تقریباً ثقات سے دس ہزار سے زیادہ احادیث میں ردو بدل کیا ہے۔''

بلکہ ابن حبان نے ان سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں یہ روایت بھی ہے جن کے بعد لکھتے ہیں:

((وهذه الاحاديث التى ذكرنا ها اكثرها مقلوبة ومعمولة بحمدت يداه)) ❷

یعنی یہ احادیث اسی کی کارستانی ہیں۔

اسی طرح اس کی اسناد میں مجالد بن سعید بن عمیر الھمدانی ہے، ابن سعد، امام یحي بن سعید، امام بخاری، امام نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے جبکہ ابو حاتم کہتے ہیں:

((كان ردئ الحفظ، يقلب الأسانيد ويرفع المراسيل، لايجوز الاحتجاج به))

امام ابن حبان نے بھی کہا ہے:((لا يجوز الا حتجاج به)) ❸

حافظ ذہبی نے اس روایت کو تاریخ میں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

یہ روایت من گھڑت ہے جس کی کوئی اصل نہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت پر فرمایا ہے:

---

❶ المجروحين: ج 1 ص 156 ❷ المجروحين: ج 1 ص 178

❸ المجروحين: ج 3 ص 10، التهذيب: ج 10 ص 40

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((وهذا الحديث ليس لها اصل ولم يثبت عن النبی ﷺ)) ❶

''اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔''

نمبر 2۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ابن عساکر نے تاریخ دمشق :ج59 ص156 ابن عدی نے الکامل :ج 2 ص202 پر ذکر کیا ہے مگر ان کی سند میں عباد بن یعقوب الرواجنی ہے جو غالی رافضی تھا ابن حبان کہتے ہیں:

((كان رافضيا داعية ومع ذلك يروي المناكير عن المشاهير فاستحق الترك ـــــ عن شريك عن عاصم عن زر عن عبدالله مرفوعا: اذا رايتم معاوية على منبری فاقتلوه))

''یہ رفض کی دعوت دینے والا (رافضی) تھا اس کے ساتھ مشہور و محدثین سے منکر روایات بیان کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس قابل ٹھہرا کہ اسے چھوڑ دیا گیا اس نے یہ روایت (مذکورہ) بیان کی ہے۔''

امام ابن عدی نے کہا ہے:

((فيه غلو فيما فيه من التشيع وروى احاديث انكرت عليه فی فضائل أهل البيت وفی مثالب غيرهم)) ❷

''یعنی اس میں حد درجہ تشیع تھا اور اس نے اہل بیت کے فضائل اور دوسروں کے مثالب میں میرے نزدیک بہت روایات بیان کی ہیں۔''

امام ذہبی نے لکھا ہے:

((صدوق فی الحديث رافضی جلد)) ❸

اس میں ایک راوی الحکم بن ظہیر ابو محمد الفزاری الکوفی بھی ہے جسے امام احمد ابن معین

---

❶ تاریخ صغیر: ص 70

❷ الکامل: ج4 ص1653، میزان: ج2 ص379، تهذيب التهذيب: ج5ص 109

❸ ذكر من تكلم فيه وهو موثق: ص 106، رقم: 176

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ضعیف کہا ہے۔ جبکہ ابو زرعۃ ابو حاتم، بخاری اور نسائی وغیرھم نے متروک الحدیث کہا ہے امام صالح جزرہ کہتے ہیں: ((کان یضع الحدیث)) ،امام یحیٰ نے اسے کذاب کہا ہے امام ابن حبان کہتے ہیں:

((کان یشتم الصحابة ویروی عن الثقات الاشیاء الموضوعات وھو الذی روی--- اذا رایتم معاویة علی منبرہ فاقتلوہ)) ❶

''یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کرتا تھا اور ثقات سے موضوع روایات بیان کرتا تھا اور یہی ہے جس نے منبر پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل والی روایات بیان کی ہے۔''

ابن عساکر نے لکھا ہے:

((قال ابن عدی : عامة احادیثه غیر محفوظة یعنی الحکم بن ظھیر)) ❷

اس کی متابعت بھی ہے جس میں شریک متکلم فیہ کے ساتھ یعقوب بن عباد الکوفی رافضی بھی ہے۔

نمبر 3۔ یہ روایت حضرت امام حسن بصری سے مرسل بھی بیان کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ابن عساکر کی تاریخ دمشق، تاریخ بغداد: ج12 ص181، احمد کی السنہ: ج 2 ص438، رقم: 977 اور العلل ومعرفۃ الرجال: ج 1 ص406 الموضوعات لا بن الجوزی: ج 1 ص336، المجروحین :ج2 ص704، الکامل لا بن عدی: ج 2 ص98 پر یہ روایت مذکور ہے۔

مرسل حدیث کی حجیت اگرچہ مختلف فیہ ہے۔ لیکن اس سے بھی قطع نظر اس کی جملہ اسناد میں متعدد رواۃ ضعیف ومتروک بلکہ کذاب ووضاع ہیں مثلاً نصر بن مزاحم جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے صالح بن ابی الاسود کوفی، امام ابن عدی نے کہا ہے:

---

❶ میزان: ج 1 ص571، التھذیب: ج 2 ص428

❷ تاریخ دمشق: ج 32 ص 302

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((واحاديثه ليست بالمستقيمة۔۔۔ وفي احاديثه بعض النكرة وليس هو بذلك المعروف)) ❶

امام ذہبی نے اسے واہ کہا ہے۔

اسی طرح اسماعیل بن مسلم المکی ہے اگر یہ العبدی نہیں تو ضعیف ہے امام بخاری کے بقول ترکہ ابن المبارک، ویحیٰ بن معین وابن مہدی، امام ابن عدی نے کہا ہے:

((واحاديثه غير محفوظة عن اهل الحجاز والبصرة و الكوفة، الا انه مما يكتب حديثه الكامل)) ❷

اس طرح ایک دوسری سند میں عمرو بن عبید کو ایوب السختیانی نے ''کذاب'' کہا ہے امام یحیٰ القطان نے ''ترکہ'' جبکہ الوراق نے بھی اسے ''کاذب'' کہا ہے اس کی طرف فرقہ معتزلہ منسوب ہے امام ابوحاتم نے کہا ہے:

((كان داعية الى الاعتزال ويشتم أصحاب رسول الله ﷺ ويكذب مع ذلك في الحديث توهما لا تعمدا، قال الامام الخلال۔۔۔۔۔ اذا رايتم۔۔۔۔ فقال كذب عمرو۔۔۔وسألت ابي ان يحدثني بحديث عمروبن عبيد۔۔۔ فقال: تركه كذب على الحسن)) ❸

امام احمد، امام حمید الطّویل، ابن عون وغیرہ نے بھی اسے کذب کی طرف منسوب کیا ہے۔ ❹

4۔ یہ روایت حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بھی ذکر کی گئی ہے۔ ❺

لیکن اس کے الفاظ۔ اذا رایتم فلانا۔ کے ہیں یعنی مبہم ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تعین نہیں جبکہ سنداً یہ روایت بھی صحیح نہیں کہ ایک تو اس میں محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے دوسرا سلمہ

---

❶ میزان: ج 1 ص 283
❷ المغنی: ج 1 ص 87
❸ المجروحین: ج 2 ص 69
❹ تہذیب الکمال: ج 22 ص 125
❺ الکامل لابن عدی: ج 6 ص 112

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن فضل راوی ہے جو شیعی تھا اور اس کی مناکیر کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

5۔ یہ روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کی گئی ہے۔ ❶

مگر اس میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے اس کی سند بھی صحیح نہیں کہ اس میں سفیان بن محمد الفزاری ہے جس کے متعلق امام ابن عدی نے کہا ہے: ((یسرق الا حادیث ویسوی الا سانید)) وہ احادیث چوری کرتا اور اسناد بناتا تھا مزید اس کی دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

((ولسفیان بن محمد غیر ما ذکرت من الاحادیث ما لم یتابعه الثقات علیه و فی احادیثه موضوعات وسرقات یسرقها من قوم ثقات و فی اسانید مایرویه تبدیل قوم بدل قوم واتصال الاسانید وهو بین الضعف)) ❷

اس کی ان روایات کے علاوہ بھی ایسی روایات ہیں جن کی ثقات سے متابعت ثابت نہیں اور اس کی روایات میں موضوع اور چوری شدہ روایات ہیں جنہیں وہ ثقات سے چوری کرتا تھا اور پھر ان اسانید میں ردو بدل ہے منقطع وغیرہ کا اتصال ہے بہرحال وہ واضح ضعیف ہے۔

اس روایت کی دوسری سند میں بھی خالد بن مخلد القطوانی اور ابو الھیثم البجلی ضعیف اور منکر الحدیث ہیں۔

الغرض اس روایت کی کوئی سند بھی ضعف ووھن سے خالی نہیں جبکہ معنوی طور پر بھی یہ روایت موضوع ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جن کو شرف صحبت ومصاہرت اور کتابت وحی کا اعزاز ہی حاصل نہیں بلکہ ان کے حق میں زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور بشارتیں بھی صادر ہوئیں اور پھر جلیل القدر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ان کو خلافتِ

---

❶ الکامل: ج 3 ص 419، تاریخ بغداد: ج 1 ص 259

❷ الکامل: ج 3 ص 420

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاروقی اور خلافتِ عثمانی میں مختلف علاقوں کا گونر مقرر کیا گیا اور بالآخر عام الجماعہ میں وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح سے متفقہ خلیفہ قرار پائے اس لیے اس روایت کے ساتھ ان کے مطاعن و مثالب پر مبنی جملہ روایات کو محدثین اور علمائے فن نے ضعیف اور نا قابل احتجاج و التفات قرار دیا ہے بلکہ امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((نستغفر الله من اشياء كنا نرويه على وجه التعجب اتخذوها دينا، وقد ادرك أصحاب النبي ﷺ معاوية أميرا في زمان عمر وبعد ذلك عشر سنين فلم يقم اليه أحد فيقتله)) ❶

''ہم ایسی روایات کو بطور تعجب بیان کرنے پر بھی اللہ سے استغفار کرتے ہیں جن کو ان (مبتدعین) نے دین بنا لیا ہے جبکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد بھی دس سال تک بطور امیر بنایا ہے مگر کسی نے ان کو قتل کرنے کا نہیں سوچا۔''

امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وهذا مما يدل على هذه الاحاديث أن ليس لها أصول ولا ثبت عن النبي ﷺ خبره على هذا النحو في احد أصحاب النبي ﷺ، انما يقوله أهل الضعف بعضهم في بعض، الا مايذكر انهم ذكروا في الجاهلية، ثم أسلموا فمحا الاسلام ما كان قبله)) ❷

مزید فرماتے ہیں:

((وهذا مدخول لم يثبت .....وهذا واه)) ❸

یہ دلیل ہے کہ ان احادیث کی کوئی بنیاد نہیں اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی

---

❶ منزلة معاويه رضی اللہ عنہ : ج 2 ص936

❷ التاريخ الاوسط : ج 1 ص135، رقم: 600

❸ ايضاً: ج1 ص135، رقم: 595

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی بات کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق ثابت ہے۔ بلکہ ایسی باتیں تو ضعیف (بدعقیدہ و بداخلاق) لوگ آپس میں ایک دوسرے کے متعلق کہتے ہیں البتہ اگر کوئی چیز دور جاہلیت کے متعلق ہے تو اسلام لانے کے بعد وہ سب کچھ ختم کر دیا ہے۔ یہ روایت ثابت نہیں۔

امام ابوجعفر العقیلی ایسی متعدد روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

((ولا تصح من هذه المتون عن النبی ﷺ شئی من وجه ثابت)) ❶

ان تمام احادیث میں سے کوئی بھی صحیح سند سے ثابت نہیں۔

امام الجوزجانی لکھتے ہیں:

((هذا حديث موضوع باطل، لاأصل له فی الاحاديث وليس هذا الامن فعل المبتدعة الوضاعين خذلهم الله فی الدارين من اعتقد هذا وامثاله أو خطر بباله ان هذا مماجری علی لسان رسول الله ﷺ فهو زنديق خارج عن الدين)) ❷

"یہ حدیث موضوع اور باطل ہے جس کی احادیث میں کوئی بنیاد نہیں بلکہ یہ من گھڑت احادیث بنانے والے بدعتی لوگوں کی کارستانی ہے۔ اللہ ان کو دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا کرے جو ایسی روایات کے متعلق اعتقاد رکھتا ہے بلکہ دل میں خیال بھی لاتا ہے کہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے تو وہ زندیق اور اسلام سے خارج ہے۔"

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ ایسی ہی متعدد روایات کو مختلف اسانید سے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

((وهذه الاسانيد كلها فيها مقال)) ❸

---

❶ الضعفاء للعقيلی: ج 1 ص 259، رقم: 316

❷ منزله معاويه رضی اللہ عنہ: ج 2 ص 935

❸ تاريخ دمشق: ج 59 ص 157

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ان تمام اسانید میں کلام اور نقد و جرح ہے۔''

امام ابن جوزی نے ان روایات کو اس عنوان سے ذکر کیا ہے۔

((واما الاحاديث التي وضعت لذمه)) ❶

''یعنی وہ احادیث جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں بنائی گئی ہیں۔''

پھر موصوف نے ایسی متعدد احادیث کا ذکر کرتے ہوئے ان کا موضوع اور باطل ہونا ثابت کیا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وهذا الحديث ليس في شئي من كتب الاسلام وهو عندالحفاظ كذب وذكره ابن الجوزي في الموضوعات ثم صعدالمنبر من هو شرمن معاوية وما أمر بقتله)) ❷

''یہ روایت کتب احادیث میں سے کسی میں بھی نہیں بلکہ یہ تمام حفاظ (محدثین) کے نزدیک جھوٹ ہے امام ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے اور پھر یہ بھی منبر نبوی پر تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے برے لوگ بھی چڑھے لیکن کسی کو قتل کا حکم نہیں ہوا۔''

امام موصوف مزید فرماتے ہیں:

((ومما يبين كذبه ان منبر النبي ﷺ قد صعد عليه بعد موت معاوية ممن كان معاوية خيرامنه باتفاق المسلمين، فان كان يجب قتل من صعد عليه لمجرد الصعود على المنبر وجب قتل هولآء كلهم ثم هذا خلاف المعلوم بالاضطرار من دين الاسلام ان مجرد صعود المنبر لا يبيح قتل مسلم، وان كان أمر بقتله لكونه تولى الأمر وهو لا يصلح، فيجب قتل كل من تولى بعد معاوية افضل منه هذا

❶ الموضوعات: ج 2 ص24 ❷ منهاج السنة: ج 1 ص248

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاف ماتواترت به السنن عن النبی ﷺ من نهیه عن قتل ولاة الأمور و قتالهم کما تقدم بیانه، ثم ان الأمة متفقة علی خلاف هذا، فانها لم تقتل کل من تولی أمرها ولا استحلت ذلك)) ❶

''اس روایت کا جھوٹا ہونا یوں بھی واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے منبر مبارک پر تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد اور بہت سے ایسے لوگ بھی چڑھے جن سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہتر ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگر صرف منبر پر چڑھنا ہی قتل کا سبب ہوتا تو ان تمام کا قتل ضروری تھا اور دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ایسا ہونا اس لیے بھی ممکن نہیں کہ محض منبر نبوی پر چڑھنا کسی مسلمان کے قتل کو جائز نہیں کرتا، ہاں اگر ان کا قتل ولایت وخلافت کی وجہ سے ہے تو بھی درست نہیں ورنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جو بھی خلیفہ بنا اس کو قتل کرنا واجب ٹھہرے گا جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے بہتر ہیں اور پھر یہ بات ان متواتر احادیث کے بھی خلاف ہے۔ جن میں نبی اکرم ﷺ نے خلفاء وأمراء اور ولاۃ کو قتل کرنے اور ان سے جنگ کرنے سے منع کیا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے پھر تمام امت اس کے خلاف ہے کہ ولی الامر یا خلیفہ کو قتل کیا جائے اور امت مسلمہ نے کبھی اس کو جائز نہیں کہا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وهذا الحدیث کذب بلاشك ولو کان صحیحا لبادر الصحابة الی فعل ذلك لانهم کانوا لا تاخذهم فی الله لومة لائم)) ❷

''یہ حدیث بلاشک وشبہ جھوٹ ہے اگر صحیح ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر عمل کرنے میں فوری قدم اٹھاتے کہ ان کو کسی کی ملامت کا خوف نہ تھا۔''

یعنی اور کچھ نہیں تو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما تو اپنے نانا ﷺ کے منبر کے تقدس

❶ منهاج السنة: ج 4 ص 381-380 ❷ البدایه: ج 8 ص 133

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتحفظ کی خاطر اس حکم کی تعمیل میں قدم ضرور اٹھاتے لیکن اس حدیث کے جھوٹ ہونے کو یہی کافی ہے کہ انہوں نے ایسا کچھ کرنے کی بجائے خود صلح کر کے ان کو منبر نبوی پر بٹھایا اور نہ صرف کہ سمع و طاعت کا مظاہرہ کیا بلکہ وظائف پاتے رہے عجیب بات ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ واقعہ کربلا کے تناظر میں بیان کیا جاتا ہے اس کا ادنی مظاہرہ بھی یہاں نہیں ملتا تو کیا نعوذ باللہ تصور کر لیا جائے کہ انہوں نے منبر نبوی کے تقدس وحرمت کی پامالی کو گوارہ کرتے ہوئے اس فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا تعلق محبت ومودت اور سمع و طاعت واضح دلیل ہے کہ یہ روایت سراسر جھوٹ اور باطل ہے اس لیے علامہ ابن حجر الہیتمی فرماتے ہیں:

((زعم بعض الملاحدة الكذبة الجهلة الاغبياء الاشقياء اخوان الضلالة والعناد والبهتان والفساد وان النبي ﷺ قال: اذا رايتم معاوية-----)) [1]

''بعض جھوٹے ملحدین، جاہل، احمق، بد بخت، گمراہ اور فتنہ وفساد کے خوگر نیز بہتان واتہام تراش یہ سمجھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو.....''

حافظ ابن طاہر المقدسی نے اس ضمن میں لکھا ہے:

((ولأن الأمة رأوه يخطب على منبر النبي ﷺ ولم ينكر واذلك عليه، ولايجوز ان يقال: ان الصحابة ارتدت بعد نبيها ﷺ وخالفت أمره، نعوذ بالله من الخذ لان والكذب على رسول الله ﷺ)) [2]

''یعنی یہ حدیث اس بنا پر بھی جھوٹ ہے کہ (اس وقت) پوری امت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر نبوی پر خطبہ دیتے دیکھا مگر انہوں نے اعتراض

---

[1] تطهير الجنان : ص 38

[2] ذخيرة الحفاظ : ج 1 ص 322 بحواله منزلة معاوية : ج 2 ص 941

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ (نعوذ باللہ) حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے تھے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی۔ ایسی ذلت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔"

الغرض یہ روایت بلکہ دیگر وہ روایات بھی ضعیف و ساقط اور بالکل موضوع اور جھوٹ ہیں جن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت یا ان پر طعن ولعن اور مثالب ومطاعن کا ذکر ہے۔ یہ روایات نہ صرف کہ اسنادی طور پر منکر و مردود ہیں بلکہ متن کے ساتھ معنوی اور عقلی طور پر بھی قابل حجت و استدلال بلکہ لائق التفات نہیں اور ایسی روایات حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بالعموم اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بالخصوص تعصب اور بغض و عناد اور عداوت رکھنے والے روافض و ملاحدہ کی وضع کردہ اور شہور شدہ ہیں ان روایات کا بیان اگر دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان روایات کی تردید سے غرض ہو تو کسی حد تک جائز ہے ورنہ ان پر توجہ دینا اور یقین کرنا اور بیان کرنا تو کجا ان کا خیال وتصور بھی خطرہ ایمان ہے۔ چنانچہ بہت سے روافض وشیعہ ہی نہیں بلکہ سنیت کے لبادہ میں ان کے ترجمان اور ایجنٹ بلکہ سہولت کار ایسی روایات کو پھیلا کر بہت سے سادہ لوح، نا خواندہ اور کم علم یا جذباتی اہلسنت کو حب اہل بیت رضی اللہ عنہم کے نام پر اپنے دام تزویر کا شکار بناتے ہیں۔ **اعاذ نا الله منه**

فائدہ

منبر نبوی کے متعلق اس روایت کے ضمن میں ایک اور روایت کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ امام طبری نے محمد بن عمر الواقدی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ سنہ 50ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی کو مدینہ طیبہ سے شام منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جونہی منبر نبوی کو اٹھانے کی کوشش کی گئی تو سورج کی روشنی ختم ہو گئی اور تارے نظر آنے لگے لوگوں نے یہ منظر دیکھ کر بڑا احتجاج کیا تو انہوں نے فرمایا:

((لم ارد حمله انما خفت ان يكون قد أرض فنظرت اليه، ثم كساه يو مئذ)) [1]

---

[1] تاریخ طبری: ج 2 ص238، المنتظم: ج 5 ص227

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں اسے لے جانا نہیں چاہتا تھا بلکہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کہیں اسے دیمک تو نہیں کھا رہی۔ سو میں نے دیکھ لیا ہے پھر اسی دن منبر نبوی کو غلاف پہنایا گیا۔''

اس روایت کے غلط ہونے کو الواقدی کا نام ہی کافی ہے وہ قابل حجت نہیں پھر اس کا استاذ خالد بن القاسم ابوالھیثم المدائنی ہے جس کے متعلق امام بخاری کہتے ہیں: ((ترکه علی والناس)) ، امام اسحاق بن راہویہ نے ((کان کذابا)) کہا ہے امام ازدی کہتے ہیں: ((اجمعوا علی ترکه)) ۔امام دارقطنی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ [1] ابن العجمی کہتے ہیں: ((وبالجملة فهو متروك كذاب)) [2] امام ابوحاتم بن حبان کہتے ہیں:

((كان يوصل المقطوع ويرفع المرسل،يسند الموقوف واكثرما فعل ذلك بالليث بن سعد لا تحل كتابة حديثه)) [3]

''یہ مقطوع کو موصول بنا کر، مرسل کو مرفوع بنا کر اور موقوف کو مسند بنا کر بیان کرتا تھا ایسا اکثر لیث بن سعد کے متعلق کرتا ہے اس سے حدیث لکھنا حلال نہیں۔''

امام طبری نے عبدالملک کے متعلق بھی اس قسم کی روایت نقل کی ہے۔ [4]

مگر وہ بھی الواقدی کے واسطہ ہی سے ہے جبکہ مزید اس کے رواۃ میں سوید بن عبدالعزیز الدمشقی ہے جسے امام احمد نے "متروك الحديث" امام بخاری نے کہا ہے: ((فی احادیثه مناکیر انکرها احمد وقال مرة فیه نظر وضعفه ابن معین والنسائی وغیرهما)) [5] نیز ایک اور راوی اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ ہے اسے امام بخاری نے کہا ہے۔((ترکوه "وقال احمد : لا تحل عندی الروایة عنه وقال

---

[1] میزان الاعتدال: ج 1 ص638 [2] الکشف الحثیث : ص 107

[3] المجروحین: ج 1 ص344، رقم: 301

[4] تاریخ الطبری: ج 3 ص209، المنتظم: ج5 ص228، الکامل: ج 3 ص319

[5] التهذیب: ج4 ص 276

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النسائی: متروك الحديث، ليس بثقة ولا يكتب حديثه وقال ابن خزيمة: لا يحتج بحديثه وقال ابن معين: لا يكتب حديثه ليس بشئی، كذاب وقال الدارقطنی والبرقانی : متروك))[1]

پھر یہ روایت درایۃ بھی غلط ہے کہ سورج یا چاند کا گرہن ہونا کسی زمینی حادثہ کے نتیجہ میں نہیں ہوتا جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((ان الشمس والقمر لا ينكسفان لموت احد ولا لحياته فاذا رايتموهافا دعوالله وصلواحتی ينكشف))[2]

''سورج چاند کسی کی موت یا پیدائش پر گرہن نہیں ہوتے (یہ اللہ کی نشانیاں ہیں) جب تم ان کو دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور گرہن ختم ہونے تک نماز پڑھو۔''

پھر یہ بھی اس کے غلط ہونے کی دلیل ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے نماز کسوف یا خسوف پڑھنا بھی ثابت ہوتا مگر ایسی کوئی شہادت یا دلیل نہیں تو ظاہر ہے ایسا ہوا ہی نہیں اور یہ قصہ غلط ہے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایسا اقدام کیسے اٹھا سکتے تھے یا صحابہ ایسا ہونے کو کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ انہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان معلوم تھا کہ:

((ما بين بيتی ومنبری روضة من رياض الجنة))[3]

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے باغیچہ ہے۔''

اس فرمان پیغمبر ﷺ کی مخالفت یا اس کی حیثیت ختم کرنے کا تصور بھی ان نفوس قدسیہ سے نہیں کیا جا سکتا چنانچہ واضح ہے یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت کی پیداوار دروغ گوئی ہے۔

---

[1] التهذيب: ج 1 ص 240

[2] بخاری رقم: 996، مسلم رقم: 915

[3] بخاری رقم: 1137، مسلم رقم: 1390

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریشم پہننے کا الزام

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے الزامات یا اتہامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ریشم پہنتے اور شراب نوشی کرتے تھے اس سلسلہ میں حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی جاتی ہے۔ یہ حدیث پاک مع السند یوں ہے:

1۔ ((حدثنا عمرو بن عثمان بن سعيد الحمصي حدثنا بقية عين بحير عن خالد قال وفد المقدام بن معد يكرب وعمرو بن الاسود ورجل من بني اسد من اهل قنسرين الى معاوية بن ابى سفيان فقال معاوية للمقدام أعلمت ان الحسن بن على توفى فرجع المقدام فقال له فلان أتعدها مصيبة؟ فقال له ولم لا أراها مصيبة وقد وضعه رسول الله ﷺ في حجره فقال هذا مني وحسين من على فقال الاسدى جمرة أطفاها الله قال فقال المقدام اما انا فلا ابرح اليوم حتى اغيظك واسمعك ماتكره ثم قال يا معاوية ان انا صدقت فصدقني وان انا كذبت فكذبني قال افعل قال فانشدك بالله! هل تعلم ان رسول الله ﷺ نهى عن لبس الحرير؟ قال نعم قال فانشدك بالله! هل تعلم ان رسول الله ﷺ نهى عن لبس جلود السباع والركوب عليها؟ قال نعم قال فوالله؟ لقد رايت هذا كله في بيتك يا معاوية؟ فقال معاوية قد علمت انى لن انجومنك يا مقدام قال خالد فامرله معاوية بما لم بامر لصاحبيه وفرض لابنه في المائتين ففرقها المقدام على اصحابه قال ولم يعط الاسدى أحدا شيئا عما اخذ فبلغ ذلك معاوية فقال اما المقدام فرجل كريم بسط يده وأما الاسدى فرجل حسن الامساك لشيئه)) [1]

[1] سنن ابی داؤد: 4131

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2۔ ((حدثنا ابراهيم بن محمد بن عرق الحمصي ثنا محمد بن مصفى ثنا بقية عن بحير بن سعد عن خالد بن معدان قال: وفد المقدام بن معدى كرب وعمرو بن الاسود رجل من الاسد من اهل قنسرين من اصحاب النبي أتى معاوية فقال معاوية للمقدام أما علمت أن الحسن بن علي توفي؟ قال فاسترجع المقدام فقال له معاوية اتراها مصيبة؟ قال ولم لا اراها مصيبة وقد وضعه رسول الله ﷺ في حجره فقال: هذا مني وحسين من علي فقال للاسدي ما تقول انت؟ فقال جمرة اطفأها الله فقال المقدام أما أنا فلا البرح حتى اغظيك اليوم واسمعك ما تكره ثم قال ان انا صدقت فصد قني)) ❶

3۔ ((حدثنا حيوة بن شريح حدثنا بقية حدثنا بحير بن سعد عن خالد بن معدان قال وفد المقدام بن معدى كرب وعمرو بن الاسود الى معاوية فقال معاوية للمقدام اعلمت ان الحسن بن علي توفي فرجع المقدام فقال له معاوية أتراها مصيبة فقال ولم لا أراها مصيبة وقد وضعه رسول الله ﷺ في حجره وقال هذا مني وحسين من علي)) ❷

اس حدیث سے استدلال اور تمسک کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین وطاعنین نے دو اعتراض کیے ہیں:

1۔ پہلے اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کو مصیبت سمجھنے کا انکار کیا جو ان کی تحقیر ہے اور ان کو فتنہ کی آگ سے تعبیر کیا۔ جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نہ صرف نبی اکرم ﷺ کے نواسے اور جلیل القدر صحابی ہی نہیں

❶ معجم کبیر طبرانی: 636/20 ❷ مسند احمد: 17189

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ آنحضرت ﷺ کے اس قدر محبوب تھے کہ ان کی محبت کا حکم دیا اور ان کو جنت کے شہزادوں کا سردار قرار دیا۔

2۔ دوسرے اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ریشم کو استعمال کرتے تھے جسے پہننے سے منع کیا گیا ہے بلکہ حرام قرار دیا گیا۔

معتعن ان اعتراضات کی حقیقت اور تقریر استدلال کے ابطال کے لیے ضروری ہے کہ اس روایت کا سند اور متن کے اعتبار سے جائزہ لیا جائے چنانچہ اس روایت کا ایک حصہ اس کی سند ہے آپ سند میں ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ سند کا مدار بقیہ بن ولید ہے جس سے ابو داؤد کی روایت میں عمرو بن عثمان الحمصی روایت کرتا ہے اور بقیہ خود بحیر سے معتعن روایت کرتا ہے جبکہ طبرانی میں اس کا شاگرد محمد بن مصفی ہے اور شیخ بحیر ہے جس سے وہ معتعن روایت کرتا ہے اور اسی طرح مسند احمد میں اس سے روایت کرنے والا حیوہ بن شریح ہے جبکہ وہ بحیر سے۔ حدثنا۔ کے ساتھ روایت کرتا ہے۔

اب دیکھنا ہے کہ علماء فن کے ہاں بقیہ بن ولید کی حیثیت کیا ہے؟ چنانچہ تمام علماء فن نے اسے مدلس کہا ہے امام ابوالحسن القطان نے جب کہا کہ:

((بقية يدلس عن الضعفاء ويستبيح ذلك وهذا ان صح مفسد لعد الته))

''بقیہ ضعفاء سے تدلیس کرتے ہیں اور اسے جائز سمجھتے ہیں اور اگر یہ درست ہے تو یہ ان کی عدالت کو ختم کر دیتا ہے۔''

تو امام ذہبی نے اس پر فرمایا:

((نعم والله صح هذا عنه، انه يفعله)) [1]

''اللہ کی قسم اس سے یہ (تدلیس کرنا) صحیح ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔''

مگر بات صرف تدلیس محض کی نہیں وہ تدلیس التسویہ کرتے ہیں اور معلوم ہے کہ تدلیس

---

[1] التهذيب: ج 1 ص 478، ميزان: ج 1 ص 339

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی جملہ اقسام میں سے اس کو سب سے بری قسم قرار دیا گیا ہے علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وهو قسم آخر من التدليس يسمى تدليس التسوية سماه بذلك ابن القطان وهو شر اقسامه)) ❶

''تدلیس کی ایک اور قسم ہے جسے امام ابن قطان نے تدلیس التسویۃ کا نام دیا ہے اور یہ سب سے بُری قسم ہے۔''

جبکہ علامہ محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((القسم الثالث؟ من التدليس، وهو شر أقسام التدليس، وهو تدليس التسوية------ وهذا شر أنواع التدليس----- قال الحافظ العلائي: ان هذا الجنس أفحش انواع التدليس وشرها---- قال البقاعي: سألت شيخنا يريد به الحافظ ابن حجر- هل تدليس التسوية جرح؟ قال لاشك أنه جرح، فانه خيانة لمن ينقل اليهم وغرور)) ❷

''یعنی تدلیس کی تیسری قسم جو تدلیس کی سب اقسام میں سے بُری ہے وہ تدلیس التسویہ ہے.....اور یہ تدلیس کی تمام انواع میں سے بدترین نوع ہے.....حافظ العلائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ قسم تدلیس کی تمام اقسام میں سب سے زیادہ فحش اور بُری ہے.....علامہ البقاعی رحمہ اللہ نے کہا ہے میں نے اپنے شیخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا تدلیس التسویہ جرح ہے؟ تو فرمایا: بے شک وہ جرح ہے؟ (جرح کیوں نہ ہو) ایسا کرنا اپنے شاگردوں اور جن کو روایت پہنچائی جا رہی ہے ان سے خیانت کرنا اور ان کو دھوکہ دینا ہے۔''

جب آپ نے اندازہ لگا لیا کہ علماء فن کے نزدیک تدلیس التسویہ کس قدر شدید جرح ہے کہ اسے خیانت اور دھوکہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی شر یا شدت کا اندازہ اس سے بھی

❶ التدريب: ج 1 ص 224 ❷ توضيح الأفكار: ج 1 ص 375

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لگایا جا سکتا ہے عام تدلیس کے مرتکب کے مدلس کی تدلیس متعدی نہیں ہوتی ہے جبکہ تدلیس التسویہ کے مرتکب کی تدلیس متعدی ہوتی ہے یعنی اس کا حکم یہ ہے کہ وہ صرف ایسا نہیں کہ اپنے شیخ سے تصریح سماع وتحدیث کر دے تو الزام تدلیس رفع ہو جائے گا نہیں بلکہ اس کی تمام سند میں تصریح سماع وتحدیث ضروری ہے بلکہ خود اس کی تصریح تحدیث بھی متاثر ہو جاتی ہے۔

اب اس تناظر میں دیکھیے بقیہ بن ولید کی کیا حیثیت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ بتاتے ہیں:

((سمعت ابی وذکر الحدیث الذی رواہ اسحاق بن راھویہ عن بقیة قال: حدثنی ابو وھب الأسدی قال: حدثنا نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: لا تحمد وا اسلام امرئی حتی تعرفوا عقدة رأیه: قال أبی: ھذا الحدیث له علة قل من یفھمھا۔۔۔۔ فکأن بقیة کنی عبیداللہ بن عمرو ونسبه الی بنی أسد، لکیلا یفطن له، حتی اذا ترک اسحاق ابن ابی فروة من الوسط لا یھتدی له وکان بقیة من افعل الناس ھذا۔ وأما ما قال اسحاق فی روایته عن بقیه عن ابی وھب۔ حدثنا نافع۔ فھووھم، غیرانه وجھه عندی ان اسحاق لعله حفظ عن بقیة ھذا الحدیث ولم یفطن لما عمل بقیة من ترکه اسحاق من الوسط وتکنیته عبیداللہ بن عمرو، فلم یتفقد لفظة بقیة فی قوله۔ حدثنا نافع۔ أو۔ عن نافع۔)) [1]

علامہ الالبانی رحمہ اللہ کے بقول:

((یتلخص من کلامه أمرین۔

1۔ أن بقیة کان یدلس الشیوخ والاسماء

2۔ اتھامه بأنه یدلس تدلیس التسویة کالولید بن مسلم)) [2]

---

[1] العلل: ج 2 ص 154 [2] الضعیفه: ج 12 ص 106، رقم الحدیث: 5557

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گویا کہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے صرف بقیہ کو تدلیس التسویہ کا مرتکب قرار نہیں دیا بلکہ من وجہ اس کی تحدیث کو بھی قبول نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وقد صرح بقية بالتحديث فقال: ناشيعة، لكن لا ينفعه ذلك فانه معروف بتدليس التسوية)) ❶

''بقیہ نے اگرچہ شیعہ سے تحدیث کی صراحت کی ہے لیکن اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ تدلیس التسویہ کرنے میں معروف ہے۔''

یعنی تدلیس التسویہ کی وجہ سے اس کی یہ صراحت تحدیث بھی قابل قبول نہیں۔

سنن ابو داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث۔ کان اذا هب من الليل كبر عشرة وحمد عشرة۔ کے تحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((أخرجه النسائي في الكبرى في عمل اليوم والليل عن عمرو بن عثمان عن بقية، وبقية صدوق لكنه يدلس ويسوى عن الضعفاء وقد امن ذلك في هذا الاسناد فانه وقع في رواية النسائي تصريحه بتحديث شيخه له به وشيخه عمر بن جعشم روى عن جماعة)) ❷

''یعنی امام نسائی نے اسے۔ عن عمرو بن عثمان عن بقیہ۔ روایت کیا، بقیہ اگرچہ صدوق ہے لیکن وہ ضعفاء سے تدلیس التسویہ کرتا ہے نسائی کی روایت میں اس نے اگرچہ اپنے شیخ سے تصریح تحدیث کی ہے لیکن اس کے بعد تو ایسا نہیں۔''

یعنی محض اپنے شیخ سے صراحت تحدیث تب تک معتبر یا کافی نہیں جبکہ پوری سند میں صراحت تحدیث نہ ہو اگر کہیں بھی روایت معنعن ہوئی تو اس کی صراحت کالعدم ہوگی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، امام ابو حاتم رحمہ اللہ کے قول ((هذا حظأ في المتن والا سناد))

---

❶ البدر المنير: ج 5 ص 102

❷ نتائج الأفكار في تخريج احاديث الاذكار: ج 1 ص 99

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر فرماتے ہیں:

((قلت: ان سلم من وهم بقية ففيه تدليسه، تدليس التسوية، لانه عنعن لشيخه)) ❶

یعنی حدیث ((من ادرك من صلاة ركعة .....)) میں اگر بقیہ کے وہم کی علت نہ بھی رہے تو اس حدیث میں اس کی تدلیس، تدلیس التسویہ کی علت تو باقی رہتی ہے کیونکہ اس نے اپنے شیخ سے معنعن روایت کی ہے۔

مزید آپ کہتے ہیں:

((وقال ابوحاتم، موضوع و بقية، مدلس وذكر ابن القطان فى كتاب أحكام النظر ان بقية بن الوليد رواه عن هشام بن خالد عن بقية قال حدثنا ابن جريج وكذلك رواه ابن عدى قتيبة عن هشام فما بقى فيه الاالتسوية)) ❷

حدیث "ان النبی ﷺ أفر دالحج" کے تحت فرماتے ہیں:

((هذا حديث غريب، تفرد بقية عن مسلم وهو خالد الزنجى الفقية المكى وهو صدوق، وحفظه مقال، وبقيه صدوق لكن يدلس ويسوى، وقد عنعنه عن شيخه وعن شيخ شيخه)) ❸

"یہ حدیث غریب ہے کہ اس میں مسلم سے روایت کرنے میں بقیہ منفرد ہے مسلم سے مراد خالد الزنجی ہے جو صدوق سے لیکن اس کے حفظ پر کلام ہے جبکہ بقیہ صدوق ہے مگر وہ تدلیس التسویہ کرتا ہے اور یہاں تو اس نے نہ صرف اپنے شیخ سے عنعنہ کیا ہے بلکہ اوپر بھی روایت معنعن ہے۔"

دیگر علل سے قطع نظر ان تصریحات کی بنا پر علماء فن نے بقیہ بن ولید کی روایات کو

---

❶ التلخيص: ج2 ص41 ❷ التلخيص الحبير: ج 5 ص2251

❸ كتاب موافقة الخبر الخبر فى تخريج احاديث المختصر، المجلس الثامن والستون: ج1 ص276

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نا قابل احتجاج قرار دیا ہے امام عبدالحق فرماتے ہیں:

((بقية لايحتج به)) امام بیہقی فرماتے ہیں:((اجمعوا على ان بقية ليس بحجة)) اور امام ابومسہر الغسانی نے کہا ہے۔((احاديث بقية ليت نقية فكن منها على تقية)) [1]

بقیہ قابل حجت نہیں، اس کے حجت نہ ہونے پر اجماع لہٰذا اس کی احادیث صاف ستھری نہیں ان سے بچنا چاہیے۔

علامہ الالبانی رحمہ اللہ کا موقف

علماء فن کے ان اقوال کے مقابلہ میں علامہ الالبانی رحمہ اللہ کا موقف پیش کیا جاتا ہے کہ وہ بقیہ بن ولید پر تدلیس التسویہ کے الزام کے قائل نہیں چنانچہ انہوں نے امام ابو حاتم کے موقف پر لکھا ہے:

((واما الآخر، وهو اتهامه بأنه يدلس تدليس التسوية فما اعتقده ان ذلك صح عنه)) [2]

''یعنی ابو حاتم کا دوسرا الزام کہ وہ تدلیس التسویہ کرتے ہیں میرے خیال میں ان کے متعلق یہ صحیح نہیں۔''

علامہ البانی نے اس کے بعد اگرچہ ابو حاتم کے اٹھائے جانے والے نکات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور آخر کار لکھا ہے:

((ولذلك انطلى الأمر على بعض الطلاب في العصر الحاضر واخذوا يعللون بعض احاديث بقية التي صرح فيها التحديث عن شيخه بتدليس التسوية۔۔۔۔ فلم يعجب ذلك بعضم اغترارا بأن فيه تدليس التسوية)) [3]

---

[1] تهذيب الكمال: ج 4 ص198 [2] الضعيفه: ج 12 ص104

[3] الضعيفه: ج1- 12 ص110

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اسی وجہ سے موجودہ دور کے بعض طلبہ علم نے بقیہ پر تدلیس التسویہ الزام کی بنا پر ان کی تصریح تحدیث کے باوجود بعض احادیث کو معلول، ضعیف کہنا شروع کر دیا ہے۔ اور یہ بات کوئی باعث تعجب نہیں کہ انہوں نے اس پر تدلیس التسویہ کے الزام سے دھوکہ کھایا ہے۔''

یقیناً علامہ الالبانی رحمہ اللہ عصر حاضر کے جلیل القدر وسیع المطالعہ اور عمیق النظر محدث اور فقیہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے فللہ درہ ۔لیکن معصوم عن الخطاء تو نہیں بہت سے علماء نے نہ صرف ان پر تعاقب ونقد کیا ہے بلکہ خود انہوں نے اپنے بہت سے مواقف سے رجوع کیا ہے جو ان کی عظمت و امانت کی دلیل ہے چنانچہ یہاں بھی اگرچہ ابو حاتم پر اٹھائے جانے والے سوالات کا جواب دیا جا سکتا ہے لیکن اس کی تفصیل ہمارے

موضوع سے متعلق نہیں اور یہ بھی کہ ہم چند فیصلہ کن نکات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں:

1۔ بقیہ بن الولید کے متعلق علامہ الالبانی رحمہ اللہ کے مجموعی اقوال کا جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کی تدلیس کو عام تدلیس کی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ ان کے بعض اقوال ان کے اس رجحان کو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ تدلیس التسویہ کے اعتبار سے ان کا حکم عام مدلیس سے الگ سمجھتے ہیں جسے عام محدثین کے موافق بھی کہا جا سکتا ہے مثلاً اُنہوں نے ذکر کیا ہے:

((قال البوصیری فی الزوائد: یدلس تدلیس التسویة)) [1]

مگر علامہ البوصیری کے اس قول کو بلا تبصرہ ذکر کیا ہے جو اشارہ ہے کہ تدلیس التسویہ کا الزام درست ہے۔ اسی طرح امام ابو حاتم کے قول پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو اپنا موقف دیا ہے اس کو بھی علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے بلا تبصرہ ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے حالانکہ حافظ ابن حجر

[1] الضعیفه: ج 3 ص45

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح طور پر لکھتے ہیں:

((ان سلم من وهم بقية ففيه تدليسه تدليس التسويه لانه عنعن لشيخه))

مگر علامہ البانی اس پر بقیہ کی سلیمان بن بلال سے مخالفت کا ذکر تو کرتے ہیں بقیہ کی تدلیس التسویہ پر خاموشی اختیار کرتے ہیں جو قرینہ ہے کہ شاید ان کا رجحان بھی عام محدثین جیسا تھا بلکہ ایک جگہ تو فرماتے ہیں:

((مشهور بالتدليس فلا يغتر بتصريحه بالتحديث)) ❶

''یعنی بقیہ تدلیس میں مشہور ہیں لہٰذا ان کی تصریح تحدیث سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔''

حالانکہ عام مدلس کے متعلق تو یہ نہیں ورنہ تو اصول تصریح تحدیث ہی ختم ہو جاتا ہے لہٰذا سمجھنا چاہیے کہ تصریح تحدیث پر اگر تحفظ ہے تو یہ اس کی تدلیس التسویہ ہی کی بنا پر ہے۔

اور شاید اسی بنا پر حدیث ((انتظار الفرج بالصبر عبادة)) کی سند ((يرويه محمد بن محمد بن سليمان بن سلمة عن بقية ثنا مالك عن الزهري)) جسے امام ابن عدی نے

((هذا حديث باطل عن مالك بهذا الاسناد لا يرويه عنه غير بقية)) ❷

باطل کہا ہے۔ علامہ الالبانی رحمہ اللہ اس پر فرماتے ہیں:

((قلت وهو مشهور بالتدليس ولا يغتر بتصريحه هنا)) ❸

اسی طرح حدیث ((انا سابق العرب الى الجنة.....)) کی سند ((فيرويه عطية بن بقية بن الوليد حدثني ابي ثنا محمد بن زياد)) پر فرماتے ہیں:

((قد صرح ابوه بقية بالتحديث عند الطبراني ولذلك قال الهيثمي

❶ الضعيفه : ج 4 ص74 ❷ الكامل : ج 2 ص508 ❸ الضعيفه،رقم: 1572

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فی المجمع (ج 10 ص305) رواه الطبرانی واسناده حسن، قلت؟ ولیس کذلك لوجهین۔ الاول۔ ماعرفت من غفلة عطیة والآخر: ان بقیه بن الولید مدلس ولم یصرح بالتحدیث الافی روایة الطبرانی واما عند الآخرین فقد عنعنه)) [1]

''یعنی علامہ الھیثمی نے تو بقیہ کی تصریح تحدیث کو قبول کیا ہے لیکن علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو اس لیے قبول نہیں کیا اس کی یہ صراحت صرف الطبرانی میں ہے حالانکہ عام اصول میں مدلس کی روایت کو قبول کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ تمام مصادر میں صراحت ذکر ہو۔ البتہ اگر یہ فرق ہے تو وہ بھی تدلیس التسویہ کا اشارہ ہے جسے علامہ البانی یہاں قبول کر کے علامہ الھیثمی کا رد کر رہے ہیں۔''

2۔ اس تناظر میں کہنا چاہیے کہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر سوال ہے کہ عام تدلیس اور تدلیس التسویہ کے حکم میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ کہ صراحت تحدیث سے تو ہر مدلس کی تدلیس کا عیب اور نقص یا جرح دور ہو جاتی ہے پھر تدلیس التسویہ کو ''سئی الأقسام'' یا ''شرا لأنواع'' کہنے کا کیا پس منظر ہے؟ اور ان کے حکم میں یا رفع الزام اور امن اتہام کی کیفیت میں کیا فرق ہے؟ جبکہ بظاہر یہی ہے کہ اس ''سئی الأقسام'' یا ''شر الأنواع'' تدلیس التسویہ کی جرح یا ضعف اور علت سے امن صرف اسی صورت میں ہے کہ تمام سند میں صراحت تحدیث ہو۔

3۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے رجحان یا اس اصول کو سمجھنے کے لیے ان کے نہایت معتمد اور قریبی شاگرد رشید علامہ ابو اسحاق الحوینی رحمہ اللہ کی چند توضیحات کو دیکھنا بھی مفید بلکہ ضروری ہے، چنانچہ موصوف رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف پر متعدد جگہ بقیۃ بن الولید کے حوالہ سے جو فرمایا ان میں سے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ ملاحظہ ہو۔

1۔ ((بقیة بن الولید وان کان ثقة ثبتا، یکن بقیة و محمد بن مصفی

[1] الضعیفه رقم: 2953

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يدلسان تدليس التسوية)) ❶

2۔ ((بقية بن الوليد، صدوق، لكنه يدلس تدليس التسوية كما صرح به ابو حاتم)) ❷

3۔ ((وبقية صرح بالتحديث في سائر الاسناد)) ❸

4۔ ((بقية يدلس، تدليس الاسناد، كما صرح لي الشيخ (الالباني رحمہ اللہ) بذلك، لكن ثبت انه كان يدلس تدليس التسوية، كما قال ابو حاتم الرازي۔۔۔۔ فيلزمه حينئذان يصرح في كل طبقات السند كما يشترطه أهل العلم و منهم الشيخ رحمہ اللہ)) ❹

5۔ ((ثم رايت الحافظ اتهم بقية بتدليس التسوية وأقره الشيخ الالباني كما في الارواء)) ❺

6۔ ((بقية بن الوليد: كان يدلس تدليس التسوية، فنحتاج ان يصرح بالتحديث في كل طبقات السند۔۔۔۔ ينبغي أن يصرح في كل طبقات السند، لأنه كان يدلس تدليس التسوية)) ❻

مندرجہ بالا تصریحات سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1۔ بقیہ اگرچہ بذاتہ صدوق یا ثقہ سہی لیکن تدلیس التسویہ کرتے ہیں جیسا کہ ابو حاتم نے کہا ہے۔

2۔ تدلیس التسویہ کرنے والے کا اعتبار تب ہوگا جب اس کی سند کے تمام طبقات میں تصریح تحدیث ہو جیسا کہ ہمارے شیخ علامہ الالبانی نے بھی دیگر علماء فن کی طرح یہ شرط عائد کی ہے۔

---

❶ نثل النبال: ج 1 ص221 ❷ ایضاً

❸ ایضاً: ص 222 ❹ ایضاً، حاشیہ تفسیر ابن کثیر: ج3 ص366

❺ نثل النبال: ج1 ص223 ❻ ایضاً: ج 1 ص224

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3۔ حافظ ابن حجر نے بقیہ پر تدلیس التسویہ کا الزام لگایا ہے اور شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے بھی اس کو برقرار رکھا ہے۔

4۔ بسا اوقات بقیہ کی اسناد کے تمام طبقات میں صراحت تحدیث ہوتی ہے تو اس سے الزام تدلیس ختم ہو جاتا ہے۔

اب ان تصریحات اور نتائج کے بعد یہ فیصلہ کرنے میں کوئی مانع نہیں رہتا ہے کہ بقیہ اپنی تدلیس التسویہ کی بنا پر حجت نہیں اور اس کے حوالہ سے یہ روایت بھی قابل حجت نہیں۔ لہٰذا جو معاصرین بقیہ کی تدلیس التسویہ کا انکار کرتے ہوئے اس حدیث کو قابل حجت قرار دے کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ان طعن کی سعی نا مشکور کر رہے انہیں بھی کسی دھوکہ میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

علامہ الالبانی سے اگرچہ کوئی واضح قول تو منقول نہیں تاہم قرائن سے محسوس ہوتا ہے کہ اگر ان کا بقیہ کی تدلیس التسویہ کا رجحان نہیں تو وہ متردد ضرور ہیں لیکن تعجب ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

((أن أحدا من علماء التخريج لم يجرعلى اعلال حديث بقية بتدليس التسوية فيما علمت)) [1]

مگر دوسری طرف آپ دیکھ چکے ہیں کہ وہ نہ صرف ابو حاتم، بوصیری اور ابن حجر کا حکم تدلیس التسویہ ذکر کرتے ہیں بلکہ اس پر خاموش بھی رہتے ہیں۔ ((فسبحان الذى لا يضل ولا ينسٰى))

ورنہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عام تدلیس اور تدلیس التسویہ کے حکم میں کیا فرق رہ جاتا ہے کہ صراحت تحدیث تو ہر مدلس اور ہر قسم تدلیس کا عیب اور نقص یا جرح دور ہو جاتی ہے پھر آخر تدلیس التسویہ کو "سیئی الاقسام" یا "شر الانواع" کہنے کا پس منظر کیا ہے؟ اور ان کے حکم میں یا رفع الزام اور امن اتہام کی کیفیت میں کیا فرق ہے؟ بظاہر یہی ہے کہ اس "سیئی الاقسام" یا "شرا لانواع" کی جرح یا ضعف سے امن صرف اس صورت میں ہے کہ تمام

[1] الضعیفہ : ج1-12 ص111

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبقات سند میں صراحت تحدیث ہو۔

الغرض بقیہ بن الولید جو اس روایت کا مدار المہام ہے علماء فن کی تصریحات کے تناظر میں قابل حجت نہیں لہٰذا یہ روایت قابل استدلال نہیں اس پر مبنی اعتراض باطل ہے۔

خیال رہے طبرانی کی روایت میں بقیہ سے روایت کرنے والا بھی مدلس ہے اور وہ بھی اپنے شیخ بقیہ کی طرح تدلیس التسویہ سے متہم ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

امام ابن الھادی وغیرہ نے امام ابو حاتم کے قول کا رد کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ بقیہ کی روایت صحیح اور وہ اتہام تدلیس سے مبرا ہے کہ اس کے پاس بحیر بن سعد کی کتاب تھی لہٰذا کتاب سے روایت کرنے پر تدلیس کا شبہ نہیں رہتا۔

مگر اس دعوی کی بنیاد امام ابن عدی کی یہ روایت ہے۔

((ثنا الفضل بن عبدالله بن سليمان ثنا سليمان بن عبدالحميد بثنا حيوة قال سمعت بقية يقول: لما قرأت على شعبة كتاب بحير بن سعد قال لي: يا ابا يحمد لولم أسمع هذا منك لطرت)) [1]

اس روایت کو حافظ ابن حجر نے بھی ذکر کیا ہے مگر وہاں کتاب کا ذکر نہیں بلکہ۔ ((يقول لما قرأت على شعبة احاديث بحير بن سعد---- هذا منك نظرت)) [2]

اگر تو سعا اسے کتاب سے بھی تعبیر کر لیا جائے تو بھی دیکھنا تو یہ ہے کہ کیا یہ روایت صحیح ہے اس میں ایک راوی سلیمان بن عبدالحمید ابو ایوب الحمصی ہے جس کو ابو حاتم نے ((صدوق)) کہا ہے لیکن امام نسائی نے ((كذاب ليس بثقة ولا مامون)) کہا ہے بعض علماء نے اس کی توثیق بھی کی ہے حافظ ابن حجر نے ((صدوق رمي بالنصب وأفحش النسائي القول فيه)) لکھا ہے۔

ایک اور راوی امام ابن عدی کے شیخ فضل بن عبداللہ بن سلیمان ہے جس کا ترجمہ کتب

[1] الکامل: ج 2 ص 506 [2] تہذیب: ج 1 ص 476

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تراجم سے نہیں ملا جس سے اس کی توثیق وتضعیف کا علم ہو سکے چنانچہ وہ مجہول ہے۔

جس کے بعد کہنا چاہیے کہ بقیہ کے اس دعوی کی کوئی حیثیت نہیں کہ اس کے پاس بحیر بن سعد کی کوئی کتاب تھی تو جب کتاب ہی ثابت نہیں تو اسے سماع پر محمول کر کے اس روایت کو ثابت کرنا، چہ معنی دارد؟

اس کے بعد یہ سمجھنا بلکہ کہنا بھی آسان ہو جاتا ہے جن علماء نے اس روایت کی بنا پر امام ابو حاتم کے قول۔ بقیہ تدلیس تسویہ کرتا ہے۔ کا رد کیا ہے وہ درست نہیں بالخصوص یہ رد تو بے بنیاد ہے جبکہ امام ابو حاتم کا قول واقعاتی شہادت پر مبنی ہے تو ایک بے بنیاد روایت سے واقعاتی شہادت پر مبنی دعوی کو رد کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

عود الی المقصود

جب یہ ثابت اور متحقق ہو گیا کہ یہ روایت ہی صحیح نہیں تو ظاہر اس کی بنا پر اٹھائے جانے والے اعتراضات یا سوالات از خود باطل ہو جاتے ہیں جن کے جواب کی کوئی چنداں ضرورت نہیں رہتی لیکن روایت کے اسنادی تجزیہ کے ساتھ اس کے متن کا جائزہ بھی ضروری ہے کہ روایت و درایت کے اصول سے بھی ان اعتراضات کی قلعی کھولی جا سکے اور قارئین پر عداوت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں پھیلائے جانے والے شکوک وشبہات کی حقیقت واضح ہو سکے چنانچہ ہم پہلے اعتراض کا جائزہ لیتے ہوئے چند پہلوؤں کو دیکھتے ہیں:

1۔ حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے "انا للہ....." پڑھا تو اس پر انہیں "أترا ها مصيبة" کہنے والا کون ہے؟ مسند احمد اور الطبرانی کی روایت میں وضاحت ہے کہ یہ الفاظ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہے، جبکہ ابو داؤد کی روایت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں بلکہ ((فقال له فلان أتعدها مصيبة؟)) ہے کہ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو کس نے یہ الفاظ کہے؟

اسی طرح ابو داؤد اور الطبرانی کی روایت میں ہے ((فقال للأسدی ما تقول انت؟ فقال: جمرة اطفاء الله)) مسند احمد میں یہ روایت مختصر ہے جس میں ان الفاظ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر ہی نہیں۔

اولاً: تو روایات کی روشنی میں متعین طور پر یہ کہنا درست نہیں کہ پہلے الفاظ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہیں کیونکہ ممکن یہ الفاظ ((فـــلان)) کے ہوں اگر دوسری روایت میں صراحت کا اعتبار کرتے ہوئے اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ سمجھا جائے تو ان دونوں تبصروں میں بظاہر تعلق نظر نہیں آتا کہ مصیبت کی وضاحت بھی تو اس نے کی ہے جو سوال کر رہا ہے، اب سوال تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں لیکن وضاحت اُسدی کر رہا ہے، نظم اور سیاق کلام کا تقاضا ہے کہ دونوں جگہ کہنے والے ایک ہی ہو۔

شاید ایسے ہی پس منظر میں حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

((فیه نکارة لفظا و معنی)) [1]

''اس روایت میں لفظی و معنوی نکارت ہے۔''

ثانیاً: اسی طرح طبرانی اور ابو داؤد کی روایات میں دوسرے جملہ ((جـمـرة اطفا ها الله)) کہنے والا ''رجل من بن اسد'' یعنی اسدی ہے لہٰذا اس جملہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے انہیں مطعون کرنا قطعاً درست نہیں۔ بلکہ بعض طرق میں تو الاسدی کا ذکر نہیں تو نا معلوم یہ جملہ کس راوی کا اضافہ کرتا ہے جسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔

ثالثاً: ان دونوں الفاظ کی نسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا بالخصوص حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر تبصرہ بایں وجہ بھی درست نہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت سے لے کر دستبرداری خلافت ہی نہیں بلکہ بعد میں بھی وفا و محبت اور احسان و قرابت کا تعلق دونوں طرف سے نبھایا جاتا ہے جس کی تفصیل ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

((رایت رسول الله ﷺ یـمـص لسـانه أوقال شفته یعنی الحسن بن

---

[1] البدایه ج۸ ص۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی۔ وانه لن یعذب لسان او شفتان یمصهما رسول الله ﷺ)) ❶

یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آنجناب ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹوں کو بوسہ دیتے تھے اور پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کی بنا پر فتوی دیتے ہیں کہ جس زبان یا جن ہونٹوں کو جناب رسول اللہ ﷺ نے بوسہ دیا ہو ان کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔

اسی بنا پر جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ابو الاعور السلمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

((ان الحسن بن علي، عيي، فقال معاوية رضي الله عنه: لا تقولا ذالك، فان رسول الله ﷺ قد تفل في فيه ومن تفل في فيه رسول الله ﷺ فليس بعيي)) ❷

''حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ قادرا الکلام اور فصیح اللسان نہیں (ان کی زبان میں لکنت وغیرہ ہے) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا مت کہو، جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کے دہن (مونہہ) میں اپنا لعاب مبارک ڈالا تھا جس کے مونہہ میں جناب رسول اللہ ﷺ اپنا لعاب مبارک ڈالیں وہ گفتگو کرنے سے عاجز یا اس کی زبان میں رکاوٹ کیسے ہوسکتی ہے۔''

رابعا: سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر اس الزام کے برعکس تاریخ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس مومنانہ طرز عمل کو محفوظ کیا ہے کہ۔

((لما جاء الكتاب بموت الحسن بن علي اتفق كون ابن عباس عند معاوية فعزاه فيه بأحسن تعزية، وردعليه ابن عباس رداحسنا كما قد منا، وبعث معاوية ابنه يزيد، فجلس بين يدى ابن عباس وعزاه

❶ احمد، رقم: 16848 البدايه: ج 8 ص36، اتحاف المهرة، رقم: 16862

❷ المجمع: ج9 ص177

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعبارة فصيحة وجيزة، شكره عليها ابن عباس)) [1]

''یعنی جب سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملی تب اتفاق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی وہاں موجود تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے عمدہ انداز اور اچھے الفاظ میں ان سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر تعزیت کی جس کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی خوبصورت ردعمل دیا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید رحمہ اللہ کو ان کی خدمت میں بھیجا جنہوں نے آکر ان سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر نہایت فصیح و بلیغ الفاظ میں تعزیت کی جس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے ان کا شکریہ ادا کیا۔''

بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا کیا مرتبہ و مقام اور کس قدر اکرام و احترام یا محبت و اعظام تھا کہ آپ ان سے مجلس کیا کرتے تھے اور ان سے مختلف قسم کے سوالات کر کے زندگی کے معاملات میں استفادہ کرتے تھے، کبھی آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بہادری اور شجاعت اور کبھی نا پسندیدہ اخلاق اور کبھی جود و سخا اور احسان و عطا کے متعلق پوچھتے، ایک مرتبہ ایسے سوالات پر جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جوابات ارشاد فرمائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

((اشهد بالله لقد صدقت)) [2]

''اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ آپ نے سچ فرمایا۔''

بلکہ شیعی مجتہد شیخ صدوق نے نقل کیا ہے:

((سأل معاوية الحسن بن على عن المروة؟ يا فقال: شح الرجل على دينه واصلاحه ماله و قيامه بالحقوق، فقال معاوية: أحسنت يأبا محمد، أحسنت ياابا محمد)) [3]

---

[1] البدایہ: ج 8 ص 304 [2] انساب الا شرف: ص 48

[3] کتاب معانی الا خبار: ص 75 باب 104، بحوالہ سیرت معاویہ رضی اللہ عنہ، نافع ص: 363

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروت کے متعلق پوچھا، تو فرمایا: مروت یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کی حفاظت، مال کی اصلاح (حلال وحرام کا خیال) رکھے اور حقوق کی ادائیگی کرے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابومحمد آپ نے بہترین جواب دیا، ابومحمد، آپ نے بہت عمدہ اور خوبصورت بات کہی۔''

بلکہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے یمنی شہد رومی پانی میں ملا کر نوش کیا جس سے ان کی وفات ہوگئی پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہوئے کہ:

((لا یسؤك الله ولا یحزنك فی الحسن بن علی))

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ (کی وفات) کے متعلق ہر قسم کی پریشانی وغمگینی اور حزن وملال سے محفوظ رکھے جس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((لا یحزننی الله ولا یسؤنی ما ابقی الله امیر المؤمنین)) [1]

جب تک آنجناب امیر المؤمنین موجود ہیں اللہ تعالیٰ مجھے ہر قسم کی پریشانی اور حزن و ملال سے محفوظ رکھے گا۔

الغرض حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر اس اعزاز اور محبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت کے سبب جہنم کی آگ حرام ہے اور وہ جنتی شہزادے ہیں۔ بلکہ وہ ان کے علم و فضل کے معترف ہی نہیں مکتسب بھی ہیں اور ان کی وفات پر ان کو خود خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اظہار تعزیت کرتے ہیں بلکہ اپنے بیٹے یزید کو بھی تعزیت کے لیے بھیجتے ہیں۔ تو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا کیونکر تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر خوش ہوں یا اس کو مصیبت نہ سمجھیں بلکہ کوئی منفی تاثر دیں۔ ایسا کرنے تو کسی عام انسان سے بھی تصور نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے حلیم کریم اور قرابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رکھنے والا ہی نہیں بلکہ قرابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنے لیے سعادت سمجھنے والے جلیل

[1] البدایہ ج 8 ص 138

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القدر صحابی رضی اللہ عنہ سے ایسا کرنے کی توقع رکھی جائے۔ ((سبحانك هذا بهتان عظيم))

چنانچہ امام القرطبی کا قول ہم نے۔ سب وشتم علی رضی اللہ عنہ۔ کے ضمن میں لکھا ہے۔

((وعند ذلك يبعد على معاوية ان يصرح بلعنه وسبه، لما كان معاوية موصوفا به من الفضل والدين، والحلم وكرم الاخلاق، وما يروى عنه من ذلك فاكثره كذب ولايصح)) [1]

''کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے صاحب فضل و دین اور حامل حلم و کرم نیز بلند اخلاق جیسے شخص سے ممکن ہی نہیں کہ وہ اس طرح سب وشتم کرے اور پھر اس سلسلہ میں ان کی طرف جو کچھ منسوب کیا جاتا ہے وہ اکثر غلط اور جھوٹ ہے۔''

چنانچہ یہ روایت بھی صحیح نہیں لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور مقام و مرتبہ سے قطعاً توقع نہیں کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کریں اور اگر کسی کو اس روایت کی صحت پر اصرار اور اس سے استدلال پر تکرار ہے تو پھر ہم یہاں بھی وہی بات کہتے ہیں جو علامہ المازری نے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باہم جھگڑے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر فرمائی ہے۔ ((كما سيأتي ان شاء الله)) چنانچہ جب روایت کی صحت کے باوجود حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت و حرمت اور تقدس وفضیلت کے تحفظ و دفاع میں سلف صالح اس حد تک گئے ہیں تو پھر جو روایت بھی ضعیف ہو تو اس کو بالاولیٰ اس محمل سے تعبیر کرنا چاہیے۔

تنبیہ بلیغ

آگے بڑھنے سے قبل یہاں ہم ایک اہم تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ روایت چونکہ سنن ابو داؤد میں بھی ہے اور سنن ابو داؤد کی جملہ شروحات میں سب سے معتمد اور فن حدیث کے اعتبار سے سب سے سرفہرست شرح عون المعبود ہے جسے بلا تفریق تمام اوساط علمیہ اور جملہ مکاتب فکر میں شرفِ قبولیت حاصل ہے اس حدیث کی شرح میں صاحب عون المعبود برصغیر کے عظیم محدث شارح حدیث علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ نے یہ تبصرہ کیا ہے۔

---

[1] المفهم: ج 6 ص 272

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((والعجب كل العجب من معاوية فانه ما عرف قدر أهل البيت حتى قال ما قال، فان الموت مثل الحسن بن علی رضی اللہ عنہ من أعظم المصائب وجزى الله المقدام و رضی اللہ عنہ فانه ماسكت عن تكلم الحق حتى اظهره وهذا شأن المؤمن الكامل المخلص)) [1]

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر نہایت تعجب ہے کہ انہوں نے اہلبیت کے مقام و مرتبہ کو سمجھا ہی نہیں کہ یہ بات کہہ دی، جبکہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی وفات تو بہت بڑی مصیبت اور حادثہ ہے اللہ تعالیٰ حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو جزاء دے کہ انہوں نے خاموش رہنے کی بجائے حق کا اظہار کیا اور ایک مخلص اور کامل مومن کی یہی شان ہے۔''

بلاشبہ علامہ محدث ڈیانوی رحمہ اللہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں ہمارا ان پر کسی قسم کا تبصرہ ہمیں زیب نہیں دیتا لیکن معاملہ کی نزاکت اور حساسیت ہمیں کچھ عرض کرنے پر مجبور کر رہی ہے کہ اگر مقام محبت سے مستزاد فضائل و مناقب اور محبت و قرابت کو دیکھا جائے تو یقیناً حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا کوئی تقابل بنتا ہی نہیں اسی طرح بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ بڑا حق اور سچ یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور محدث ڈیانوی مرحوم میں تقابل کا تصور بھی باطل ہے بلکہ گناہ ہے۔تو ((ان تعجب فعجب قولهم)) ہمارا ایمان تو یہ کہتا ہے کہ جس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا تبصرہ کرنا درست نہیں تو محدث ڈیانوی کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ تبصرہ اس سے کئی گناہ زیادہ غلط ہے اس کی تو کوئی تاویل ممکن ہے لیکن محدث ڈیانوی کے تبصرہ کی کوئی تاویل ممکن نہیں بالخصوص۔

1۔ جس روایت کی بنا پر اس تبصرہ بلکہ ان مشتعل جذبات کا اظہار کیا گیا ہے وہ ہی صحیح نہیں تو پھر اس تبصرہ کو تصحیح و تحسین کی نظر سے کیسے دیکھا جا سکتا ہے۔

2۔ پھر اہل بیت کے حوالہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس منفی تاثر یا کسی سنگین پس

---

[1] عون المعبود: ج 4 ص115

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منظر میں نہ بھی دیکھا جائے تو کم از کم اہل بیت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ثابت شدہ اور متحقق و متیقن مراسم و تعلقات اور عقیدت و محبت یا اکرام و احترام سے عدم واقفیت تو ضرور ہے۔

3۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ کسے معلوم نہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لیے حاضر تھے بلکہ صلح بین المسلمین کا اعزاز بھی ان ہی کو حاصل ہے وہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شہزادہ جنت تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان تمام فضائل و مناقب سے باخبر تھے تبھی تو وہ اہل بیت کو عطیات و وظائف سے نوازتے رہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں بالخصوص حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خدمت کو وہ اپنے لیے اعزاز و سعادت سمجھتے رہے وہ تشریف لاتے تو ((مرحبا بابن رسول الله ﷺ أهلا)) کہہ کر استقبال کرتے۔

امام زہری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے کہا:

((لولم يكن لك فضل على يزيد الا أن أمك امرأة من قريش، وأمه من كلب، لكان لك عليه فضل،فكيف وأمك فاطمة بنت رسول الله ﷺ)) [1]

''آپ کو یزید پر یہ فضیلت نہ بھی ہوتی کہ آپ کی والدہ قریشی ہیں جبکہ اس کی والدہ بنو کلب سے ہیں تو پھر بھی آپ کو یزید پر فضیلت حاصل ہے اور کیوں نہ کہ آپ کی والدہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔''

تفصیل سے قطع نظر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اہل بیت سے دیگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت پر کوئی دوسری رائے نہیں اس کے باوجود محدث ڈیانوی کے تاثر پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ان کی توجہ نہ اس حدیث کے ضعف کی طرف گئی اور نہ ہی

[1] شبهات عن بن أميه، للشيخ ابو عبدالرحمن سيد جمعه : ص 282

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہل بیت سے محبت کی طرف۔

4۔ مگر ان دونوں صورتوں کے باوجود کی ایک معقول تاویل اور تعبیر بھی ہے جس سے ان تاثر کا کوئی معقول جواز باقی نہیں رہتا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انسان تھے وہ بھی بشری لواحق اور تقاضوں سے مبرا یا ماوراء اور معصوم نہ تھے۔ دل و دماغ میں غیظ و غضب اور طیش کا ہونا یا آنا کوئی بعید نہ تھا آپس کی معاصرانہ چشمک سے بھی ان کو مافوق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ازواج مطہرات میں رقیبانہ غیرت اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک دوسرے کے متعلق ناراضگی اور غصہ کا ہونا یا پایا جانا بھی ثابت ہے اور یہ سب کچھ بتقضاء بشریت ہے اسی لیے تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو معصوم نہیں مغفور کہا جاتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((انی لارجو أن أکون أنا وعثمان وطلحه والزبیر من الذین قال تعالیٰ فیهم: ونزعنا ما فی صدورهم من غل)) [1]

''مجھے اُمید ہے کہ میں اور حضرت عثمان، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ان کے سینوں سے کینہ و حسد کو ختم کر دیا۔''

یعنی یہ چیز تھی تو ختم کی گئی ہے اسی طرح مشاجرات اور اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہم کے تناظر میں ان کی حسن ظن سے اور ان کی شایان شان اور حسب مرتبہ و مقام تعبیر کرنی چاہیے۔ ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم محض اپنے جذبات میں آ کر ان کی آپس میں ہونے والی بات چیت یا تبصرہ کو کسی سے محبت یا بغض کا ذریعہ بنا لیں مثلاً حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق جو الفاظ ((الآثم، الخائن، الغادر)) کہے تو کیا ہم اس کو اپنی عقیدت و محبت کی عینک سے دیکھ کر دوسرے کی توہین و تنقیص کریں۔ اہلسنت کا یہ موقف نہیں بلکہ ہم ایسی روایات کا اسنادی و معنوی تجزیہ کریں گے اگر کوئی تعبیر و تاویل سمجھ نہ آئے تو ان کا معاملہ اللہ

---

[1] تفسیر ابن جریر الطبری: ج 8 ص183

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کے سپرد کر کے اپنے سکوت سے سلامتی ایمان کا راستہ اپنائیں گے کہ۔ ﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ.....﴾ الآیۃ

بہر حال اس سلسلہ میں ہم نے علامہ المازری کا قول مسئلہ سب میں ذکر کیا ہے اس کے ساتھ علامہ عبدالرحمٰن محمد سعید دمشقیہ کا تبصرہ بھی بڑا چشم کشا اور نصیحت آموز ہے، آپ فرماتے ہیں:

((والصحابة بشر وليسوا معصومين واذا كان الرسول ﷺ يقول انما انا بشر فأيما امره سابته مما يعترى النفس البشرية من ثورة وغضب مع أنه بنى، فحصوله من غير الانبياء من باب أولىٰ، وقد وقع بين الصحابة شجار وسباب لا يجوز ان يشغله الصائدون فى الماء العكر و يجيرونه لتأييد عقائد الخبيثة، بل نسكت عما شجر بينهم، فان ستر عورات الصحابة أولىٰ من سترعورات عامة المسلمين، والسباب من باب ما يقع للأقران مما يجب الأعراض عنه مثلما يحدث بين العلماء الأقران بين بعضهم البعض وهو ليس شيأ أمام القتال وقد تقاتلوا)) [1]

''کہ اگر چہ معصوم تو نبی اکرم ﷺ ہی ہیں لیکن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق بھی ہم حسن ظن کے پابند ہیں کہ یقین رکھیں وہ ہر قسم اخلاقی عیب سے محفوظ تھے اور اگر ان کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب پائیں تو اس کی بہترین تاویل اور محمل تلاش کریں اور اگر ایسا بھی ممکن نہ رہے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت اور فضل ومرتب کو مقدم سمجھتے ہوئے اس کو رواۃ کا وہم غلطی قرار دیا جائے گا۔''

یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی انسان ہیں کوئی معصوم نہیں، جب جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں بشر ہوں جس کسی کو میں نے برا بھلا کہا ہو.....تو جب

[1] الاستدلال بالسنة النبوية عندالشيعة فى ميزان النقد العلمى: ص 890

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ پیغمبر ہو کر بھی بتقضاءِ بشریت غصہ میں آ کر کچھ کہہ سکتے ہیں تو کسی دوسرے (امتی) سے تو بالاولیٰ اس کی توقع کی جا سکتی ہے چنانچہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں جو مشاجرت یا باہم تو تکار ہوئی اس سے گندے پانی میں شکار تلاش کرنے والوں کو اپنے برے اور بدعقائد کی تائید میں اس کو بہانہ نہیں بنانا چاہیے بلکہ ہمیں اس پر خاموش رہنا چاہیے کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ستر پوشی عام مسلمانوں کی ستر پوشی سے کہیں زیادہ ضروری ہے اور ان کے درمیان بطور معاصرین جو بھی مشاجرت یا سب وشتم ہوا وہ ایسے ہی ہے جیسے معاصرین میں ہوتا ہے مثلاً ہم عصر علماء میں بھی ایک دوسرے کے متعلق ایسا ہو جاتا ہے چنانچہ جب وہ ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار ہوئے اور ان میں قتال و جدال واقع ہوا تو اس کے مقابلہ میں اس باہم تلخ وترش کلامی کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔

بنابریں مذکورہ فنی توضیحات اور ان تعبیرات کے بعد جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دامن اس الزام سے پاک ہے وہاں ہم محدث ڈیانوی رحمہ اللہ کی اس بشری لغزش پر ہم اُن کے الفاظ میں یہی کہہ سکتے ہیں کہ: ((**والعجب كل العجب من الشيخ، لعله ماعرف معاوية وما قدرحق قدره، يغفر الله له ويعفو عنه، انه عفو كريم، وغفور رحيم**))

دوسرا اعتراض

جہاں تک اس روایت کے تحت دوسرے اعتراض کا تعلق ہے تو جب معلوم ہو گیا کہ یہ روایت ہی قابل حجت نہیں تو یہ اعتراض بھی قابل التفات نہ رہا، تاہم اس روایت کی مذکورہ اسنادی حیثیت کے ساتھ اسے معنوی طور پر بھی دیکھنا ضروری ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس طعن کی کیا حیثیت ہے؟ چنانچہ معلوم ہے کہ کسی مسلمان سے بھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ اس کے سامنے جناب پیغمبر ﷺ کا فرمان ہو تو وہ اس کی مخالفت کرے بلکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ فرمان پیغمبر ﷺ سامنے آتے ہی۔ سمعنا و اطعنا۔ کا مظاہرہ کرے تو پھر کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے کیسے امید بلکہ اس کے متعلق تصور کیا جا سکتا ہے کہ اسے جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد معلوم ہو تو وہ اس کی مخالفت کرے لہٰذا اگر ایسا کوئی عمل کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت بھی ہوتو اس کی علمی و اخلاقی تعبیر و تاویل کرنا ہی ان نفوس قدسیہ سے حسن ظن کا تقاضا ہے مثلاً یہ عمل تب کا ہو جب ان تک یہ حدیث نہ پہنچی ہو یا وہ اس کی کوئی تاویل کرتے ہوں گے اور فقہی طور پر سمجھتے ہوں گے کہ اس کے جواز کی بھی کوئی صورت ہے اور اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

چنانچہ ریشم پہننے کے اس الزام میں تو روایت کے عدم ثبوت کے ساتھ واضح ثابت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں۔

((لا تركبوا الخز ولا النمار، قال وكان معاوية لايتهم في حديث رسول الله ﷺ)) [1]

''یعنی ریشم اور درندوں کے چمڑے پر مت بیٹھو، راوی کہتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حدیث میں متہم نہ تھے۔''

اسی طرح عبداللہ بن علی عدوی بتاتے ہیں:

((سمعت معاوية رضي الله عنه على المنبر بمكة بقول: نهى رسول الله ﷺ عن لبس الذهب والحرير)) [2]

''میں نے مکہ مکرمہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برسر منبر یہ کہتے سنا ہے کہ: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا اور ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں:

((ان رسول الله ﷺ حرم سبعة اشياء واني أبلغكم وانها كم عنه: منهن النوح والشعر والتصاوير والتبرج وجلود السباع والذهب والحرير)) [3]

---

[1] ابو داؤد مع العون: ج 4 ص114

[2] احمد: ج 4 ص101، رقم: 16872

[3] احمد، رقم: 16935، اتحاف المهرة: ج 13 ص375، رقم: 16880

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جناب رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ میں تمہیں یہ پیغام پہنچا رہا ہوں اور ان چیزوں کے روک رہا ہوں ان سات میں نوحہ خوانی، شعر گوئی، تصاویر، بے پردگی، درندوں کا چمڑا، سونے اور ریشم کا استعمال ہے۔''

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ:

((أن معاوية عام حج، جمع نفرا من أصحاب رسول الله ﷺ في الكعبة فقال: أسألكم عن أشياء، أخبروني! أنشدكم الله، هل نهى رسول الله ﷺ عن لبس الحرير؟ قالوا: نعم،------ وفيه لبوس الذهب وضغف النمور)) [1]

''جس سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو بیت اللہ میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کر کے فرمایا: میں آپ سے چند چیزوں کی بابت پوچھنے والا ہوں، آپ مجھے ان کے متعلق بتایئے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع نہیں کیا؟ انہوں نے فرمایا: ایسا ہی ہے، .....اور اسی میں سونا پہننے اور درندوں (چیتے وغیرہ) کے چمڑے کا بھی ذکر ہے۔''

اب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ان مرویات اور جناب اکرم ﷺ کے ان ارشادات کو روایت کرنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس قسم کا الزام یا اتہام کوئی دشمن صحابہ رضی اللہ عنہ ہی لگا سکتا ہے یا اس کی بنا پر بلا تحقیق کوئی سبائیت و رافضیت کے حسد و عقد میں بغض صحابہ رضی اللہ عنہم رکھنے والا ہی یہ پروپیگنڈہ کر سکتا ہے جبکہ اپنے دل میں۔ مثقال ذرۃ۔ ایمان رکھنے والا تو اس پر ہی کہے گا۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شہزادگی کے باوجود ان کی سادگی و قناعت اور تواضع و انکساری کا تذکرہ کتب تاریخ میں محفوظ ہے۔ حافظ ابن عساکر نے عبید بن سلمان

[1] احمد، رقم: 16877، اتحاف المهرة: ج 13 ص 369، رقم: 16862

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الطائی کا قول ذکر کیا ہے۔

((کنت جالسا عند معاویة فرأیته متواضعا، لم ارسیاطا غیر مخاریق کمخاریق الصبیان من رقاع قد فتلت یفقعون بها فیضرب بها الناس)) ❶

''یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہایت متواضع اور انکساری کرنے والے تھے آپ لوگوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے لیے بھی کوئی باقاعدہ کوڑا یا چھڑی نہیں رکھی ہوئی تھی بلکہ بچوں کے کھیلنے والے کپڑے کو بل دیکر بنایا گیا (کوڑا نما) بٹ رکھا ہوا تھا۔''

اسی طرح یونس بن میسرہ بتاتے ہیں:

((رایت معاویة فی سوق دمشق وهومرد ف وراء ه وصیفا علیه قمیص مرقوع الحبیب، وهو لیسیر فی أسواق دمشق)) ❷

''میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا غلام پیچھے بٹھا کر دمشق کے بازاروں کو اس حالت میں گھومتے دیکھا ہے کہ ان کی قمیص کو پیوند لگے ہوئے تھے۔''

امام احمد نے علی بن ابی حملہ رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ:

((رایت معاویة علی منبر دمشق یخطب الناس وعلیه قمیص مرقوع) ❸

''میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر دمشق پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے کہ ان کی قمیض کو پیوند لگے ہوئے تھے۔''

امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ بتاتے ہیں جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوئے تو

((فنزل عن السریر فکشف مابینه وبین الارض وجعل یلزق ذا

---

❶ البدایه: ج 8 ص134، تاریخ دمشق: ج 32 ص311

❷ ایضاً: ❸ کتاب الزهد: ص 142، رقم: 965

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخدمرة بالارض، وذا الخد مرة بالارض ويبكي ويقول: اللهم انك قلت في كتابك: ان الله لايغفر ان يشرك به ويغفرما دون ذلك لم يشاء، فاجعلني ممن تشاء أن تغفرله)) [1]

''آپ چارپائی سے نیچے اترے زمین سے کپڑا (چٹائی کو) اٹھایا اور کبھی ایک رخسار کو زمین اور کبھی دوسرے رخسار پر لگاتے اور روتے ہوئے فرماتے، یا اللہ تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: اللہ شرک کے علاوہ جو چاہے معاف کردے۔ میں نے تجھ سے شرک نہیں کیا تو مجھے اپنی مشیت سے معاف کیے جانے والوں سے بنادے۔''

اندازہ لگائیں کہ کیا ریشم پہن کر کسروانہ ٹھاٹھ باٹھ رکھنے والے بادشاہوں کی یہی حالت اور کیفیت ہوتی ہے؟ کہ وہ کسی شاہانہ فوجی دستوں کے جلو میں چلے بغیر بازاروں میں ایک غلام اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر نہ صرف کہ عام لوگوں کے درمیان گھومتے ہوں بلکہ خطبہ بھی دیں تو جلالی شاہی کی کوئی ادنی سی جھلک بھی نظر نہ آئے۔ یقیناً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا تصور بھی ((افك مبين)) ہے۔ پھر حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کا ان سے عطیات و ہدایا کو قبول کرنا از خود اس روایت کو افسانہ قرار دیتا ہے۔

ترکِ سنت کا اتہام

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کذب و افتراء سے بدنام کرنے کی کوشش میں ان پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ آپ نہ صرف منکرات کے مرتکب تھے بلکہ سنت کے بھی تارک تھے۔ سادہ سی بات ہے جس امت خیر کو اللہ تعالیٰ نے ((امر بالمعروف اور نهى عن المنكر)) کا شرف و اعزاز بخشا ہو اس کے طبقہ اولیٰ جو براہ راست اس حکم کے مخاطب ہی نہیں بلکہ اس شرف و اعزاز کے حامل بھی ہیں ان سے یہ توقع کرنا بعید نہیں بلکہ محال ہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جن سے بہت سی نصوص نہ صرف تعامل سنت پر ((قولا و فعلا)) موجود

[1] تاریخ دمشق: ج 32 ص 349

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں بلکہ وہ منکرات کے ردو کد میں بھی بلا خوف لومۃ لائم متحرک رہتے تھے ان کے متعلق ایسا بے ہودہ اور لایعنی الزام کوئی دشمن صحابہ رضی اللہ عنہ ہی لگا سکتا ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت میں جملہ حضرات صحابہ کرام۔ نجوم ہدایت۔ کو اپنی دشمنی کا نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ ورنہ جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی انہیں قطعاً اجازت نہ دیتی تھی کہ وہ اپنے ہوتے ہوئے ارتکاب منکرات کو برداشت کریں یا ترک سنت پر خاموش رہیں چہ جائیکہ وہ خود مرتکب ہوں بلکہ اس فریضہ کی ادائیگی پر ان کے ایمان افروز نادر نمونے سفینہ تاریخ کی زینت ہیں۔ جن کی تفصیل سے قطع نظر صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کردار ملاحظہ فرمائیں کہ:

1۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مارایت أحدا بعد رسول الله ﷺ اشبه صلاة برسول الله ﷺ فی امیر کم هذا یعنی معاویة)) [1]

''جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد میں نے تمہارے امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ جیسی نماز والا کسی کو نہیں دیکھا۔''

2۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج پر تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلا کر پوچھا۔

((یا ابا عبدالرحمن أین صلی النبی ﷺ حیث دخل البیت فذکر السارية الیسری)) [2]

''آنحضرت ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو نماز کہاں ادا فرمائی تھی تو بتایا بائیں ستون کے پاس۔''

گویا اتباع سنت کا اس قدر اہتمام والتزام تھا کہ دوسری جگہ نماز پڑھنے کے جواز کے

---

[1] مسند الشاهيين للطبرانی: ج 1 ص168، رقم: 282، تاريخ دمشق: ج 49، ص 370، مجمع الزوائد: ج 9 ص357، الطبرانی رجاله رجال الصحيح غير قيس بن الحارث وهو ثقة

[2] انساب الا شراف: ج 5 ص85

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باجود اس جگہ نماز پڑھنے کو اختیار کیا جہاں نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔

3۔ آنحضرت ﷺ کے منقول ہے آپ ﷺ شہداء احد رضی اللہ عنہم کی قبور پر تشریف لائے اور ایسا ہی عمل حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے تو جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج پر تشریف لائے روایت میں آتا ہے:

((فلما قدم معاوية بن ابی سفيان حاجاجا ء هم قال: وكان النبی ﷺ اذا واجه الشعب قال: سلام عليكم بما صبرتم فنعم أجر العاملين)) [1]

''جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج پر تشریف لائے اور مدینہ طیبہ حاضری دی تو شہداء احد کی قبور پر بھی گئے اور فرمایا: جناب رسول اللہ ﷺ جب بھی اس وادی میں تشریف لاتے تو ان کے لیے دعا کرتے تو میں بھی حاضر ہو کر ان کو سلام پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں۔ نیکی انجام دینے والوں کا اجر و جزاء بڑی عمدہ ہے۔''

4۔ ایک مرتبہ آپ کے ایک گورنر نے قرآن وسنت کی بنا پر آپ کے احکام کو نظر انداز کر دیا۔ تو بعض حضرات نے اس کو آداب شاہی کے خلاف قرار دے کر اس عامل کو سزا دینے کی تجاویز دیں مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((بئس الوزراء أنتم، لوزراء فرعون كانوا خيرا منكم، أتامرون ان أعمد الى رجل آثر كتاب الله تعالىٰ على كتابی، وسنة رسول الله ﷺ على سنتی، فأقطع يديه ورجليه، بل أحسن، وأجمل وأصاب))

''تم بہت بُرے وزیر ہو تم سے تو فرعون کے وزراء اچھے تھے، کیا تم چاہتے ہو کہ میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں۔ کس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب (حکم) کو میری کتاب (حکم) پر ترجیح دی ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ کی

[1] تاریخ مدینہ۔ ابن شبہ: ج 1 ص 132، سیرت معاویہ، نافع: ص 346

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنت (عمل) کو میری سنت (عمل) پر فوقیت دی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں، اس نے بہت اچھا کیا اور خوبصورت درست قدم اُٹھایا ہے۔''

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے اس پر یہ تبصرہ بھی نقل کیا ہے:

((فكانت هذه مما تعد من مناقب معاوية)) ❶

''یہ واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں شمار ہوتا ہے۔''

اب ان واقعات سے مناقب وفضائل ثابت ہونے کے باوجود کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تارک سنت باور کرانے پر ادھار کھائے بیٹھا ہو تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے کہ

ان عقل کے اندھوں کو اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

لہٰذا

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اور جس شخص کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نہیں بلکہ اس نسبت سے آثار اور تبرکات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا یہ عالم ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک اور ناخنوں کے تراشوں کو اس غرض سے محفوظ رکھتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد اسے میری آنکھوں پر رکھ دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے مجھ پر رحمت فرما دے۔ ایسے شخص سے ممکن ہی نہیں کہ وہ تارک سنت ہو، بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جس طرح اتباع سنت میں منکرات کے خلاف تھے اور خلاف شریعت وسنت کسی قول وعمل کو برداشت نہ کرتے تھے اس کی بہت سی مثالیں دفینہ تاریخ میں محفوظ ہیں چنانچہ:

1۔ ایک مرتبہ آپ نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ نماز عصر کے بعد نوافل پڑھ رہے تو فوراً فرمایا:

((انكم لتصلون صلاة لقد صحبنا النبي ﷺ فما رأينا يصليها ولقد نهى عنهما يعني الركعتين بعد العصر)) ❷

❶ تاریخ دمشق: ج 32 ص 311 ❷ بخاری: ص 3766

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم یہ نماز پڑھ رہے حالانکہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں ہم نے آپ ﷺ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے عصر کے بعد یہ رکعات پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

2۔ ایک دفعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کسی مجلس میں تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ احتراماً کھڑے ہو گئے جبکہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے جس پر آپ نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اجلس فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول: من سره ان یتمثل له الرجال قیاما فلیتبو أ مقعده من النار)) ❶

''بیٹھ جایئے میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اپنے لیے لوگوں کا کھڑا رہنا پسند کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم سمجھے۔''

3۔ ریشم کی حرمت پر ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پہلے ذکر کر چکے ہیں آپ کے غلام ابوحریز بتاتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے بہت سی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

((وانی أبلغکم ذلك وانهاکم عنهن: النوح والشعر والتصاویر وجلود السباع والذهب والحریر)) ❷

''میں آپ تک رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچاتے ہوئے تمہیں ان چیزوں سے روکنا چاہتا ہوں اور وہ ممنوعہ چیزیں نوحہ خوانی، شعر گوئی، تصویر کشی، درندوں کی کھال کا استعمال اور ریشم کا استعمال ہے۔''

4۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن الحکم نے اپنی صاحبزادی کا نکاح عباس بن عبداللہ بن عباس سے کر دیا ہے اور حق مہر اس نکاح ہی کو قرار دیا ہے جو

---

❶ ترمذی: 2755، احمد: ج28 ص121، رقم: 16918

❷ الاوسط للطبرانی: ج6 ص265، رقم: 6368

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نکاح شغار کی صورت ہے تو آپ نے مدینہ کے گورنر مروان بن الحکم کو

((فکتب معاویة الی مروان یأمره بالتفریق بینهما وقال فی کتاب: هذا الشغار الذی نهی عنه النبی ﷺ)) ❶

لکھا کہ ان دونوں کے درمیان علیحدگی کروادی جائے کیونکہ یہ نکاح شعار ہے جس سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

5۔ جذبہ اتباع سنت کے ساتھ نہی عن المنکر پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ کردار بھی شاہد عدل ہے کہ جب اہل روم سے معاہدہ ختم ہونے کے قریب تھا تو آپ نے جنگی تدبیر کے ساتھ پیشگی بندوبست کرتے ہوئے لشکر کو حملہ کی تیاری کا حکم دے دیا مگر حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے یہ معلوم ہونے پر توجہ دلائی کہ:

((سمعت رسول الله ﷺ یقول من کان بینه وبین قوم عهد فلا یحلن عهدا ولا یشدنه حتی یمضی أمد أو ینبذ الیهم علی سواء، قال: فرجع معاویه رضی اللہ عنہ بالناس)) ❷

''میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے اگر کسی قوم سے معاہدہ ہو تو معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے معاہدہ کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیے البتہ معاہدہ کی مدت کے بعد یا عہد واپس ہونے کی صورت میں ایسا کرنا درست ہوگا۔''

اس قسم کے واقعات کا استیعاب مقصود نہیں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ پراپیگنڈہ یا منفی تاثر کہ آپ سنت کے تارک یا منکرات کے مرتکب تھے محض جہالت اور حقائق سے ناواقفیت ہی نہیں بلکہ صحابہ دشمن خصوصاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بغض وعناد اور عداوت کا شاخسانہ ہے ورنہ حقیقت ہے کہ۔

---

❶ السنن الکبری للبیهقی: ج 7 ص 200، رقم: 14255

❷ ترمذی، رقم: 1671 ابوداؤد، رقم: 2759

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

(النور: 26)

کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سود خور تھے؟

حاسدین اور طاعنین و معاندین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی شخصیت و کردار کو گہنانے کی کوشش میں یہ اتہام و الزام بھی عائد کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ سود خور تھے اور اس کی بنیاد حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت پر رکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک قیمتی ہار خریدا، جب آپ منبر پر چڑھے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

((ألا ان معاوية اشترى الربا وأكله ألا انه فى النار الى حلقه)) [1]

''خبردار! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سود خریدا اور کھایا ہے، لہٰذا وہ حلق تک آگ میں ہے۔''

اس روایت کو جب نقل و عقل یا روایت و درایت کے اصول پر پرکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے دیگر اعتراضات و مطاعن کی طرح یہ بھی رفض و سبائیت کی اختراع و افتراء ہے چنانچہ۔

اولاً: بنیادی طور پر یہ واقعہ جس سند سے مروی ہے اس میں عبداللہ بن لھیعہ ابو عبدالرحمٰن الحضرمی ہے جس پر علماء فن نے درج ذیل الفاظ میں جرح و نقد کیا ہے۔

((قال النسائي: ليس بثقة وقال ابن معين: كان ضعيفا لا يحتج بحديثه كان من شاء يقول له حدثنا، وقال الجوزجاني: لا يوقف على حديثه ولا ينبغي ان يحتج به ولا يغتر بروايته، وقال ابن سعد: كان ضعيفا، تركه ابن مهدى، ويحي بن سعيد ووكيع، وقال ابو الحاكم ابو احمد: ذاهب الحديث وقال ابن حبان: سيرت اخباره فرايته يدلس عن اقوام ضعفاء على اقوام ثقات قدرآهم، ثم كان لا

[1] شرح معاني الآثار: ج 2 ص262، رقم: 5800

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يبالى مادفع اليه قرأه سواء كان من حديثه اولم يكن فوجب التنكب عن رواية المتقدمين عنه قبل احتراق كتبه لما فيها من الاخبار المدلسة عن المتروكين ووجب ترك الاحتجاج برواية المتاخرين بعد احتراق كتبه لما فيها مما ليس من حديثه۔۔۔۔ وقال ابن عدی: لعل البلاء فيه من ابن لهيعة، فانه مفرط فی التشيع)) [1]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن لھیعہ غالی شیعہ ہونے کے ساتھ فنی طور پر بھی اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف بلکہ متروک ہے خصوصاً اس کی کتب کے جل جانے سے پہلے کی روایات جب تدلیس کی بنا پر مردود ہیں تو بعد کی روایات تو بالاولیٰ مسترد ہوں گی اسی وجہ سے امام ابن عدی نے اس کی متعدد روایات ذکر کرنے کے بعد اس کے ضعف کی علت اور سبب ابن لھیعہ کو قرار دیا ہے۔

ثانیاً: پھر یہ روایت امام طحاوی نے ایک دوسرے طریق سے جبکہ امام مسلم رحمہ اللہ اور امام احمد نے بھی اپنی سند سے ذکر کی ہے مگر ان روایات میں محل استدلال الفاظ۔

((الا ان معاوية اشترى الربا وأكله، الا انه فی النار الى حلقه))

''نہیں ہیں لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ ابن لھیعہ کا کارنامہ ہیں جس سے اس نے اپنی شعیت و رافضیت کی بنا پر بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کے اظہار میں یہ کرشمہ کر دکھایا ہے۔''

ثالثاً: سود کی حرمت اگرچہ قطعی ہے مگر اس کی حرمت کی توقیت کے ساتھ کیفیت ونوعیت میں جو فقہی اختلافات ہیں ان کی بنا پر ممکن ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس صورت میں تجارت کو جائز سمجھتے ہوں جیسا کہ بعض دوسری تجارتی صورتوں میں بھی سود ہونے یا نہ ہونے پر سلف میں اختلافات ہیں یہی وجہ ہے کہ خود امام طحاوی نے لکھا ہے:

((فقد يجوز ان يكون تلك القلادة كان فيها من الذهب اكثر مما

[1] تهذيب: ج 5 ص 379-373، ميزان: ج2 ص 483

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشتريت به فكان من عبادة ما كان لذلك ويجوني ان يكون بيعت بنسيئة فانه قدروى عن معاوية رضی اللہ عنہ لم يكن يرى بذلك بأسا)) ❶

''یعنی ممکن ہے یہ ہار ایسا ہو جس میں سونا نسبتاً زیادہ ہو اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے اسی صورت کو پیش نظر رکھا ہو جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اسے دست بدست (یدابید) کی قید سے خارج سمجھتے ہوں کیونکہ ان سے مروی ہے کہ وہ اس قسم کی تجارت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''

گویا یہ نفس مسئلہ نہیں اس کی جانبی صورت میں ایک اجتہادی اختلاف کی بنا پر ہوا۔

معلوم ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک وتر پڑھنے پر سوال کرنے والے سے کہا تھا۔

((أصاب أنه فقيه)) ❷

''اُنہوں نے صحیح کیا ہے وہ فقیہ ہیں۔''

اور اصول ہے کہ مجتہد اور فقیہ اگر اپنے اجتہاد میں درست اور صحیح ہو تو دوہرے اجر کا حقدار ہے اور غلطی یا خطاء کرے تو بھی ایک اجر کا حقدار تو ہے کہ اس نے دیانتداری اور خلوص نیت سے یہ اجتہاد کیا ہے۔

رابعاً: مسائل فقہیہ میں بہت سے مسائل ایسے ہیں جہاں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف پایا جاتا ہے اور پھر ایسا بھی ہے کہ جب کسی کو دوسری جانب پر دلیل سامنے آئی اور اپنے موقف کی کمزوری ظاہرہ ہوئی تو رجوع کر لیا گیا۔ چنانچہ بعض روایات میں آتا ہے کہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا کہ یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا بھی یہی موقف تھا جن کی توثیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کر دی جس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔

((ثم رجع معاوية عن ذلك الى ما قاله عبادة وابو الدرواء حين

❶ شرح معانی الآثار: ج 2 ص262) باب القلادة ❷ بخاری : 3765

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كتب اليه عمر بما قالاه)) ❶

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے:

((حتى بلغ ذلك عمر فكتب الى معاوية ينهاه عن ذلك فرجع)) ❷

''یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس موقف سے روکا تو اُنہوں نے رجوع کر لیا۔''

چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے متبع سنت اور حق پرست سے یہی توقع تھی مگر برا ہو حسد و بغض اور عداوت کا کہ اس رجوع کے باوجود بھی آتش رفض و سبائیت سرد ہونے کا نام نہیں لے رہی لیکن اسے تدبیر قدرت کہیے یا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف مکر و فریب اور کذب افتراء پر مبنی فتنہ انگیزی اس فرمان باری کا مصداق ٹھہرتی ہے کہ ((كلما أوقدوا نارا للحرب اطفاء ها الله)) جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضل و شرف اور عظمت و منقبت کا چراغ ہے کہ وہ ((والله متم نوره ولو كره الكافرون)) دشمنان معاویہ رضی اللہ عنہ کے علی الرغم روشن سے روشن تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

خامساً: اندریں حالات ایک فقہی اختلاف کے تناظر میں اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجوع کر لیا تو کسی کو یہ علمی و اخلاقی حق باقی نہیں رہتا کہ وہ رجوع کیے گئے موقف کی بنا پر کسی پر ایسا سنگین الزام لگائے کہ اسے حرمت کا مرتکب قرار دے۔ ایک اجتہادی مسئلہ میں ایسا فتوی تو کسی عام آدمی کو دوسرے کسی عام آدمی کے متعلق بھی زیب نہیں دیتا چہ جائیکہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سے دوسرے جلیل القدر صحابی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی توقع رکھی جائے اس لیے مولانا محمد حسین سنبھلی رحمہ اللہ نے اس روایت پر لکھا ہے:

---

❶ شرح المهذب: ج 10 ص 31

❷ اعلاء السنن: ج 14 ص 291، خليفه راشد ص: 179

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((لا يتوهم ان عبادة وهو صحابی جلیل نسب أكل الربوا وهی كبيرة من اكبر الكبائر الى معاوية وهو من كبار الصحابة خيارهم وفقهائهم من ان الصحابة كلهم عدول مجتهدون على ما قالوا)) [1]

''حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے متعلق یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ سود جیسے کبیرہ گناہ کی نسبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اور بزرگ، فقیہ صحابی کی طرف کریں بالخصوص کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو سبھی اپنے اقوال میں عادل اور مجتہد ہیں۔''

ساوساً: اس موقع پر اگر عقل اور درایت کے آئینہ میں بھی اس واقعہ کو پرکھا جائے تو اس کا ضعف بلکہ وضع آشکارا ہو جاتا ہے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر مجاہد صحابی ہیں جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہلے بحری بیڑے میں اپنی اہلیہ سمیت ''غزوہ قبرص'' میں شرکت کی جس میں ان کی اہلیہ سیدۃ أم حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا تو جام شہادت نوش کر گئیں مگر آپ غازی بن کر لوٹے اور یہ وہ لشکر تھا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان نبوت سے ((مغفور لهم)) کی بشارت سنائی ہے تو کیا ''نعوذ باللہ'' حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ ان ((مغفور لهم)) میں شامل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ((الا انه فی النار الی حلقه)) کہیں گے، پھر حضرت عبادہ اللہ تو ہمیشہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مشیر و معاون اور خیر خواہ بن کر رہے ہیں تو ان سے کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسے سخت الفاظ کہیں۔ چنانچہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سود خوری کی نسبت من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی افسانہ سے زیادہ کوئی علمی و اخلاقی حیثیت نہیں رکھتی۔

رشوت ستانی کا الزام

اس روایت کے الفاظ سے بعض بد باطن یہ بھی کشید کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

[1] حاشیه شرح معانی الآثار: ج 2 ص 262

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے رشوت دی بلکہ خبث باطن سے متصف بعض حضرات نے یزید کی بیعت لینے پر بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر رشوت ستانی کا الزام لگایا ہے مگر اس پر کوئی واقعاتی دلیل پیش نہیں کر سکے بلکہ محض۔

﴿إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾

(النجم: 28)

ظن وتخمین اور اندیشوں یا وسوسوں پر اس سنگین الزام کی عمارت کھڑی کرتے ہیں اور اس معاملہ میں وہ تعصب اور بغض وعناد میں اس قدر اندھے ہو جاتے ہیں کہ اتنا بھی سوچنے کی صلاحیت نہیں رہتی کہ اس جرم سے اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دامن عظمت و عدالت داغدار ہوتا ہے تو۔

((لعنة الله على الراشي والمرتشي)) [1]

''رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

کے تحت جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ یا حضرات تابعین رحمہم اللہ نے رشوت لی ان کا کیا دفاع ہوگا؟

پھر اس واقعہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت نہیں عظمت ومنقبت ہے نقص نہیں مدح ہے کہ انہوں نے اپنے سامنے خود پر تنقید کو خندہ پیشانی سے سنا اور حق نصیحت ادا کرنے اور فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر انجام دینے پر ان کی حوصلہ افزائی کی اور انعام دیا جو خلیفہ راشد کا کردار ہے، جابر بادشاہ کا نہیں، اور یہ انعام وہدیہ دینا اور لینا رشوت ہے تو پھر حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ان سے وظائف لینے پر بھی غور کرنا ہوگا، لہٰذا

اے چشم اشکبار ذرا دیکھو تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

یہاں یہ واقعہ بھی پیش نظر رہے کہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہیں محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور ان کو۔ اہلبیت۔ سے شمار کیا جاتا ہے وہ ان

[1] ابن ماجه، رقم: 2313، صحيح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشاجرات اور قتال و جدال سے بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف الگ تھلگ رہے ان کے اس موقف کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی محسوس کرتے تھے اور اس کا ادراک حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی تھا چنانچہ اُنہوں نے ایک مرتبہ اپنے غلام حرملہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے اس تخلف اور توقف کے متعلق پوچھیں تو وضاحت کرنا کہ میں آنجناب سے محبت اور ہمدردی رکھنے اور ہر موقع پر آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کے باوجود باہمی قتال المسلمین کو درست نہیں سمجھتا چنانچہ وہ حاضر خدمت ہوئے۔ بات کیا ہوئی اس کی تفصیل قطع نظر۔ وہ خالی ہاتھ لوٹے، غلام بتاتے ہیں کہ واپسی پر میں جب حضرت حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے پاس گیا تو

((فأوقر والی راحلتی)) [1]

''اُنہوں نے میری سواری کو بھر دیا۔''

یعنی اُنہوں نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے عذر کو درست سمجھا اور گراں قدر ہدیہ و عطیہ سے نوازا۔

علامہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

((وکانهم لما علموا أن علیا لم یعطه شیأ عوضوه من اموالهم من ثیاب ونحوها قدرما تحمله راحتله التی هو راکبها)) [2]

''گویا اُنہوں نے جب محسوس کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ نہیں دیا تو اس محرومی کے بدلہ میں اور ازالہ کے لیے ان کی سواری جس قدر سامان اٹھا سکتی تھی کپڑوں وغیرہ کے سامان سے بھر دی۔''

ہم ان حضرات گرامی قدر رضی اللہ عنہم کا سخاوت و فیاضی یا انقباض و انتقاض کا تقابلی تو جائزہ نہیں رکھتے البتہ یہ سوال تو بنتا ہے کہ کیا اُنہوں نے بھی حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت و نصرت پر آمادہ کرنے کے لیے رشوت دی تھی

---

[1] بخاری : 7110 [2] الفتح : ج 13 ص 805

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((حا شاو كلا)) ایسا نہیں اور ہرگز نہیں اور اسی طرح ایسا نہیں جیسا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہدایا وعطایا میں نہیں، ورنہ دونوں میں فرق تو ((تلك اذا قسمة ضيرى)) ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانے والے ان پر یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ آپ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرتے تھے اور اس سلسلہ میں درج ذیل روایت بطور دلیل بیان کی جاتی ہے کہ:

((امر معاوية بن ابى سفيان سعدا، فقال، مامنعك أن تسب اباتراب؟ فقال: أما ذكرت ثلاثا قالهن له رسول الله ﷺ فلن أسبه---)) [1]

''یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم ابو تراب (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو سب وشتم کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق یہ تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں (ان کے ہوتے ہوئے) میں انہیں سب وشتم نہیں کرسکتا۔''

بلاشبہ یہ روایت صحیح ہے لیکن اصل سوال اس کی تعبیر کا ہے اور ظاہر ہے کسی کے کسی بھی قول کی صحیح تعبیر کے لیے ضروری ہے کہ اس میں مخاطب اور متکلم کے حالات وتعلقات نیز سیاق کلام کے ساتھ الفاظ (کلام) کے معانی ومفاہیم کو پیش نظر رکھا جائے۔ چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طہارت قلب اور تزکیہ اخلاق سے یہ توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ ایک دوسرے کو عام معنی میں سب وشتم کریں یا ایک دوسرے کو ایسا کرنے کا حکم دیں بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آپس میں اختلافات ومشاجرات کے باوجود اکرام و احترام کا جو باہمی رشتہ تھا وہ ایسے کسی بھی تبصرہ کے وقوع کی تردید کرتا ہے جبکہ یہ لفظ ((سب)) خود محتمل المعانی ہے اور حسن ظن کا تقاضا ہے کہ اسے ان معانی پر محمول کیا جائے

[1] مسلم: رقم: 2404

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام متاثر نہ ہو۔ اس اجمال کی تفصیل کے پیش نظر ہی علماء حدیث نے اس روایت کو اس معنی و مفہوم میں نہیں لیا جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والے لیتے ہیں بلکہ اس کی نفی کی ہے چنانچہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قول معاوية هذا، ليس فيه تصريح بأنه أمر سعدا بسبه، وانما سأله عن السبب المانع له من السب، كأنه يقول: هل امتنعت تورعا أوخوفا أوغير ذلك؟ فان كان تورعا واجلا لا له عن السب، فأنت مصيب محسن، وان كان غير ذلك، فله جواب أخر، ولعل سعدا قد كان في طائفة يسبون، فلم يسب معهم، وعجزعن الانكار وأنكر عليهم، فسأله هذا السوال، قالوا: ويحتمل تأويلا آخر، أن معناه، ما منعك ان تخطئه في رأيه واجتهاده وتظهر للناس حسن رأينا واجتهاد نا وأنه أخطأ)) [1]

''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کی صراحت نہیں بلکہ یہ پوچھا کہ آپ کے ایسا نہ کرنے کا کیا سبب ہے؟ گویا یہ پوچھا گیا کہ لوگوں کی طرح ان پر تنقید کرنے سے آپ کیوں خاموش ہیں؟ کیا تقوی و طہارت کی وجہ سے یا کسی خوف کی وجہ سے یا کوئی اور سبب ہے اگر تو آپ ایسا تقوی کی وجہ سے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احترام و اکرام کی وجہ سے کرتے ہو تو بالکل درست اور بہت اچھا ہے اگر کوئی اور وجہ ہے تو پھر کوئی اور جواب ہو گا، شاید کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے دیگر ساتھیوں سے اس معاملہ میں الگ تھے بلکہ ان کو روکنے کی پوزیشن میں بھی نہیں تھے تو اس پس منظر میں یہ سوال کیا اور بعض علماء نے یہ تعبیر بھی کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کر رہے ہیں کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی غلطی کا

[1] شرح صحيح مسلم: ج 15 ص175، تحفة الاحوذی: ج 10 ص156

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احساس کیوں نہیں دلاتے اور لوگوں کے سامنے ان کی رائے کو غلط کہتے ہوئے ہمارے موقف اور رائے کو صحیح کیوں نہیں بتاتے۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وهذا الحديث يدل على معرفة معاوية بفضل علي ﷺ ومنزلته وعظيم حقه ومكانته، وعند ذلك يبعد على معاوية أن يصرح بلعنه وسبه، لما كان معاوية موصوفا من العقل والدين والحلم وكرم الاخلاق، وما يروى عنه من ذلك فاكثره كذب لا يصح، وأصح ما فيها قوله لسعد بن ابي وقاص: ما يمنعك أن تسب أبا تراب؟ وهذا ليس بتصريح بالسب، وانما هوسؤال عن سبب امتناعه ليستخرج من عنده من ذلك، أومن نقيضه كما قد ظهر من جوابه، ولما سمع ذلك معاوية سكت وأذعن وعرف الحق لمستحقه)) [1]

''یہ حدیث دلیل ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضل وشرف اور مقام ومرتبہ سے بخوبی آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ ان کے کتنے زیادہ اور عظیم حقوق ہیں چنانچہ اس کے باوجود یہ بات قطعاً قابل قبول یا تسلیم کیے جانے کے قابل نہیں بلکہ ممکن نہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم یا لعن وطعن کریں۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عقل و دانش، حلم وکرم اور اخلاق عالیہ کے ساتھ ان کے دین و دیانت سے یہ توقع نہیں کہ وہ ایسا کریں چنانچہ ان سے اس سلسلہ میں جو روایات ہیں وہ اکثر جھوٹی اور باطل ہیں اگر کچھ صحیح ہے تو وہ صرف یہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کا یہ حکم دینا ہے جس میں سب وشتم کرنے کی تصریح نہیں ہے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ سوال تو صرف ان کے دل کی بات کہلوانے کے لیے تھا کہ وہ ایسا کچھ کیوں نہیں کرتے؟ یا اس کے برعکس،

[1] المفهم: ج 6 ص 278

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جیسا کہ ان کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب سنا تو خاموش رہے اور اسے تسلیم کر لیا اور حق دار کے حق کو سمجھ گئے۔"

2۔ اسی طرح ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر کوفہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا:

((ولست تارکا ایصائك بخصلة لا تتحم عن شتم علی وذمه والترحم علی عثمان والاستغفار له والعیب علی أصحاب علی والا قصاء لهم وترك الاستماع منهم------ غیر انه لا یدع ذم علی والوقوع فیه)) [1]

"یعنی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم اور ان کی مذمت سے مت باز رہنا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت و استغفار مت ترک کرنا، اسی طرح یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی عیب جوئی اور نکتہ چینی کے ساتھ ان سے دور رہنا ان کی باتوں پر کان نہ دھرنا ..... چنانچہ اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طعن ونقد اور نکتہ چینی کو ترک نہ کیا۔"

اس روایت کی بنیاد دو راویوں پر ہے ایک ہشام بن محمد الکلبی اور دوسرا لوط بن یحیی ابو مخنف، ہشام بن محمد بن السائب الکلبی کے متعلق امام ذہبی نے ذکر کیا ہے۔

((قال الدار قطنی وغیره متروك وقال ابن عساکر: رافضی------ وهشام لا یوثق به)) [2]

حافظ ابن حجر نے ابن عساکر سے ((رافضی لیس بثقة)) لکھا ہے اور بتایا ہے کہ:

((قال یحیی بن معین: غیر ثقة ولیس عن مثله یروی الحدیث------ واتهمه الاصمعی وذکره العقیلی وابن الجارود وابن السکن

---

[1] تاریخ طبری: ج 5 ص 253، 51 ھ، الکامل لا بن اثیر: ج 3 ص 67

[2] میزان: ج 4 ص 305

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغيرهم فی الضعفاء)) ❶

گویا یہ شخص رافضی ہونے کے ساتھ ضعیف اور غیر ثقہ بلکہ متروک ہے۔

جبکہ لوط بن یحیٰ ابومخنف کے متعلق امام ذہبی نے کہا ہے:

((اخباری تألف، لایوثق به، ترکه ابوحاتم وغیره وقال الدارقطنی: ضعیف وقال ابن معین: لیس بثقة، لیس بشئی)) ❷

''یعنی وہ ہلاک و برباد مورخ ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، امام ابوحاتم وغیرہ نے اسے متروک قرار دیا ہے جبکہ امام دارقطنی نے ضعیف اور امام یحیٰ بن معین نے اس کی ثقاہت کا انکار کرتے ہوئے اسے لایعنی قرار دیا ہے۔''

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قال یحي: ابو مخنف لیس بشئی وهذا الذی قاله ابن معین یوافقه علیه الأئمة ـــــ حدث بأخبار من تقدم من السلف الصالحین ولا یبعد منه ان یتناولهم وهوشاعی محترق صاحب اخبارهم، وانما وصفته لاستغنی عن ذکر حدیثه فانی لا أعلم له من الأحادیث المسندة ما اذکره وانما له من الأخبار المکروه الذی لا استحب ذکره)) ❸

''امام یحیٰ ابن معین نے اسے ((لا شئی)) کہا ہے اور اس پر تمام ائمہ فن ان کے موافق ہیں .....اس شخص نے سلف صالح کی خبریں بیان کی ہیں مگر کوئی بعید نہیں کہ اس نے جھوٹ بولا ہو کیونکہ وہ بڑا متعصب ومتصلب شیعہ تھا جو ان کی خبریں ذکر کرتا ہے میں نے اس کے متعلق ایسا کہا ہے تاکہ اس کی روایات ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے ورنہ مجھے اس کی مسند روایات کا علم نہیں جنہیں بیان کیا جا سکے اور اس کی ناپسندیدہ حکایات ہیں لہٰذا میں اس کو ذکر کرنا بھی

❶ لسان: ج 6 ص 197 ❷ میزان: ج 3 ص 419 ❸ الکامل: ج 6 ص 2110

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مناسب نہیں سمجھتا۔"

چنانچہ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلب و باطن کی طہارت و تزکیہ پر قرآنِ کریم شہادت دیتا ہے اور ان کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے ایمان و ایقان سے مزین فرمایا ہے نیز صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اخوت و محبت کی لڑی میں نگینوں کی طرح پرویا ہے ان کے اخلاق و کردار سے کیسے توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سب و شتم کریں گے محض الفاظ کے ظاہری اطلاق سے ایسا نتیجہ اخذ کرنے سے تو پھر شاید کوئی بھی محفوظ نہ رہے لہٰذا یہ انداز تحقیق ان کی شایان شان ہے نہ بعد والوں کے حسب ایقان و ایمان۔ بالخصوص جبکہ ان حضرات گرامی قدر میں باہمی محبت و الفت اور ایمان اخوت ومودت کے ساتھ جس طرح ایک دوسرے کے متعلق نیک خواہشات اور باہمی احترام اکرام کے جذبات وتعلقات کا ثبوت ملتا ہے وہ ایسا نتیجہ اخذ کرنے کی قطعی تردید ہے۔

اس تناظر میں ہی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اگر تاریخی طور پر ایسی کوئی چیز نقل ہوتو اس کی تاویل ہوگی ورنہ اسے رد کر دیا جائے گا اور طعن ونقد کی بجائے سکوت وتوقف اور ان نفوس قدسیہ کے متعلق حسن ظن کے ساتھ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے کہ ((تلك الأمة قد خلت.....))

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وان صدر عن أحد من الصحابة مالا يليق فلا يبعد عن الا مكان ولما تشاجروا وقع بينهم التساب والتحارب واموريتو حش المتامل فيها الا ان مذهبنا اهل السنة والجماعة هو بذل الجهد فى تاويلها واذلم يمكن التاويل وجب ردالرواية ووجب السكوت وترك الطعن للقطع بان الحق سبحانه وعدهم المغفرة والحسنى)) [1]

[1] الناهيه : ص 33

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی اصولی طور پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم معصوم تو نہیں کہ ان سے بتقاضاءِ بشریت ایسی چیزیں صادر نہ ہوں چنانچہ ان کی باہمی تو تکار یا جنگ وجدال جیسے نامانوس معاملات میں اہلسنت کا موقف ہے کہ ان کی تاویل کرنے میں بھرپور کوشش کی جائے ورنہ ایسی روایت کو رد کر دیا جائے گا اور ان ارواح قدسیہ پر نقد وطعن کی بجائے سکوت اختیار کرتے ہوئے ان سے اللہ تعالیٰ کے کیے گئے وعدہ رضاء ومغفرت اور جنت پر یقین کیا جائے گا۔''

ان تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کا جو مفہوم یا نتیجہ طاعنین کشید کرتے ہیں وہ ((تـاویـل القول مالا یرضی به القائل)) کا مصداق ومظہر ہے ورنہ خارجی قرائن و شواہد بھی بتاتے ہیں کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام قطعاً خلاف حقیقت و واقعہ ہے مثلاً

1۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضل وشرف کے ساتھ ان کی شخصیت و کردار اور حسن سلوک اس کی نفی کرتے ہیں۔

2۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے اس مشاجرت کے باوجود جو محبت و عقیدت یا احترام واکرام پر مبنی تعلقات تھے وہ بھی اس کو ناممکن قرار دیتے ہیں چنانچہ ایک طرف تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خود سے افضل اور حق دار خلافت قرار دیتے تھے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ بلکہ اس روایت میں بھی ان کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔ ابوتراب۔ کنیت سے یاد کرنا ان سے محبت اور احترام واکرام کی دلیل ہے کہ نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پسند کرتے تھے بلکہ عرب بطور عزت واحترام نام کی جگہ کنیت سے پکارتے تھے۔'' [1]

3۔ پھر جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رومی دشمن کو پیغام دے کہ میں اپنے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تیرے مقابلہ میں صلح کر کے اس کا ادنی سپاہی بن کر لڑوں گا۔ ان سے یہ

[1] منزلہ معاویہ رضی اللہ عنہ : ج 2 ص 1169

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توقع عبث ہے کہ وہ ان کو سب وشتم کرے۔

4۔ بالخصوص جب کہ ان کے اخلاق اور حلم وعلم کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہو کہ ((اذکروا، محاسن موتاکم اور، ولا تسبوا الاموات)) تو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے متبع سنت سے کیوں کر توقع کی جاسکتی ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد برا بھلا کہیں۔

5۔ اگر درایت کے اعتبار سے بھی غور کیا جائے تو یہ الزام ایک افسانہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ کسی عام آدمی سے بھی توقع نہیں کہ وہ اپنے مخالف کے متعلق اپنے ایسے جذبات کا اظہار اس انداز پر کرے چہ جائیکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسا ذہین وفطین اور زیرک سیاستدان ایسا کرے کہ اس شخص کو ایسا کرنے کا حکم دے جو اس پورے قضیہ ہی سے لاتعلق اور غیر جانبدار ہے۔

6۔ اور پھر یہ پہلو اپنی جگہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کہ اگر ایسا ہی تھا تو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کیوں دستبردار ہوئے بلکہ دونوں جنتی شہزادوں نے ان کی بیعت کی اور ان کی خلافت میں سمع وطاعت کے ساتھ وظائف بھی لیتے رہے۔ یہ تمام امور اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ یہ تاریخی روایت اپنی صحت کے باوجود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والوں کے دعوی کی دلیل نہیں جبکہ اس کے علاوہ جتنی بھی روایات بیان کی جاتی ہیں کسی میں بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تصریح نہیں بلکہ تمام کی تمام اسنادی طور پر باطل اور ناقابل احتجاج ہیں اور محدثین کے علاوہ جو کچھ مورخین نے نقل کیا ہے وہ بھی محض کذب وافتراء اور باطل وفاسد ہے۔ علامہ محمود شکری آلوسی نے کہا ہے:

((وما یذکرہ المورخون من أن معاویة رضی اللہ عنہ کان یقع فی الأمیر کرم اللہ تعالیٰ وجھہ بعد وفاتہ، ویظھر ما یظھر فی حقہ، ویتکلم بما یتکلم فی شأنہ مما لا ینبغی ان یعول علیہ أویلتفت الیہ، لأن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المؤرخين ينقلون ما خبث وطاب، ولا يميزون بين الصحيح والموضوع والضعيف واكثرهم حاطب ليل لا يدرى ما يجمع)) [1]

''جو کچھ مورخین ذکر کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے متعلق ناروا باتیں کرتے تھے اور ان کے حق میں نامناسب اظہار خیال کرتے تھے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ اور شان کے خلاف ہوتا، مورخین کی طرف سے ایسا سب کچھ کہا جانا اس قابل نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے یا توجہ دی جائے۔ کیونکہ مورخین ہر اچھی بری بات نقل کرتے ہیں اور اس بات کا امتیاز یا احتیاط نہیں کرتے کہ صحیح ہے یا ضعیف اور ثابت ہے یا موضوع، اور اکثر مورخین رات کی تاریکی میں لکڑیاں اکٹھا کرنے والے ہوتے ہیں جنہیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کچھ اکٹھا کر رہے ہیں۔''

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا کیا مقام و مرتبہ اور کس قدر اکرام و احترام تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔ مشہور تابعی قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آکر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

((سل عنها علي بن ابى طالب فهو أعلم منى))

''یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھیے وہ مجھ سے زیادہ عالم ہیں۔''

اس نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت مجھے آپ کا قول (فتوی) زیادہ پسند ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:

((بئس ماقلت، لؤم ما جئت به، لقد كرهت رجلا كان رسول الله ﷺ يغره بالعلم غرا، ولقد قال له: انت منى بمنزلة هارون من موسىٰ، الا انه لا نبى بعدى، وكان عمر بن الخطاب يسأله، ويأخذعنه، ولقد شهدت عمر اذا أشكل عليه أمر، قال: هاهنا علي

[1] منزلة معاويه رضی اللہ عنہ : ج 2 ص 1168

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن ابی طالب؟ ثم قال للرجل: قم لا اقام الله رجليك، ومحا اسمه من الديوان)) [1]

''تم نے بڑی بری بات کی اور قابل مذمت، باعث ملامت بات کہی کہ ایک ایسے شخص کو ناپسند کرتے ہو جسے جناب رسول اللہ ﷺ نے علم میں اعلیٰ مقام دیا اور اس کے متعلق فرمایا: تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی ماسوائے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ان سے پوچھتے اور اس پر عمل کرتے، میں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ایک مشکل معاملہ اور مسئلہ پیش آیا تو فرمایا: کیا یہاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں؟ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کہا: یہاں سے اُٹھ جایئے، اللہ تیرے قدموں کو چلنے کے قابل نہ رہنے دے اور اس شخص کا نام دیوان ملکی (وظیفہ لینے والوں) سے ختم کر دیا۔''

کیا اس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو (نعوذ باللہ) سب وشتم کریں اور دوسروں کو برا بھلا کہنے کا حکم دیں۔

حدیث حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی حیثیت

اس سلسلہ میں ایک روایت اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی پیش کی جاتی ہے کہ ابو عبداللہ الجدلی بتاتے ہیں میں

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو:

((فقالت لی: أيسب رسول الله ﷺ فيكم فقلت معاذ الله، أو سبحان الله، أو كلمة نحوها فقالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سب عليا فقد سبنی))

دوسری روایت کے الفاظ میں ابوعبداللہ الجدلی کہتے ہیں میں نے حج کیا، جب مدینہ

[1] تاریخ دمشق: ج 23 ص 337، ترجمہ: 4933

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طیبہ سے گزرا تو دیکھا لوگ ایک طرف کو جا رہے ہیں میں بھی ان کے پیچھے چل دیا تو وہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے میں نے اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا:

((يا شبيب بن ربعي، فأجا بها رجل جلف: لبيك يا أمتاه، قالت: يسب رسول الله ﷺ في ناديكم، قال: وانى ذلك؟ قالت: فعلي بن ابي طالب، قال: انا نقول اشيأ نريد عرض الدنيا، قالت: فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سب عليا فقد سبني ومن سبني فقد سب الله تعالىٰ)) ❶

یعنی تمہاری مجلسوں میں جناب رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا جاتا ہے تو اُنہوں نے عرض کیا معاذ اللہ، اُم المؤمنین، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کیا جاتا ہے، تو عرض کیا: ہم ایسا دنیا کے لالچ میں کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس نے علی کو سب وشتم کیا اس نے مجھے سب وشتم کیا اور جس نے مجھے سب وشتم کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو سب وشتم کیا۔

معاندین وطاعنین معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر استدلال یہ ہے کہ ابوعبداللہ الجدلی اور شبیب بن ربعی کی مجالس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کیا جاتا تھا اور وہ لوگ یہ سب کچھ دنیا کمانے کی غرض سے کرتے تھے حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرنے کو خود پر سب وشتم سے تعبیر کیا ہے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کو سب وشتم قرار دیا ہے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا چونکہ تمام اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے آخر میں تقریباً 60ھ کے لگ بھگ وفات پاتی ہیں اور یہی زمانہ مشاجرات کا زمانہ ہے تو اس سب وشتم کو بنوامیہ خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس روایت کا اسنادی ومعنوی تجزیہ کرکے دیکھا جائے کہ اس الزام کی کیا حقیقت ہے چنانچہ پہلے اس کی اسنادی حیثیت ملاحظہ ہو۔

---

❶ مستدرك الحاكم: ج 3 ص 121

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسنادی جائزہ

آپ مذکورہ سطور میں دیکھ رہے ہیں ایک مفہوم کی یہ دو احادیث ہیں جس کے الفاظ مختلف ہیں اسی طرح اسناد بھی مختلف ہیں مگر مدار المہام ابوعبداللہ الجدلی ہے بہرحال پہلی سند یوں ہے۔

((اخبرنا احمد بن كامل القاضي ثنا محمد بن سعد العوفي ثنا يحي بن ابي بكير ثنا اسرائيل عن ابي اسحاق عن ابي عبدالله الجدلي قال دخلت على أم سلمة رضی اللہ عنہا ------))

اس سند سے حدیث کو امام حاکم نے ((هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه)) جبکہ امام ذہبی نے بھی اسے ''صحیح'' کہا ہے مگر معلوم ہے کہ کسی حدیث کے ''صحیح الاسناد'' ہونے سے اس کا من کل الوجوہ صحیح ہونا لازم نہیں آتا مگر ہم اس کی اصولی اور فنی تفصیل میں جائے بغیر اور اس بحث میں بھی پڑے بغیر کہ امام حاکم کی تصحیح بلکہ امام ذہبی کی تائید اہل فن کے نزدیک کیا حیثیت ہے دیکھتے ہیں کہ علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے اس پر دو وجہ سے نقد کیا ہے فرماتے ہیں:

((الأول: ان أبا اسحاق السبيعي كان اختلط، لايدرى أحدث به قبل الاختلاط أم بعده والراجح الثاني، لان اسرائيل وهو ابن يونس بن ابي اسحاق۔ وهو حفيد السبيعي انما سمع منه متأخرا، ولعل من آثار ذلك اضطرابه في اسناده ومتنه)) [1]

''پہلی علت یہ ہے کہ اس کے راوی ابواسحاق اختلاط کا شکار ہو گئے اب معلوم نہیں کہ ان سے روایت کرنے والے ان کے پوتے اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق نے ان سے اختلاط سے پہلے سنا ہے کہ بعد میں۔ تاہم راجح یہی ہے کہ اس نے بعد از اختلاط سنا ہے اور شاید اس حدیث کی سند و متن میں اضطراب اسی کا نتیجہ ہے۔''

---

[1] الضعيفه: ج 5 ص 337، نمبر : 2310

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس اضطراب کی تفصیل ذکر کرنے کے بعد علامہ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((الثانی: أن ابا اسحاق مدلس وقد عنعنه)) ❶

''دوسری علت یہ ہے کہ ابو اسحاق مدلس ہے اور اس نے اس روایت کو عن سے بیان کیا ہے۔''

گویا کہ ابو اسحاق کے اختلاط کے بعد ان سے اسرائیل کا سماع اور ابو اسحاق کے اختلاط کے ساتھ اس کی تدلیس جیسی علت اور سبب قدح کی بنا پر یہ روایت صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے اسی لیے علامہ الالبانی رحمہ اللہ نے دوسری جگہ لکھا ہے:

((وهو هذه اللفظ، منكر ولذلك اوردته في الضعيفة (2310) وخرجته هناك، وتعقبت من صححه)) ❷

یعنی یہ حدیث ان الفاظ ((من سب عليا فقد سبني و من سبني سب الله)) سے منکر ہے اور اسی لیے میں نے اسے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ میں ذکر کیا ہے۔ اور جس نے اس کو صحیح کہا ہے اس کا تعاقب بھی ذکر کیا ہے۔

فائدہ

علامہ البانی رحمہ اللہ کا بوجہ تدلیس ابو اسحاق اعتراض شاید درست نہیں کہ الحاکم ہی کی دوسری سند میں تصریح سماع ہے پھر اس کی تدلیس کو صحیحین میں قبول کیا گیا ہے۔

جہاں تک دوسری سند کا تعلق ہے جس میں۔ من سبني سب اللہ۔ کے الفاظ زیادہ ہیں اس پر امام حاکم نے کوئی تبصرہ کیا ہے نہ ہی امام ذہبی نے۔ تاہم اس کی سند میں احمد بن موسیٰ کو اہل تشیع کی کتاب التہذیب میں۔ مجہول۔ بتایا گیا ہے۔ البتہ حافظ ذہبی نے لکھا ہے:

((الامام المحدث الصدوق---- وما علمت به بأسا)) ❸

---

❶ الضعيفه: ج 5 ص 337، نمبر: 2310

❷ الصحيحه: ج 7، ص: 998، نمبر: 3332

❸ السير: ج 13 ص 376

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا راوی جندل بن والق ہے۔ ابن حبان نے اسے۔ الثقات۔ میں ذکر کیا ہے ابو حاتم نے ''صدوق'' کہا ہے جبکہ امام مسلم نے ''متروك'' اور امام البزار نے ''ليس بالقوى'' کہا ہے حافظ ابن حجر نے ''صدوق يغلط ويصحف'' لکھا ہے علامہ البانی نے مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔ ((فهو اذن وسط حسن الحديث والله اعلم)) ❶

اس جندل کا شیخ بکیر بن عثمان البجلی مجہول ہے۔ علامہ المزی نے ابو اسحاق سے روایت کرنے والوں میں بکیر بن عثمان کا ذکر نہیں کیا اور ہمیں بھی کتب رجال میں اس کا ذکر نہیں ملا۔ ((لعل الله يحدث بعد ذلك امرا))

ایک سند میں ابو اسحاق کا شاگرد فطر بن خلیفہ، متکلم فیہ اور شیعی، مفرط ہے

دلچسپ پہلو

اس صورتحال کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہیں رہتا کہ یہ حدیث صحیح نہیں لیکن اس کے ساتھ ہم ایک اور دلچسپ پہلو پر توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اس میں دو افراد کا مزید ذکر ہے ایک ابو عبداللہ الجدلی اور ایک شبث بن ربعی، ذرا ان دونوں کا تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ ابو عبداللہ الجدلی، ان کا نام عبد بن عبد یا عبدالرحمٰن بن عبدالکوفی بتایا گیا ہے اس کو اگرچہ امام احمد، ابن معین اور عجلی رحمہم اللہ نے ثقہ کہا ہے ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے لیکن ابن سعد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((يستضعف فى حديثه وكان شديد التشيع ويزعمون انه على شرطة المختار)) ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((شيعى بغيض قال الجوزجانى: كان صاحب رأية المختار وقد وثقه احمد)) ❸

---

❶ الصحيحه: ج 6 ص 438 ❷ التهذيب: ج 12 ص 148 ❸ الميزان: ج 4 ص 544

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گویا کہ یہ راوی غالی رافضی تھا مگر اس کے باوجود محدثین نے اس کو ثقہ کہا ہے فنی اور اصولی طور پر طبقات الرواۃ میں یہ بحث اپنی جگہ موجود ہے کہ ثقاہت راوی اپنی جگہ ہے اور بدعت راوی اپنی جگہ، بہت سے رواۃ ایسے ہیں جن کو ان کی بدعات کے باوجود۔ شروط عدالت۔ کے اعتبار سے ثقہ کہا گیا ہے اور روایت کو قبول کیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ اصول اور قاعدہ بھی تسلیم شدہ ہے کہ جس راوی کی روایت اس کی بدعت کی تائید میں ہو تو پھر اس کی یہ روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ یعنی داعی الی البدعۃ کی روایت مسترد ہے ہم اس اصولی بحث کی تفصیل میں جائے بغیر صرف امام نووی رحمہ اللہ اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ سے ایک حوالہ ذکر کرتے ہیں:

((من كفر ببدعته لم يحتج به بالاتفاق، ومن لم يكفر قيل لا يحتج به مطلقا وقيل يحتج به ان لم يكن ممن يستحل الكذب فى نصرة مذهبه اولأهل مذهبه۔۔۔وقيل يحتج به ان لم يكن داعية الى بدعته ولا يحتج به ان كان داعية، وهذا هو الأظهر الأعدل، قول الكثير اوالا كثر۔۔۔۔ قيد جماعة قبول الداعية بما اذا لم يروما يقوى،۔۔۔يوخذ من حديثه ما لايكون منكرا اذا لم يقوبه بدعته وبه جزم شيخ الاسلام فى النخبة۔۔۔۔۔ لأن العلة التى لها رد حديث الداعية واردة فيما اذا كان ظاهر المروى يوافق مذهب المبتدع ولو لم يكن داعية بدعته والصواب ان لا يقبل رواية الرافضة وساب السلف۔۔۔ صرح الذهبى فى الميزان فقال: البدعة على ضربين صغرى كا لتشيع بلاغلو أوغلو، كمن تكلم فى حق من حارب عليا، فهذا كثير فى التابعين وتابعيهم مع الدين والورع والغلوفيه والحط على ابى بكر وعمر والد عاء الى ذلك فهذا النوع لا يحتج بهم ولاكرامة۔۔۔۔ اختلف الناس فى الاحتجاج برواية الرافضة على

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثلاثة اقوال۔۔۔۔ وقال يزيد بن هارون يكتب عن كل صاحب بدعة اذالم يكن داعية الا الرافضة)) [1]

''یعنی بدعت مکفرہ کے مرتکب کی روایت بالاتفاق قابل احتجاج نہیں البتہ بدعت غیر مکفرہ میں اختلاف ہے بعض نے اس کی روایت کو بھی مطلق مسترد کہا ہے بعض نے اس شرط سے قبول کیا ہے وہ اپنے مذہب وعقیدہ یا اہل مذہب کی حمایت میں جھوٹ کو جائز نہ سمجھتا ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنی بدعت کا داعی نہ ہو اگر اپنی بدعت کی دعوت دینے والا ہو تو پھر اس کی روایت سے احتجاج درست نہیں، یہی موقف سب سے واضح اور منصفانہ ہے اور بہت سے علماء فن بلکہ اکثر علماء کا یہی قول ہے .....علماء فن کی ایک جماعت نے داعی بدعت کی روایت قبول کرنے میں یہ شرط لگائی ہے کہ اس کی روایت سے اس کی بدعت کو تقویت نہ ملتی ہو.....اس کی روایت جب تک اس کی بدعت کو تقویت پہنچانے کی بنا پر منکر نہ ہو تو قبول ہو گی شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''النخبہ'' میں یہی فیصلہ دیا ہے .....کیونکہ داعی بدعت کی روایت کے مسترد اور نا قابل قبول ہونے کی علت یہاں موجود ہے کہ بظاہر اس کی روایت، اس کے مذہب کو تقویت دے رہی ہے لہٰذا وہ داعی بدعت نہ ہو تو روایت مسترد ہو گی .....صحیح بات یہی ہے کہ روافض اور حضرات سلف (صحابہ رضی اللہ عنہم) کو سب وشتم کرنے والے کی روایت قبول نہیں .... امام ذہبی نے ''المیزان'' میں کہا ہے: بدعت (تشیع و رفض) دو قسم کی ہے غلو اور بلا غلو، بلا غلو جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شریک محاربت حضرات پر نقد کرنا جو بہت سے تابعین و تبع تابعین میں دینداری اور تقوی و زہد کے باوجود تھا دوسری کہ غلو پایا جائے جیسا کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی توہین و تنقیص کرنا اور اس کی دعوت دینا اس قسم کی (بدعت تشیع) رکھنے والے قابل

[1] التدريب مع التقريب: ج 1 ص 327-325

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احتجاج ہیں نہ قابل احترام.....''

(دوسری جگہ لکھتے ہیں) روافض کی روایت قبول کرنے پر تین اقوال ہیں۔.....امام یزید ہارون نے کہا ہے: ہر بدعتی کی روایت قبول ہے جب تک وہ اپنی بدعت کا داعی نہ ہو ماسوائے رافضہ کے (وہ داعی نہ بھی ہو تو روایت قبول نہیں)

اس طویل اقتباس کی روشنی میں اگر ہم دیکھیں تو ابوعبداللہ الجدی کی کم از کم یہ روایت اس کی۔ مذکورہ ثقاہت۔ کے باوجود قابل احتجاج و استدلال نہیں کہ یہ روایت اس کے مذہب کے موافق ہے جس میں اسے ''شدید و بغیض'' کہا گیا ہے۔

2۔ اس روایت میں دوسرا شخص شبیب بن ربعی ہے جس سے بقول ابوعبداللہ الجدلی حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات کہی کہ تمہاری مجالس میں ایسا ہوتا ہے۔ اکثر مراجع میں یوں ہی ہے لیکن اس نام سے کتب تراجم میں ہمیں کوئی راوی یا شخص نہیں ملا البتہ معلوم ہوتا ہے یہ شبث بن ربعی ہے ابن کثیر میں ایک جگہ شبیث بھی آیا ہے۔ جسے شاید شبیب بھی کہا جاتا ہو یا پھر تصحیف ہے اگر یہ شبیب بن ربعی کوئی الگ راوی ہے تو متداول کتب تراجم میں اس کا ترجمہ نہ ملنے کی بنا پر اسے مجہول ہی کہا جا سکتا ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں اور یہی اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتا ہے۔

اور اگر یہ شبث بن ربعی ہے جس کا ذکر مشاجرت و محاربت کے ضمن میں ہم پہلے کر چکے ہیں تو اس کا مزید تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

اس کا مکمل نام۔ شبث بن ربعی ابوعبدالقدوس التمیمی الیربوعی الکوفی ہے۔ وہ خود اپنے متعلق کہتا ہے:

((أنا أول من حرر الحرورية: قال رجل: مافي هذا مدح)) [1]

''الحروریۃ۔ فتنہ۔ کا موجد میں ہوں تو کسی آدمی نے کہا: یہ کوئی خوبی نہیں۔''

یعنی وہ صرف حروری۔ خارجی۔ ہی نہیں بلکہ اپنے خارجیت کے بانی ہونے پر فخر کرتا

[1] تهذيب الكمال: ج 12 ص 352

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے امام ذہبی نے اسے ((كان حروريا خارجيا فتاب)) لکھا ہے۔ ❶

امام دارقطنی کہتے ہیں:

((يقال: انه كان مؤذن سجاح ثم أسلم بعد ذلك)) ❷

''یعنی جس عورت نے خلافت صدیقی میں جھوٹی نبوت کا دعوی کیا تھا یہ اس کا موذن تھا بعد میں مسلمان ہوا۔''

امام ابن حبان نے اسے ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے اور ابو حاتم نے ((حديثه مستقيم لا أرى به بأس)) کہا ہے۔

امام بخاری نے اسے ''الصغفاء'' میں ذکر کیا ہے جبکہ امام ذہبی نے ان کے تعارف میں مزید لکھا ہے:

((كان ممن خرج على علي، وأنكر عليه التحكيم ثم تاب وأناب قال الاعمش: شهدت جنازة شبث---- رأيتهم ينوحون عليه ويلتدمون)) ❸

''یہ ان میں سے ایک تھا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معاملہ تحکیم پر خروج اور بغاوت کی پھر توبہ کر کے رجوع کر لیا اور تابع بن گیا۔ امام اعمش رحمہ اللہ بتاتے ہیں کہ میں اس کے جنازہ میں شریک ہوا.....اور دیکھا کہ مرد و خواتین اس پہ نوحہ کناں ہیں اور وہ ماتم کرتے ہوئے سینہ کوبی اور چہروں کو پیٹ رہے ہیں۔''

امام العجلی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

((كان اول من أعان على قتل عثمان وأعان على قتل الحسين وبئس الرجل هو)) ❹

---

❶ ديوان الضعفاء : ص 184، ترجمه : 1858

❷ تهذيب الكمال: ج 12 ص 352

❸ السير: ج 4 ص 150 ❹ التهذيب: ج 4 ص 303

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں پہلا کردار اسی کا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں بھی ملوث ہے، یہ بڑا برا شخص تھا۔''

علامہ الساجی نے اگرچہ اس پر ''فیہ نظر'' کہا ہے مگر حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

((قال ابن الكلبي: كان من اصحاب علي ثم صار مع الخوارج ثم تاب ورجع ثم حضر قتل الحسين، وقال ابو العباس المبرد: لما رجع بعض الخوارج مع ابن عباس بقي منهم أربعة آلاف يصلي بهم ابن الكواء وقالوا متى كان حرب رئيسكم شبث ثم اجمعوا على عبدالله بن وهب الراسبي)) [1]

''ابن الکلبی نے کہا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا پھر خوارج کے ساتھ مل گیا پھر توبہ کر کے رجوع کیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں ملوث تھا، ابو العباس المبرد کہتے ہیں: جب بعض خوارج حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آ ملے تو باقی چار ہزار رہ گئے ان کی امامت نماز عبداللہ ابن الکواء کرواتے تھے اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ جنگ ہوتی ہے تو تمہارے امیر شبث ہوں گے پھر وہ عبداللہ بن وھب الراسی پر متفق ہو گئے۔''

معلوم رہے کہ یہ سب۔ ابن الکواء، شبث بن ربعی اور عبداللہ بن وھب الراسبی پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر سے صف آراء تھے لیکن بعد ازاں واقعہ تحکیم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت وخروج کر گئے۔ بہرحال موصوف کے متعلق مذکورہ تعارفی تبصروں سے واضح ہوتا ہے کہ۔

1۔ یہ شخص جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والی خاتون سجاح کا موذن تھا۔

2۔ پھر مسلمان ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھی بن گیا۔

3۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا تو خارجیوں سے جا ملا۔

---

[1] التهذيب: ج 4 ص 303

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

4۔ اپنی بری شرست کی بنا پر قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد قاتلین حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا معاون بھی رہا۔

5۔ خارجی حروری ہونے بلکہ بانی حروری ہونے پر فخر کرتا تھا۔

الغرض وہ پہلے شیعان علی رضی اللہ عنہ سے تھا پھر خوارج میں داخل ہوا اور معلوم ہے کہ خوارج بیک وقت حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے خلاف تھے اور اسی مخالفت میں تمام شرعی و اخلاقی حد پھلانگتے تھے تو اگر ان کی مجالس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم ہوتا تھا تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ اعتراض تو خوارج پر تھا جس سے یہ استدلال تو نہایت احمقانہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یا ان کے ساتھیوں کی مجالس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم ہوتا تھا نیز یہ کہ بعض علماء نے اگرچہ اسے تو ثیقی الفاظ سے لکھا ہے جو شاہد مبتدعہ میں سے خوارج کے ((اصدق اللهجه)) ہونے کے تناظر میں ہے لیکن وہ بنیادی طور پر ((بئس الرجل هو)) ہونے کی بنا پر ضعیف ہے۔

ان دونوں کے اس تعارف کے بعد معلوم ہوا کہ یہ روایت روافض وخوارج کی ذہنیت کا ملغوبہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کا الزام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یا ان کے ساتھیوں اور محبان پر دھرنے کی کیا علمی واخلاقی حیثیت کا سمجھنا مشکل نہیں رہتا۔ گویا:۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت نا گوار گزری

بہرحال اس روایت کی اس اسنادی حیثیت سے مستزاد علامہ الالبانی رحمہ اللہ کے اشارہ کردہ اضطراب کو بھی پیش نظر رکھیں کہ:

((أما الاسناد۔۔۔ فانه فی روایة اسرائیل جعل بینه و بین أم سلمة (ابا عبدالله الجدلی) وفی روایة اسماعیل بن الخلیل صرح بأنه سمع أم سلمة، الا ان یکون سقط من التاریخ ذکر (الجدلی) هذا واما المتن، فقد رواه فطر بن خلیفة عن الجدلی عن أم سلمة موقوفا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دون الشطر الثانی منه)) ❶

یعنی کہیں اُم سلمہ سے براہ راست روایت ہے اور کہیں ابوعبداللہ الجدلی کے واسطہ سے، اسی طرح کہیں مرفوع ہے تو کہیں موقوف۔

بطور نتیجہ بحث ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث سند و متن کے لحاظ سے قابل قبول اور استدلال و احتجاج کے قابل نہیں لہٰذا اس پر بنیاد رکھتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا ان کے ساتھیوں پر نقد و طعن کرنا اور ان پر الزام و بہتان لگانا کہ ان کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب و شتم کیا جاتا تھا قطعاً درست اور ثابت نہیں بلکہ ((سبحانك هذا بهتان عظيم))

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے استدلال کی حقیقت

جو لوگ ((ضلوا و اضلوا)) کا مصداق بن کر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم میں سبائیت و رافضیت کی ترجمانی و سہولت کاری بلکہ اشاعت و ترویج پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں وہ ان نفوس قدسیہ اور ارواح طیبہ پر نقد و طعن میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے یا ان کے دور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کیا جاتا تھا اس سلسلہ میں وہ۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ کے موجب شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ایک قول کو بھی معرض استدلال میں پیش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے اگرچہ تمام اہل اسلام کے دلوں میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ڈالی تھی اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ جو خیرون القرون تھے وہ ان سے محبت کرتے تھے۔

((ولم يكن كذلك على، فان كثيرا من الصحابة والتابعين كانوا يبغضونه ويسبونه ويقاتلونه)) ❷

''لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا سلوک نہیں تھا بلکہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور

---

❶ الضعيفة: ج 5 ص 337، حديث نمبر : 2310

❷ منهاج السنة: ج 7 ص 137

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تابعین رحمہم اللہ ان سے بغض رکھتے اور انہیں سب وشتم کرتے نیز ان سے قتال کرتے تھے۔''

طاعنین ومعاندین کی تقریر استدلال واضح ہے مگر اس استدلال کی بنیاد ((تاویل القول مالا یرضی به القائل)) کی مظہر ومصداق ہے کیونکہ۔

اول: شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اپنی کتب میں ایک سے زائد مرتبہ نہ صرف حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت ومودت اور ان کے اکرام واحترام کو علامات ایمان اور مبادیات عقائد اہلسنت سے قرار دیا ہے بلکہ خصوصیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت اطہار کی محبت و عقیدت کو ایمان کا اولیں تقاضا بتایا ہے جبکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بالعموم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت سے بالخصوص بغض وعناد اور عداوت وکدورت کو ایمان کے منافی اور علامت نفاق بتایا ہے چنانچہ اہل سنت والجماعت تو کجا صرف شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی اس پر تصریحات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب معرضِ وجود میں آ سکتی ہے جس کی قدرے جھلک ہم نے اپنی کتاب۔ اہلبیت سے محبت کیوں؟ اور کیسے؟ میں دکھائی ہے تاہم یہاں مشتے نمونہ از خروارے چند اقتباسات کو پیش کرنا ہی کافی ہے۔

1۔ شیخ الاسلام سے جب سوال ہوا کہ ((فما تحبون أهل البيت؟ فمن يبغض اهل البيت؟)) تو جواب ارشاد فرمایا:

((محبتهم عندنا فرض واجب يؤجر عليه۔۔۔۔ من أبغضهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لايقبل الله منه صرفا وعدلا)) [1]

''ہمارے نزدیک ان سے سے محبت ایسا واجبی فرض ہے جس پر اجر وثواب ملتا ہے.....اور جو ان سے بغض رکھے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ اس سے کسی قسم کی فرضی یا نفلی (نیکی) قبول نہیں کرتے۔''

[1] مجموع الفتاوی: ج 4 ص 487

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

2۔ مزید فرماتے ہیں:

((وأما كون علي وغيره مولى كل مؤمن، فهو وصف ثابت لعلي في حياة النبي ﷺ وبعد مماته وبعد ممات علي، فعلي اليوم مولى كل مؤمن، وليس اليوم متوليا على الناس، وكذلك سائر المؤمنين بعضهم اولياء بعض احياء واموا تا)) [1]

معلوم ہے کہ سلف صالح میں سے شیخ الاسلام اس پہلو سے اہلسنت والجماعت کے عقیدہ وموقف کی تشریح وتوضیح اور تحفظ ودفاع بلکہ مبتدعہ بالخصوص روافض کے رد وکد اور نقد و جرح میں منفرد مقام رکھتے ہیں کہ انہوں نے نقل وعقل سے ان کے ابطال وانکار پر جو ٹھوس مواد اور لٹریچر فراہم کیا ہے وہ نہ صرف کہ تمام اہلسنت والجماعت کے لیے بنیادی مصدور ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے اور بعد میں اس موضوع پر لکھنے یا کچھ کہنے والوں میں سے کوئی شخص بھی اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا بلکہ آج تک روافض واہل تشیع اس کا جواب دینے سے بھی قاصر ہیں چنانچہ اُنہوں نے عقیدہ واسطیہ، منہاج السنۃ اور فتاوی میں جا بجا مختلف پہلوؤں سے جس طرح عقیدہ اہلسنت محبت صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کو مدلل ومبرہن کرتے ہوئے ان کے خلاف یا اہل بیت کی محبت کے نام پر سبائیت کی ترجمانی میں روافض کے قصر استدلال کو منہدم کرکے خاک میں ملایا ہے وہ امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے۔ ((فللہ درہ و جزاہ اللہ خیرا فی الدارین عن الاسلام والمسلمین)) انہوں نے اپنی کتب میں مختلف پہلوؤں سے اس موضوع پر جو لکھا ہے وہ تو ہے ہی مستقل طور پر بھی اس کو موضوع بناتے ہوئے ایک بہترین رسالہ بنام "حقوق اهل بيت بين السنة والبدعة" لکھا ہے۔

چنانچہ کیا اس شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں باہمی معروف ومتبادر بغض وکینہ یا عداوت وکدورت کا نظریہ رکھتے ہوں یا اس الزام کو تسلیم کرتے ہوں گے۔ ہرگز اور ہرگز ایسا نہیں۔

---

[1] منهاج السنة : ج7 ص325

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوم: کیوں شیخ الاسلام رحمہ اللہ تو اس سیاق وسباق میں یہ بات فرما رہے کہ نصوص کی روشنی میں عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ جو خیر القرون سے تھے جس قدر خلفاء راشدین بالخصوص حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتے تھے۔ البتہ تقابلا اس قدر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہ رکھتے تھے اور اس اعتبار سے دیکھا جائے تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ بہت سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ ان حضرات کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ اختلاف رکھتے تھے اور یہ واقعاتی منظر کشی ہے اور کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعدد مناقب و فضائل کا شان ورود اور سبب بیان بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے کیا جانے والا اختلاف یا اعتراض ہی ہے؟

سوم: پھر ایسے حالات میں باہمی اختلافات یا اعتراضات اور شکوہ و شکایات پر ایسے الفاظ کا استعمال یا انطباق صرف ایک ہی معنی ''بغض وکینہ یا عداوت و کدورت یا معروف و متبادر دشمنی پر کرنا ہی درست نہیں بلکہ اس کے دوہرے معانی اور مفہوم بھی ہیں جو کم از کم حسن ظن کے متقاضی ہیں کہ بسا اوقات بشری تقاضوں اور معمولات زندگی میں نشیب و فراز کے تناظر میں جو باہمی حالات جنم لیتے ہیں ان پر بھی۔ بغض وسب اور قتال۔ کا اطلاق واستعمال ہوتا ہے اس کے فطری وطبعی اظہار میں نہ تو نصوص کا انکار مقصود ہوتا ہے نہ ہی اخلاقی اقدار کی نفی، چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے کسی معاملہ کے تصفیہ کے لیے تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

((یاأمیر المؤمنین، اقض بینی و بین هذا الکاذب الآثم الغادر الخائن)) [1]

''امیر المؤمنین میرے اور اس جھوٹے، گناہ گار، عہد شکن اور خائن کے درمیان فیصلہ کریں۔''

---

[1] مسلم: 1757

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب کیا اسی عبارت کو عام اور متبادر مفہوم و معنی پر محمول کریں گے۔ حاشا وکلا۔ ہرگز نہیں، بلکہ اس کی توجیہ اور تاویل کی جائے گی۔ امام القرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قول العباس رضی اللہ عنہ هذا قول لم يرد به ظاهره، لان عليا رضی اللہ عنہ منزه عن ذلك كله، مبرأ عنه قطعا۔۔۔۔ وانما هذا قول أخرجه من العباس الغضب وصولة سلطنة العمومة، فان العم صنو الأب، ولاشك ان الأب اذا أطلق هذه الالفاظ على ولده، انما يحمل ذلك منه على انه قصدا لاغلاظ والردع مبالغة فى تأديبه لا أنه موصوف بتلك الأمور)) [1]

''یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے ان الفاظ سے ظاہری معنی مراد نہیں لیا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تمام باتوں سے پاک دامن اور ان الزامات سے قطعاً بری الذمہ تھے.....البتہ یہ الفاظ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے غصہ کی حالت میں نکلے اور چچا ہونے کے اعتبار سے انہیں جو اختیار حاصل تھا یہ اس کا استعمال تھا (جیسا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا تھا) کیونکہ چچا باپ کے برابر ہوتا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ والد جب ایسے الفاظ اپنی اولاد کو کہتا ہے تو ان کو حقیقت پر محمول کرنے کی بجائے سمجھا جاتا ہے کہ اس کا ایسے الفاظ سے مقصد محض سختی کرنا اور اولاد کی تربیت میں مبالغہ کی حد تک غلطی پر تنبیہ کرنا اور ادب سکھلانا مقصود ہے نہ یہ کہ فی الواقع اولاد میں یہ سب چیزیں پائی جاتی ہیں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((وان كانت محفوظة فأجود ماتحمل عليه ان العباس قال دلا لا على علي، لأنه كان عنده بمنزلة الولد فأراد ردعه عما يعتقد أنه مخطئى وأن هذه الأوصاف يتصف بها لو كان يفعل ما

[1] المفهم: ج 3 ص442، رقم: 1277، البحر المحيط الثجاج: ج30 ص528، رقم الحديث: 4567

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يفعل عن عمد)) [1]

''اگر یہ الفاظ محفوظ (صحیح) ہیں تو پھر سب سے عمدہ محمل اور تعبیر یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ بیٹے کی جگہ تھے تو آپ نے ان کو تنبیہ اور سرزنش کرتے ہوئے دکھلاوے کے یہ الفاظ استعمال فرمائے اور وہ سمجھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے موقف میں غلطی پر ہیں تو اس سے باز رہیں ورنہ ایسے الفاظ تو تب استعمال ہو سکتے تھے اگر وہ عمداً ایسا کرتے۔''

چنانچہ اسی تناظر میں دیکھیے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا۔ روایت کے الفاظ ہیں:

((فقال: يا غنثر فجدع وسب)) [2]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((فجدع وسب، أي دعا عليه بالجدع وهو قطع الاذن او الأنف أو الشفة وقيل المراد به السب---- وانه سمي بذلك لصوته فشبهه به حيث اراد تحقيره وتصغيره---- وفيه جواز الوالد للولد على وجه التاديب والتمرين على أعمال الخير وتعاطيه)) [3]

یعنی یہ الفاظ اگرچہ بددعا ہیں اور ان کو۔ غنثر۔ کہنا ان کی تحقیر ہے لیکن یہ سب کچھ ایک والد کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانے اور اچھے کاموں کی عادت ڈالنے کی خاطر ڈانٹ ڈپٹ تھی۔

جبکہ ایسے مواقع پر باپ کا اپنی اولاد کو ایسے الفاظ کہنا حقیقت پر مبنی نہیں ہوتا صرف تادیب و تعلیم اور تربیت کے لیے اظہار ناراضگی ہوتا ہے۔

علامہ الشیخ ابن العثیمین رحمہ اللہ نے کہا ہے:

((وهذا الكلام وقع بين العباس وعلي وهو مستغرب، لكن عند

---

[1] الفتح: ج 6 ص 205 [2] بخاری: ص 602، رقم: 3581

[3] الفتح: ج 6 ص 600

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخصوم تزول العقول، عندالمخاصمة يفقد الانسان احيانا عقله، والشئى الذى يتشاجرفيه ما هوالا أمردنيا فقط، والانسان يأسف جدا أن يقع مثل هذه الكلام من رجل كالعباس وعلى بن ابى طالب)) ❶

''حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان اس قسم کی بات کا ہونا اگر چہ بڑا حیران کن ہے لیکن جھگڑے میں عقل جاتی رہتی ہے اور باہمی مخاصمت میں انسان عقل کھو بیٹھتا ہے حالانکہ جس بات پر ان کا یہ اختلاف اور تنازع تھا وہ محض ایک دنیاوی مسئلہ تھا اور انسان حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما جیسے حضرات میں ایسی گفتگو پر متأسف ہوتا ہے۔''

بہرحال اس روایت کے یہ الفاظ اگر چہ بہت ثقیل ہیں اسی وجہ بعض علماء نے اسے رواۃ کا وہم قرار دیا ہے تو بعض نے ان کے حذف کو ترجیح دی ہے

قاضی عیاض نے اس سلسلہ میں امام المازری کا بڑا ایمان افروز تبصرہ نقل کیا ہے۔ جو یقیناً من وجہ قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے وہ فرماتے ہیں:

((هذا للفظ الذى وقع لا يليق ظاهره بالعباس وحاش لعلى أن يكون فيه هذه الأ وصاف فضلا عن كلها، ولسنا نقطع بالعصمة الا للنبى ﷺ ولمن شهد له بها لكنا مأمورون، لحسن الظن بالصحابة رضی اللہ عنہم اجمعين، ونفى كل رذيلة عنهم واذا انسدت طرق تاؤيلها نسبنا الكذب الى رواتها، قال: وقد حمل هذا المعنى بعض الناس على انه ازال هذا اللفظ من نسخة تورعا عن اثبات مثل هذا، ولعله حمل الوهم على رواته)) ❷

---

❶ شرح مسلم : ج6 ص69

❷ شرح مسلم النووى: ج6 ص69

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''لیکن ہم نے صرف اس لیے نقل کیے ہیں اس پر احادیث میں ''فاستب علی وعباس'' یا الستبات کا اطلاق ہوا ہے اگر مذکورہ الفاظ نہ بھی ہوں تو ''سب'' کا اطلاق تو ہوا ہے لیکن یہاں سب کا معنی کوئی بھی عام اور متبادر معنی ''سب وشتم'' نہیں لیتا بلکہ بعض علماء نے یہاں مفہوم مفاعلہ کی بھی نفی کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہا گیا مگر مقصود تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کی نفی ہے کہ جس طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ لفظ ہیں ویسا ہی مفہوم شیخ الاسلام کے الفاظ میں ''یسبونہ'' کا ہے ورنہ نعوذ باللہ سمجھنا ہوگا کہ جن صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف شیخ الاسلام نے اشارہ کیا ہے ان میں سرفہرست حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں، بلکہ یہاں سب سے مراد اعتراض کرنا اور عام تنقید یا نا مناسب بات کی نسبت ہوتا ہے۔''

علامہ ابن منظور رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((فالشتم هو السب او القبيح من الكلام وليس فيه قذف، والشتم: السب وقدجاء في الحديث القدسي---- قال الله تعالىٰ يشتمي ابن آدم وما ينبغي له أن يشتمني--- أما شتمه فقوله: ان لي ولدا)) [1]

''شتم، سب اور بُری بات کو کہتے ہیں جس میں تہمت نہ ہو، شتم کا معنی سب ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: انسان مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ ایسا کرنا اس کے لائق نہیں، اس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میرا بیٹا ہے۔''

مصطلحات میں ہیں۔

((السب كل تعبير شائن أوعبارة تحقير أوقدح لا يتضمن أية واقعة

[1] بخاری : 3021، تاج العروس ج: 8 ص355

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرية فی الأصل ثبتت لهم))

''یعنی سب ہر اس بُری تعبیر یا ایسی عبارت کو کہتے ہیں جس میں تحقیر یا نقد پایا جائے جو نفس الامر میں کسی لائق التفات واقع کی بنا پر نہ ہو۔''

حدیث مذکور کے علاوہ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا ہے:

((اللهم انما أنا بشر: فأيما رجل من المسلمين سببته أو لعنته أو جلدته، فاجعلها له زكاة ورحمة)) ❶

''یا اللہ، میں انسان ہوں جس کسی مسلمان کو میں نے سب وشتم کیا یا لعنت بھیجی یا مارا ہو تو اس عمل کو اس کے لیے پاکیزگی وطہارت اور رحمت بنا دے۔''

بلکہ احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا صبح تم تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے تو کوئی شخص اس کا پانی نہ پیئے دو صحابہ رضی اللہ عنہما نے پہنچ کر پانی پی لیا جب اُنہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا تو حدیث کے الفاظ ہیں۔

((فسبهما النبی ﷺ)) ❷

''آپ ﷺ نے انہیں سب وشتم کیا۔''

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ:

((دخل على رسول الله ﷺ وآله وسلم رجلان، فكلما بشئ لا ادری ماهو، فأغضباه فلعنهما وسبهما)) ❸

''جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی حاضر ہوئے دونوں نے نامعلوم کس مسئلہ میں بات کی لیکن اُنہوں نے (اپنی گفتگو سے) نبی اکرم ﷺ کو غصہ دلایا جس پر آپ ﷺ نے ان پر لعنت فرمائی اور سب وشتم (سخت ست کہا) کیا۔''

اب سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جو سراپا رحمت وشفقت اور اخلاق کریمہ کا شاہکار ہیں اور اسوہ حسنہ ہیں جن کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ مسلم : 4706 ❷ مسلم : 706 ❸ مسلم : 2600

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((لم يكن النبي ﷺ سبابا ولا فحاشا ولا لعانا)) ❶

''نبی اکرم ﷺ سب وشتم کرنے والے نہیں تھے اور نہ ہی فحش گو اور لعنت کرنے والے تھے۔''

بلکہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں:

((انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمه)) ❷

''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

تو پھر آپ ﷺ کی طرف یہ الفاظ کیسے منسوب ہیں؟ واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اس قسم کے الفاظ کا صدور شاذ و نادر ہی ہوا جو یقیناً بتقضاء بشریت تھا اور یہ بھی یہ سب کچھ اگرچہ تنبیہ و سرزنش کے طور محض لفظی طور سخت سست کہنا تھا پھر آپ ﷺ نے از راہ رحمت و شفقت کہ کہیں اس پر ان کا مواخذہ نہ ہو جائے دعا فرما کر اسے مغفرت و رحمت میں بدلوا دیا جیسا کہ آپ ﷺ نے آخری ایام میں خود سے قصاص لینے کا کہا تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے آپ ﷺ بھی قصاص دینے کو تیار ہو گئے حالانکہ وہ معاملہ موضوع قصاص سے خارج تھا کہ وہ ضرب برائے ایذاء تو نہ تھی اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم بلکہ پوری امت کے لیے اپنی رحمت و شفقت کا مظاہرہ کیا تو یہ الفاظ بھی اسی قبیل سے ہیں۔ اس لیے امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((وان ماوقع من سبه ودعائه ونحوه ليس بمقصود بل هو مما جرت به عادة العرب في وصل كلامها بلانية كقوله: تربت يمينك، عقى وحلقى ونحوذلك،لا يقصدون بشئى من ذلك حقيقة الدعاء_____ وانما كان يقع منه في النادر والشاذ من الازمان)) ❸

''آنحضرت ﷺ سے ایسا سب یا بددعا کا صادر ہونا اس ارادہ سے نہ تھا کہ

---

❶ بخاری : 6031 ❷ مسلم : 2599

❸ شرح مسلم للنووی: ج16 ص 152

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت میں بھی ایسا ہو بلکہ عرب کی عادت کے مطابق بلا نیت وقصد یہ الفاظ دورانِ گفتگو استعمال ہوئے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے تربت یمین ، یا عقری و حلقی جیسے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور عرب ایسے الفاظ سے حقیقت مراد نہیں لیتے کہ وہ بددعا کریں۔.....جبکہ آنحضرت ﷺ سے ایسے الفاظ کبھی کبھار اور شاذ و نادر ہی صادر ہوتے ہیں۔''

جیسا کہ غزوہ خندق کے موقع پر نمازِ عصر لیٹ ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے:

((فجعل یسب کفار قریش)) ❶

''کفار قریش کو سب وشتم کرنے لگے۔''

چونکہ وہ اس تاخیر کا سبب بنے تھے تو ان کو تلخ وترش کہا، جس سے ہرگز ہمارے عرف کی گالی گلوچ مراد نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ نے بھی ان پر بددعا کی۔

((ملأ الله علیهم بیوتهم وقبورهم نارا)) ❷

''اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

چنانچہ ظاہر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی مذمت اور تأسف کے کلمات کہے ہوں گے جن کو ''سب'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس تفصیل سے بتانا یہ مقصد ہے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب کی نسبت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف کی ہے تو اس سے مراد وہ سب وشتم نہیں جو ہمارے عرف میں لیا جاتا ہے۔

اسی طرح بغض وقتال کا استعمال ہوا ہے، مگر اس بغض سے بھی وہ بغض وقتال مراد نہیں جو کفر ونفاق کی بنا پر ہو کیونکہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بہت محال اور بعید ہے کہ وہ باہم ایسا بغض وکینہ رکھتے ہوں جن کی باہمی الفت ومودت اور محبت واخوت کی شہادت قرآن کریم نے دی ہے بلکہ ان کے متعلق یہ سند جاری کی ہو کہ:

﴿وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ

❶ بخاری: رقم945 ❷ بخاری: رقم 4111

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ﴾ (الحجرات: 7)

''البتہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہیں ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اس سے تمہارے دلوں کو مزین کر دیا ہے جبکہ کفر و فسوق اور نا فرمانی کو تمہارے ہاں ناپسندیدہ بنا دیا ہے یہی راست باز ہیں۔''

چنانچہ جب ((سباب المسلم فسوق)) ہو تو پھر ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسے سب وشتم کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے اور جب ان کو ((انما المومنون اخوة)) کہا گیا ہو تو آپس میں بغض و کدورت کیوں کی ہوگی اور جب وہ آپس میں ((رحماء بینھم)) ہیں تو پھر باہمی قتال و جدال کیا؟ اگر کبھی بتقضاء بشریت اور اجتہادی طور پر نیز کسی غلط فہمی کی بنا پر ایسا ہوا بھی ہے تو آپس میں رشتہ ایمان متاثر ہوا نہ تعلق اخلاق پر حرف آنے دیا بلکہ جذبات محبت و مودت دونوں طرف سے قائم ہی نہیں رہے بلکہ ان کا مظاہرہ بھی ہوتا رہا اور اپنی غلطی واضح ہوئی تو فوراً اپنے موقف سے رجوع کر لیا اور اگر دوسرے بھائی کی طرف سے ناراضگی محسوس کی تو فوراً معذرت کر کے صلح میں پیش رفت کی سعادت حاصل کی۔

چنانچہ دیکھیں خطبہ غدیر خم کو بڑا بڑھا چڑھا کر ولاویت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر معرض استدلال میں پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن ذرا اس کا پس منظر دیکھیے جلیل القدر صحابی حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے جب یمن کے قبیلہ مذحج سے حاصل شدہ مال غنیمت سے چند چادریں مجاہدین کے مطالبہ پر ان کو دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہونے پر ناراض ہوئے کہ میری اجازت کے بغیر تم نے یہ قدم کیوں اٹھایا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ چادریں واپس لیں۔ تو مجاہدین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شکوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔

پھر مال غنیمت کے معاملہ میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ (16) غزوات میں شریک رہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس قدر ناراض ہوئے خود فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((كنت ابغض عليا فلما قدمنا على النبي ﷺ ذكرت ذلك له فقال: يابريده أتبغض عليا؟ فقلت: نعم، قال: لا تبغضه)) ❶

''میں (مال غنیمت کے معاملہ پر) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراض تھا جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے صورتحال سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: بریدہ، تم علی سے بغض رکھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: تم اس سے بغض نہ رکھو۔''

علامہ ابوذر ہروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((انما ابغض الصحابي عليا لأنه رآه اخذ من المغنم، فظن انه غل، فلما أعلمه النبي ﷺ أنه اخذ أقل من حقه أحبه---- وهو تاويل حسن، لكن يبعده صدر الحديث الذي أخرجه احمد فلعل سبب البغض كان لمعنى آخر وزال بنهي النبي ﷺ عن بغضه)) ❷

''یہ صحابی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض اس لیے رکھتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت سے مال لے لیا تھا جسے اس صحابی رضی اللہ عنہ نے خیانت وغلول سمجھا، لیکن جب نبی اکرم ﷺ نے اسے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ لیا وہ اپنے حصہ سے کہیں کم لیا ہے۔ تو اس وضاحت سے غلط فہمی دور ہوگئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے محبت اختیار کر لی۔ (حافظ ابن حجر فرماتے ہیں) یہ تاویل بہت اچھی ہے لیکن مسند احمد کی روایت کے پہلے حصہ کی بنا پر یہ مستبعد ہے کہ شاید ان کی ناراضگی اور بغض کا سبب کچھ اور تھا مگر جو بھی سبب ہو جب نبی اکرم ﷺ نے ان سے بغض رکھنے سے روک دیا تو سب کچھ زائل ہوگیا۔''

اسی طرح ایک اور صحابی حضرت عمرو بن شاس اسلمی رضی اللہ عنہ جو اصحاب الشجرہ سے ہیں اور

---

❶ بخاری: 4350 ❷ الفتح: ج 8 ص 67

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیعت الرضوان کا اعزاز رکھتے ہیں وہ بھی اس سفر یمن کے متعلق بتاتے ہیں:

((كنت مع علي في خيله التي بعثه فيها رسول الله ﷺ الى اليمن فجفاني علي بعض الجفاء فوجدت عليه في نفسي، فلما قدمت المدينة اشتكيته في مجالس المدينة وعند من لقيته..... فلما جلست اليه، قال: أما انه والله يا عمرو، لقد آذيتني فقلت انا لله وانا اليه راجعون أعوذ بالله والاسلام أن أوذي رسول الله ﷺ فقال: من آذى عليا فقد آذاني)) [1]

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر نبی اکرم ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا میں بھی اس میں شامل تھا تو اس سفر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ پر کچھ زیادتی کی جس کی بنا پر میرے دل میں ان کے متعلق رنج تھا، واپس آئے تو میں نے اس کا تذکرہ مدینہ طیبہ کی بعض مجالس میں اور ملنے والوں سے کیا۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آکر بیٹھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے مجھے تکلیف دی ہے میں نے ''انا للہ....'' پڑھتے ہوئے عرض کیا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آنجناب ﷺ کو تکلیف پہنچاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے علی رضی اللہ عنہ کو تکلیف دی اس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔''

حضرت ابوسعید سعد بن مالک رضی اللہ عنہ اسی سفر کے متعلق بتاتے ہیں ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شکایات پیدا ہوئیں تو میں نے ارادہ کرلیا کہ

((أما ان لله علي ان قدمت المدينة وغدوت الى رسول الله ﷺ لأذكرن لرسول ﷺ ولأخبرنه ما لقينا من الغلظة والتضييق))

''میرا اللہ سے عہد ہے کہ اگر مدینہ طیبہ پہنچا جناب رسول اللہ ﷺ سے ملا تو جو کچھ ہم پر سختی ہوئی اور جس تنگی کا سامنا کرنا پڑا سب کچھ آپ ﷺ کو بتاؤں گا۔''

---

[1] البدایہ: ج 7 ص 347

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ جب واپس آ کر خدمت اقدس میں پیش ہوئے تو حسب ارادہ وہی شکوہ سنانے کی کوشش کی لیکن نبی اکرم ﷺ نے نظر انداز کرتے ہوئے فرمایا:

((سعد بن مالك بن الشهيد، مه بعض قولك لأخيك علي، فوالله لقد علمت انه جيش في سبيل الله، قال فقلت في نفسي: ثقلتك أمك سعد بن مالك، ألا أراني كنت فيما يكره منذ اليوم وما ادري لاجرم، والله لا اذكره بسوء ابدا سرا وعلانية)) [1]

''سعد بن مالک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنے الفاظ سے باز رہو۔ اللہ کی قسم میرا یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کا لشکر ہے، یہ سن کر میں نے خود پر افسوس کیا کہ سعد تمہاری ماں تمہیں گم پائے اس دن جیسا کہ مکروہ دن تو میں اپنے اوپر کبھی تصور نہیں کر سکتا اور اللہ کی قسم میں کبھی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سرعام یا خفیہ برائی نہیں کروں گا۔''

یہ وہ واقعات اور پس منظر ہے جس میں خطبہ غدیر خم ارشاد فرمایا گیا ہم یہ کہنے کی پوزیشن میں تو نہیں کہ ولایت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت دفاعی نوعیت کی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ شیخ الاسلام نے ایسے ہی واقعات کے تناظر میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض کا ذکر کیا ہے جس سے مراد طبعی وفطری اور وقتی ناراضگی اور رنجش ہے۔

چہارم: شیخ الاسلام جس تناظر میں یہ بات نقل کر رہے اس سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ ان کے کہنے کا مقصد ہرگز وہ نہیں جو سبائی و رافضی حضرات بغض صحابہ رضی اللہ عنہم میں کشید کر رہے ہیں کیونکہ وہ بتا یہ رہے ہیں کہ جس طرح ایمان و ایقان کا سب سے پہلا مظہر و مصداق اور مخاطب طبقہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اسی طرح اہل ایمان و اسلام کی منصوص صفت و علامت بلکہ خصوصیت ''باہمی محبت و مودت، اخوت و الفت اور رحمت ورافت'' کا مظہر و مصداق بھی یہی طبقہ ہے جسے بالا ولیت و بالا ولویت اللہ تعالیٰ نے

[1] البدایہ: ج 7 ص 346

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''خیر اُمت'' قرار دیا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ((خیر الناس قرنی)) فرمایا ہے چنانچہ جب مسلم و متحقق بلکہ مطلوب یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہمہ قسم کی اس خیر کا علمی و عملی نمونہ ہیں بلکہ اب تمام انسانیت کے لیے ان کا ایمان ہی معیار ہے تو اس ایمان کے ہوتے ہوئے ان کے متعلق ایسی صفات ذمیمہ کا حلوق کیسے تصور کیا جا سکتا ہے جو تقاضاء ایمان و ایقان اور میزان تزکیہ وطہارت پر پورا نہ اُترتی ہوں اگر کوئی شخص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسا تصور کرتا ہے تو وہ نہ صرف قرآن و حدیث کی نصوص صحیحہ وصریحہ کے بغاوت و انحراف کرتا ہے بلکہ واقعات متواترہ اور شواہد قطعیّہ کا انکار کر کے سبیل الرشد والسداد کی بجائے سبیل الغي والضلال پر چل رہا ہے۔((اعاذ نا الله منه))

پنجم: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تلخ و ترش کہنا ہو یا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک دوسرے کے متعلق ایسا کلام کرنا ہو اسے عام سب وشتم یا گالی گلوچ سے تعبیر کرنا عقل اور اخلاق کے اعتبار سے بھی مستبعد اور مستحیل ہے کہ جن نفوس قدسیہ کے تزکیہ وطہارت اور آپس میں محبت والفت نیز باہمی ایثار واخوت کی شہادت قرآن کریم نے دی ہو اور خود نبی اکرم ﷺ نے ان کی تعلیم وتربیت میں اپنے فریضہ تعلیم وتزکیہ کو ادا کر کے ان کو معیار ایمان و ایقان اور میزان اخلاق و کردار ٹھہرایا ہو ان ارواح طیبہ کی زبانوں سے ایک دوسرے کے متعلق ایک الفاظ کیوں کر نکل سکتے ہیں بالخصوص جب ((سباب المسلم فسوق)) کہا گیا ہو تو پھر کیسے ممکن ہے کہ جن کے جان و مال ہی نہیں عزت وعفت کو بھی حرمت وعصمت سے نوازا گیا ہو، اسے پامال کیا جائے؟

یہی نہیں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں وہ ایک دوسرے کو۔نعوذ باللہ۔ گالی گلوچ کریں اور سب وشتم سنائیں مگر کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہ ہو، یہاں تک کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہیں۔ ادب واحترام اپنی جگہ، لیکن کم از کم اس پر توجہ بھی نہ دلائیں چہ جائیکہ کوئی دوسرے کو سب وشتم کا حکم دے اور کوئی نکیر نہ کرے، ایسا ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممکن نہیں۔ اس کا واضح نتیجہ ایسا کہنے والا اور جسے کہا جا رہا ہے اور جو سن رہے ہیں سبھی سمجھتے ہیں کہ ان الفاظ کا پس منظر اور مقصد وہ نہیں جو عرف عام میں سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ انتم عبید ابی۔ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی کہ یہ اس وقت ایسی حالت میں نہیں اور نہ ہی وہ ان الفاظ کا حقیقی معنی مراد لے رہے ہیں لہٰذا خاموشی سے واپسی اختیار فرمائی۔

ششم: حضرات رضی اللہ عنہم بلکہ شیخ الاسلام اور سلف صالح رحمہم اللہ سے حسن ظن یہی ہے کہ ''سب'' کا معنی گالی گلوچ نہیں بلکہ عام سخت ترش کہنا ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں تاہم اگر کسی کو شیخ الاسلام کے قول سے گالی گلوچ مراد لینے پر اصرار ہے تو پھر خیال رہے خود شیخ الاسلام بھی غلطی کر سکتے ہیں اور ہم ان کی ہر بات تسلیم کرنے کے پابند نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حق کا معیار شخصیت نہیں دلیل ہے۔

عجیب بلکہ لایعنی طعن

قبل ازیں کہ ہم اس بحث کو سمیٹتے ہوئے اختتام تک پہنچیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد رکھنے والوں کی نفسیاتی بلکہ اخلاقی سطحیت کا اندازہ لگایئے کہ وہ جب کوئی صحیح و صریح اور مستند روایت ایسی نہ پا سکے تو بروزن بیت ایک ایسا طعن بھی داغ دیا جو نہ صرف کہ میزان نقل میں قابل التفات نہیں بلکہ عقل کا ترازو بھی اسے مسترد کرتا ہے اور وہ ہے ان کے نام پر اعتراض کہ یہ نام۔ معاویہ۔ اپنے معنی میں درست نہیں اور نام کے اس معنی کو مسمی کی شخصیت پر منطبق کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس اعتراض کی حقیقت حال واضح کرنے سے پہلے اس پہلو سے معاندین و طاعنین کی جہالت و ضلالت یا حسد و حقد اور عناد و بغض میں اندھے پن کا اندازہ اس سے لگا لیجیے کہ نام رکھنے میں مسمی کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ کہ اس پر اسے مطعون کیا جائے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ نام کے معانی کا مسمی کی شخصیت پر اثر ظاہر، ہو کتنے ہی لوگ ہیں جن کے نام بڑے عمدہ معانی کے حامل ہوتے ہیں مگر ان حضرات کی شخصیت و کردار ان معانی سے نہ صرف کہ مطابقت نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھتی بلکہ بالکل برعکس ہوتی ہے۔ گویا کہ ((ان تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ)) اسی طرح ممکن ہے کوئی نام اپنے لغوی معانی میں اچھا نہ ہو لیکن اس کے مسمّی کا کردار اور شخصیت بہت اچھی ہو اور اس کے مظاہر ہم اپنے معاشرے میں بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابو محمد عبدالغنی المصری نے کہا ہے:

((رجلان نبیلان لزمهما لقبان قبیحان: معاویة بن عبدالکریم (الضال) وانما ضل فی طریق مکة، وعبدالله بن محمد (الضعیف) وانما کان ضعیفا فی جسمه لا فی حدیثه)) [1]

''جلیل القدر محدث معاویہ بن عبدالکریم کا لقب ((الضال)) (گمراہ) ہے کیونکہ وہ مکہ مکرمہ کے راستہ میں گم ہو گئے تھے اور دوسرے محدث عبداللہ بن محمد کا لقب ((الضعیف)) (کمزور) ہے کہ آپ حدیث میں کمزور نہیں بلکہ جسمانی طور پر کمزور تھے۔''

لہٰذا اس اعتبار سے یہ اعتراض نہایت سطحیت کا مظہر ہے۔

اس موقع بچوں کے نام رکھنے میں عرب کے رسم و رواج اور معمول کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے معلوم ہے کہ عرب معاشرہ اور ماحول میں جہاں نیک فال یا بدشگونی پکڑنے کا رواج تھا وہاں دوست اور دشمن سے تعلق بنانے کی روایت بھی تھی اسی تناظر میں وہ بچوں کا نام رکھتے تھے نبی اکرم ﷺ کے نسب شریف میں ایک بزرگ کلاب نامی بھی ہیں اس لفظ پر بحث کرتے ہوئے علماء لغت نے لکھا ہے:

((وکلاب اما منقول من المصدر الذی هو فی معنی المکالبة نحو کالبت العدو مکالبة وکلابا، وأما جمع کلب، وسموه بذلك طلبا للکثرة کما سموا سباع وانمار، قیل لأبی الدقیش الأعرابی: لما تسمون ابناء کم بشر الأسماء نحو کلب و ذئب و عبید کم بأحسنها

[1] تهذیب الکمال : ج 28 ص 201

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نحو مرزوق ورباح؟ فقال: انما نسمي أبناء نا لأعد ائنا و عبيد نالأ نفسنا و كانهم قصد وابذلك التفاؤل بمكالبة العدو وقهره)) [1]

''یعنی کلاب یا تو مصدر سے مکالبت کے معنی میں ہے جس کا مطلب کھلم کھلا دشمنی کرنا اور دوسرے پر حملہ آور ہونا ہوتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ میں نے دشمن پر حملہ کیا، یا دشمن سے جنگ کی یا پھر یہ کلب (کتا) کی جمع ہے اور یہ نام اس کا کثرت طلب کی بنا پر رکھا گیا ہے جیسا کہ درندہ یا چیتا رکھا جاتا ہے، ابو دقیش اعرابی سے پوچھا گیا تم اپنے بیٹوں کے نام کتا، بھیڑیا جیسے بُرے نام کیوں رکھتے ہو جبکہ غلاموں کے نام مرزوق، رباح جیسے اچھے نام رکھتے ہو؟ تو اس نے کہا: ہم اپنے بیٹوں کے نام (درندوں جیسے) دشمنوں کے لیے رکھتے ہیں جبکہ غلاموں کے (اچھے) نام اپنے لیے رکھتے ہیں گویا وہ لوگ دشمن سے لڑائی اور اس پر فتح وغلبہ کی فال پکڑنے کے لیے ایسے نام رکھتے تھے۔''

امام جاحظ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((والعرب انما كانت تسمي بكلب وحمار وجعل وحنظلة وقرد على التفاؤل بذلك، وكان الرجل اذا ولد له ذكر خرج يتعرض لز جر الطير والفال، فان سمع انسانا يقول حجرا، أورأى حجرا، سمي به ابنه به، وتفاؤل فيه الشدة والصلابة والبقاء والصبر، وأنه يحطم ما بقي، وكذلك اذا رأى انسانا يقول ذئبا أو رأى ذئبا تأول فيه الفطنة والخب والمكر والكسب، ان كان حمارا تأول فيه طول العمرولو قاحة والقوة والجلد وان كان كلبا تأول فيه الحراسة واليقظة وبعد الصوت والكسب وغيرذلك)) [2]

---

[1] حياة الحيوان للدميری: ج2 ص103

[2] كتاب الحيوان للجاحظ: ج1 ص214

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''یعنی عرب اپنی اولاد کا نام حصول فال کے لیے درندوں کے نام پر رکھتے تھے۔ چنانچہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو وہ فال کے تناظر میں باہر جاتا اگر کسی شخص کو پتھر کہتے سنتا یا پتھر دیکھتا تو اسی پر اپنے بچے کا نام رکھ لیتا تاکہ پتھر میں جو سختی، شدت اور استحکام یا مضبوطی ہوتی ہے اس سے فال لی جائے، اسی طرح اگر وہ بھیڑیئے کا نام سنتا یا اسے دیکھتا تو اپنے بیٹے کا نام وہی رکھ لیتا تاکہ اس سے چالاکی و مکاری یا مکروفریب جیسی فال لی جا سکے، اگر گدھے کے نام سنتا یا اسے دیکھتا تو اسی پر اپنے بیٹے کا نام رکھ لیتا اور یہ فال لیتا کہ اس کی بھی لمبی عمر ہو گی اور اس میں قوت و مضبوطی ہوگی اور اگر کتے کا سنتا یا اسے پاتا تو بیٹے کا نام وہی رکھ لیتا اور اس سے ہوشیاری و بیداری یا بلند آواز اور محنت وفا کی فال لیتا ہے۔''

بلکہ امام حاظ نے اور بھی بہت سے جانوروں کے نام ذکر کیے ہیں جن کے ناموں پر لوگ اپنی اولاد کا نام رکھتے تھے۔

کہتے ہیں کہ امیہ الاکبر بن عبد شمس کی اولاد سے کچھ بھائی تھے جنہیں ''العنا بس'' کہا جاتا تھا۔

((لا نهم كا نوا يوم عكاظ مع أخيه حرب، فقاتلوا اقتالا شديدا، فشهبوا بالأسد، فقيل لهم "العنا بس" والأ سد : يقال له : العتبة)) [1]

''کیوں کہ انہوں نے عکاظ کے دن اپنے بھائی کے ساتھ مل کر دشمن سے سخت جنگ لڑی تو انہیں شیر سے تشبیہ دیتے ہوئے ''العنا بس'' کہا جانے لگا، کہ شیر (اسد) کو عنبسہ (بھی) کہتے ہیں۔''

نبی اکرم ﷺ کے نسب مبارک میں ایک جد امجد کا مضر ہے ان کا ایک بیٹا الیاس نامی تھا اس الیاس کے متعلق علامہ بلاذری سے ایک دلچسپ واقعہ ذکر کیا ہے جس کے بعد خلاصہ کے طور پر نقل کرتے ہیں:

---

[1] نسب قريش، للزبيرى : ص 100

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((----- خرج الياس منتجعا ومعه أهله وما له فدخلت بين إبله أرنب فنفرت الابل فخرج عمروبن العباس فی طلبها ادركها، فسماه ابوه۔ مدركه۔ وخرجت ليلى خلف ابنها مهرولة، فقال الشيخ: مالك الى أين تخند فين؟ فسميت "خندف" وخرج عامر فی طلب الارنب، فصاد فها و طبخها، فقال له ابوه: انت طابخة ورأى عميرا قد انقمع فی المظلة، فهو يخرج رأسه منها فقال له: انت قمعة۔))

چنانچہ واقعہ یا حکایت پر علامہ بلاذری نے تبصرہ کیا ہے کہ:

((فغلبت هذه الالقاب على اسمائهم)) [1]

''یوں ان کے اصل ناموں پر یہ القاب غالب آ گئے۔''

جس سے کہنا یہ ہے کہ عرب میں القاب بلکہ اسماء رکھنے کا بھی ایک اپنا ہی رواج تھا وہ جس کسی کو جس حالت میں اور کیفیت میں دیکھتے اسی سے اسے پکارنا شروع کر دیتے خود نبی اکرم ﷺ نے جناب مولی علی رضی اللہ عنہ کو جب مٹی میں لت پت دیکھا تو فرمایا ((قم يا اباتراب)) تو اس کے بعد یہ لقب ہی مشہور ہوا بلکہ اسی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے اسی طرح سیّدنا حضرت ابوہریرہ کا یہ لقب ہے جو اس قدر مشہور ہوا کہ ان کا اصل نام لوگ بھول ہی گئے اس پر کیا خود ہمارے ہاں بھی بعض لوگ اسی پس منظر میں کسی لقب سے جب پکارے جاتے ہیں تو پھر وہ لقب ہی ان کی شناخت اور اصل تعارف بن جاتا ہے۔

لہٰذا اس وقت اگر ایسا رواج تھا تو اسی پس منظر میں یہ معنی اور فال بھی مراد لی جائے تو پھر کتے کا صرف بھونکنا ہی نہ دیکھا جائے اس کے بھونکنے کا اور دوسری صفات کو بھی دیکھنا چاہیے چنانچہ معلوم ہے کہ کتے کی مختلف اقسام اور نسلیں اور قسمیں ہیں کچھ کہتے ہیں جن میں شر و دغا اور بزدلی ہوتی ہے وہ اپنے بیگانے سب کو بلا امتیاز بھونکتے ہیں اور وہ بھی لقمہ ڈالنے

[1] انساب الاشراف: ج1 ص39

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والوں کے لیے دم ہلاتے اور تلوے چاٹتے ہیں اور وہ بھی کتے ہیں جن کو شریعت نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے لیکن کچھ کہتے ہیں ایسے ہی جن کی وفا و خدمت ضرب المثل ہے سدھایا ہوا شکاری کتا بھی تو کتا ہی ہے ایک کتا ہے جو برتن کو منہ دلا دے تو سات مرتبہ دھونے سے بھی وہ پاک نہیں ہوتا جب تک اسے مٹی سے نہ دھویا جائے ایک وہ ہے جس کا پکڑا ہوا شکار بھی حلال ہے، ایک کتا ہے جو گھر میں ہو تو رحمت کے فرشتے اس گھر داخل نہیں ہوتے مگر ایک کتا، اصحاب کہف کا وفادار بھی ہے، ایک کتا وہ ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے خواب دیکھا کہ وہ میرا خون چاٹ رہا ہے جس کی تعبیر شمر بن ذی الجوشن تھا جس نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا یعنی بے وفا اور احسان فراموش کتا، ایک کتا وہ ہے جس کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((كلب امين خير من صاحب خوؤن)) [1]

''امانتدار کتا، بددیانت دوست سے اچھا ہے۔''

ایک کتا وہ ہے کہ ((ان تحمل عليه يلهث وان تتركه يلهث)) مگر ایک کتا وہ بھی ہے جو ((اللهم سلط عليه كلبا من كلابك)) کا مصداق و مظہر ہے۔

کتا کہنے کو تو بلا شبہ کتا ہے لیکن اس کے طبیعت و خصلت اور اوصاف جبلت کو دیکھیں تو پھر یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ محض اسے کتا کہہ کر مطعون قرار نہیں دیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے۔

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا﴾ (ص: 27)

''ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کسی چیز کو بھی بلا فائدہ (باطل) پیدا نہیں کیا۔''

﴿وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾

(الاسراء: 44)

---

[1] حیاۃ الحیوان للدمیری: ج 2 ص 104

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہر چیز اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے لیکن تمہیں ان کی تسبیح سمجھ نہیں آتی۔''

چنانچہ علماء حیوانات نے لکھا ہے:

((والكلب حيوان شديد الرياضة كثير الوفاء وهو لاسبع ولا بهيمة حتى كانه من الخلق المركب، لانه لوتم له طبائع السبعية ماألف الناس ولوتم له طباع البهيمية ما أكل لحم الحيون، لكن فى الحديث اطلاق البهيمة عليه--- ومن طبعه أنه يحرس ربه ويحمى حرمه شاهدا وغائبا، ذاكرا وغافلا، فائما ويقظان------ ومن عجيب طباعه أنه يكرم الجلة من الناس وأهل الوجامعة ولا ينبح احداً منهم، وربما حادعن طريقه ويبتح الأسود من الناس والدنس الشياب والضيف اكال)) [1]

''یعنی کتا بڑا سخت جان اور وفادار جانور ہے وہ درندہ ہے نہ پالتو جانور، گویا وہ درندہ اور عام حیوان سے مرکب ہے کیونکہ اگر وہ درندہ ہوتا تو انسانی معاشرہ اور ماحول میں نہ رہتا اور اگر عام (پالتو) جانور ہوتا تو وہ حیوان کا گوشت نہ کھاتا تاہم حدیث پاک میں اس پر۔ بہیمہ۔ جانور کا اطلاق ہوا۔۔۔ اس کی طبیعت اور فطرت میں ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے مالک کی حفاظت ونگہداشت کرتا ہے اور اس کے اہل خانہ کا تحفظ و دفاع کرتا ہے مالک موجود ہو یا غائب، اسے معلوم ہو یا نہ ہو وہ سویا ہو یا بیدار یہ جانور اپنی ذمہ داری ادا کرتا ہے .....اسی طرح اس کی یہ جبلت اور عادت بھی بڑی عجیب ہے کہ وہ معزز، اصحاب منصب اور شریف لوگوں کا احترام کرتا ہے ان میں کسی کو بھی بھونکتا نہیں البتہ وہ سیاہ اور پراگندہ یا میلے کچیلے کپڑے پہنے والے بری حالت کے لوگوں کو بھونکتا ہے۔''

کس قدر عجیب سوء اتفاق ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ان کے نام کے حوالہ سے تنقید

---

[1] حياة الحيوان للد ميرى: ج 2 ص103

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے سیاہ لباس پہنے، کشکول اٹھائے، پراگندہ حال، غلاظت و تعفن کے مارے ملنگوں کو بھی عموماً کتے بھونکتے ہیں مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرح سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چال ڈھال اور صورت و سیرت یا لباس پوشاک رکھنے والوں کو بھونکنے کی بجائے سر جھکا کر اور دم ہلا کر سلام کرتے ہیں اس لیے کہ شاید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے سید و مولیٰ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے معزز و مشرف صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے حرم پاک ازواج مطہرات اور اہلبیت کی حفاظت اور تحفظ و دفاع میں کردار ادا کرتے رہے ہیں اور یہ اس کے نقش قدم پر چلنے والوں کے اکرام و احترام کے ساتھ ان پر بغض و عداوت اور حسد و حقد میں بھونکنے والوں پر بھونک کر اپنی وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں۔

اس کے باوجود بھی اگر کسی کو کلب علی یا کلب اہلبیت اور سگ پنجتن ہونے پر فخر ہے تو اس سے کہیں بڑھ کر اس نام کے حوالہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فخر ہے کہ وہ در رسالت کے دربان ہیں جنہوں نے اس چوکیداری کا حق یوں ادا کیا کہ نہ صرف قصر نبوت کی حفاظت کی بلکہ نقب زنوں اور جہالت و ضلالت کی تاریکی میں واردات کرنے والوں کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملایا۔ قصر رسالت کے مال و منال کی حفاظت کے ساتھ پورے نظام کے تحفظ و دفاع میں بیدار رہ کر پوری امت کو ہوشیار اور خبردار رکھا۔ نقل کفر، کفر نہ باشد۔ اگر معاندین و طاعنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس نام کے حوالہ سے اعتراض کرنا ہی چاہتے ہیں تو پھر یہ بھی تسلیم کریں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم رواۃ و دعاۃ اسلام رضی اللہ عنہم، دولت اسلامیہ اور تعلیماتِ اسلام پر حملہ آور ہوئے اور رات کی تاریکی میں سیاہ نقاب پوش صیہونی و سبائی قزاقوں کے متعلق آواز لگا کر ملت اسلامیہ کو بیدار نہیں کیا بلکہ اپنے آہنی پنجوں سے ان کو زخمی حالت میں بھاگنے پر مجبور کر دیا چنانچہ ان نقب زنون اور قزاقوں کی ذریت کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف آج تک کا یہ واویلا اور پراپیگنڈہ بلکہ ہنگامہ یقیناً ان کے اسی جرم کی سزا ہے۔

سچ کہتے ہیں کہ خنزیر کے شکار کے لیے کتوں کی ضرورت ہوتی ہے تو چمن اسلام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُجاڑنے اور فصل ایمان کو برباد کرنے والے سبائی و رافضی خنزیروں کے مقابلہ میں دربار رسالت کے ان محافظوں اور وفاداروں کی وہی مثال ہے جو اصحاب کہف کے غار کے چوکیدار کتے کی تھی جس کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے:

﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ﴾ (الکھف: 18)

''ان کا کتا ان کی دہلیز غار پر بازو پھیلائے ہوئے ہے۔''

اور معلوم ہے کہ کہنے کو تو یہ ایک کتا ہی ہے لیکن خالد بن معدان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((ليس في الجنة من الدواب سوى كلب أهل الكهف وحمار العزيز و ناقة صالح)) [1]

''جنت میں جانوروں میں سے صرف اصحاب کہف کا کتا، حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا اور حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہی ہوں گے۔''

ہاں یہی وہ باوفا کتے ہیں جیسا کہ مشہور شاعر الحسین بن احمد بن الحجاج نے مرتے وقت وصیت کی تھی۔

((ان يدفن عند رجلي الامام موسىٰ بن جعفر الكاظم------ وان يكتب على قبره۔ وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد)) [2]

''کہ انہیں امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کے قدموں میں دفن کیا جائے اور قبر پر لکھ دیا جائے ((وكلبهم باسط ذراعيه بالوصيد))۔''

یہ ہیں سگان در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو محض لفظ ''معاویہ'' سے طعن کیا جاتا ہے حالانکہ اگر معاویہ کا یہی معنی ہے تو بھی وہ بمعنی اُسد ''شیر'' ہے اصحاب کہف کے کتے کے متعلق اختلاف ہے ابن جریج نے کہا ہے:

((كان أسد ويسمى الأسد كلبا لأن النبي ﷺ دعا على عتبة بن ابى

---

[1] حياة الحيوان: ج 2 ص110

[2] حياة الحيوان للد ميرى: ج2 ص106

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لهب أن يسلط عليه كلبا من كلابه فأكله الأسد)) ❶

''یہ شیر تھا، شیر کا نام کتا بھی ہے اسی لیے جب نبی اکرم ﷺ نے عتبہ بن ابی لہب کے متعلق بد دعا فرمائی کہ اس پر اللہ تعالیٰ اپنے کتوں میں ایک کتا مسلط کر دے تو اسے شیر نے کھالیا۔''

چنانچہ یہ کہنا درست ہوگا کہ یہاں معاویہ بمعنی اسد ہے اور حقیقت ہے کہ اگر ایسا ایک معاویہ دنیا اسلام میں اور پیدا ہو جاتا تو پوری دنیا سے۔ أبناء القردة والخنازیر۔ یہودیت و سبائیت کی جسمانی و روحانی اولاد کا تخم مٹ جاتا اور پھر اسلام کی فصل گل و لالہ کو کسی رافضی خنزیر سے اندیشہ بربادی نہ رہتا۔ کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوف و رعب اور ہیبت پیدا کر رکھی ہے کہ اس کی خوشبو سونگھ کر ہی رفض و نفاق ایسے بھاگ جاتے تھے۔ جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل لیتا تھا شاید یہی وجہ ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کے متعلق آتا ہے:

((ولذلك صور عبيد الله بن زياد في دهليزه كلبا وأسدا)) ❷

اس نے اپنے گھر پر کتے اور شیر کی تصویر بنوا رکھی تھی، تصویر کی حلت و حرمت سے قطع نظر امر واقع یہ ہے کہ دشمنان اسلام و صحابہ رضی اللہ عنہم پر خوف اور ڈر مسلط کرنے کے لیے اور ان کو میدان سے بھگانے کے لیے ''معاویہ رضی اللہ عنہ'' نام ہی کافی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب اور ہیبت پیدا کر دی ہے کہ پیغمبر ﷺ کے بڑے سے بڑے دشمن کا پیغمبر و صحابہ کا نام سنتے ہی پتا پانی پانی ہو جاتا ہے اس نام میں اللہ تعالیٰ نے وارسل جنودا کی طرح۔ ریحا۔ پیدا کر دی ہے کہ طاغوت میلوں دور سے محسوس کر کے ہی رُخ بدلیتا ہے۔ سامنے آنا اور آنکھوں سے آنکھیں ملانا تو بڑی دور کی بات ہے اعجاز نبوت کی کرامت ہے کہ کوسوں دور ہی سے دشمن ''ولـــه ضـــراط'' کی حالت میں دُم دبا کر بھاگ نکلتا ہے یقین نہ آئے تو کسی بچے کا نام

❶ حياة الحيوان للاميرى: ج 2 ص 110 ❷ كتاب الحيوان، ج: 1، ص: 214

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''معاویہ'' رکھ کر دیکھ لیں گھر کے ہر۔ معاویہ۔ نام کی تختی لگا کر تجربہ کرلیں گاڑی پر ''معاویہ'' کا سٹیکر لگا کر اندازہ کرلیں کہ دشمن کس طرح ((موتوا بغیظکم)) کی کیفیت میں ((عضوا علیکم الا نامل من الغیظ)) کی تصویر مجسم بنتے ہیں۔

بہرحال اب ذرا اصل حقیقت سمجھیے۔ معاویہ۔ اگر اس اسم (نام) کے معنی سے مسمی (شخصیت) پر ایسا استدلال درست ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہی اعتراض نہ ہوگا دیگر صحابہ کرام اور علماء امت بھی اس کی زد میں آئیں گے۔ ہم بدل نخواستہ یہ عرض کرتے ہیں کہ ذرا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نام کے معنی پر غور کیجیے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لغت میں دیکھیے اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰی﴾ کے تناظر میں دیکھیں۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے نام پر غور کریں۔ بلکہ نسب شریف میں ایک بزرگ کلاب بن مرہ کے نام سے بھی گزرے ہیں تو کیا نعوذ باللہ ان اسماء کی بنا پر ان مسمیات پر بھی ایسا ہی اعتراض داغا جائے گا۔ ہرگز اور ہرگز نہیں یہ کافرانہ ذہنیت کا عکاس اعتراض ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔

لغتِ عرب میں جس قدر فصاحت و بلاغت ہے اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی لغت اور زبان نہیں کرسکتی لسانیات کے ماہر اس حقیقت سے بخوبی آگاہ بلکہ معترف ہیں کہ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے اگر۔ عربی مبین۔ میں نازل فرمایا ہے تو یہ بات عربی لغت کی فضیلت و منقبت کی ہی شہادت نہیں بلکہ فصاحت و بلاغت میں اس کی برتری اور فوقیت کی بھی دلیل ہے مگر عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کی جو شیرینی یا چاشنی ہے یا اس میں جو لفظی جامعیت اور معنوی لطافت ہے اس کو محسوس کرنے کے لیے بھی ذوقِ لطیف کی ضرورت ہے۔ لغتِ عرب کے مبتدی جنہوں نے ((فقہ وسر اللغة العربیه)) یا مقدمات لغات کا مطالعہ کیا ہے وعربی لغت کی لطافت و اور نزاکتوں کا یقین ادارک رکھتے ہوئے اور انہیں اس پہلو میں معلوم ہوگا کہ اسماء و صفات کے مسمّٰی و موصوف جب جنس کے اعتبار سے بدلتے ہیں تو اُن کے معنی و اطلاقات بھی بدل جاتے ہیں اسی طرح جب ان میں تصریف و اعراب کا تغیر آتا ہے تو بھی ان کے محمل اور مدلول میں تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ بلکہ اصولی طور پر اسماء میں معنی اور وصفیت کا ہونا ضروری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی علمیت ہی وصفیت کے قائمقام ہوتی ہے اس پورے تناظر میں علامہ الثعالبی نے ایک با قاعدہ باب قائم کیا ہے۔

((الباب الثالث: في أشياء تختلف أسماء هاو أوصافها باختلاف أحوالها)) ❶

تفصیل سے قطع نظر موضوع کی نسبت سے دیکھیے کہ لفظ معاویہ پر اگر الف لام لگا "المعاوية" پڑھیں تو بظاہر اس میں انصراف وعدم انصراف کا فرق آجاتا ہے اگر اسے بطور علم صرف معاویہ پڑھیں تو پھر دونوں میں ایک فرق مسمّٰی کے اعتبار سے بھی آتا ہے کہ اس میں لفظی تغیر کے ساتھ معنوی تغیر بھی اس کے محمل کو بھی بدل دیتا ہے۔ چنانچہ اہل لغت نے لکھا ہے۔

((والمعاوية الكلبة وبه سمي الرجل، وهو اسم منقول منه والمعاوية ايضا جرو الثلب و يقال اسم الرجل منقول منه وبلا لام معاوية ابى سفيان بن صخر بن حرب الأموى الصحابى والخليفة بدمشق رحمہ اللہ)) ❷

"یعنی ((المعاويه)) ہوتو معنی کتیا یا لومڑی کا بچہ ہے اور آدمی کا نام بھی اسی سے منقول ہے اگر بلا الف لام ہوتو مراد جلیل القدر صحابی اور خلیفہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہیں۔"

علامہ الثعالبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((والعواء والوعوعة للذئب ـــــ النباح للكلب)) ❸

"یعنی عواء اور وعوعہ (جو لفظ معاویہ کا مصدر ہے) بھیڑے کی آواز کو کہتے ہیں جبکہ کتے کی آواز کو نباح (نباحت) کہتے ہیں۔"

لہٰذا معاویہ کے معنی کو صرف "کتے" سے خاص کرنا اور اسی پس منظر میں اس کی آواز

---

❶ كتاب فقه اللغة.....ص: 15

❷ تاج العروس: ج 10 ص 259

❸ كتاب فقه اللغة: ص 210

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے استشہاد کرنا اہل لغت کے ہاں بھی مسلم نہیں۔

اسی طرح بسا اوقات اسم کا مسمّٰی جانور ہو تو معنی اور ہوتے ہیں انسان یا جمادات و نباتات ہوں تو معنی اور ہوگا۔

مثلاً : لفظ جعفر ہے اس کا معنی نہر بھی ہے اور اونٹنی بھی اور دیگر معانی بھی ہیں، مگر یہ انسان کا نام بھی ہے لیکن انسان بطور مسمّٰی اونٹ یا نہر نہیں کہلائے گا ہمارے ایک استاذِ گرامی وہ اس ضمن میں ایک شعر بولا کرتے تھے۔ جو بالضبط تو یاد نہیں کہ

جعفر اُتے جعفر چڑھیا جعفر وچ جاندا اے
جعفر پھڑ جعفر نوں جعفر نال کھاندا اے

گویا جب مسمّٰی بدلا تو معنی بھی بدل گیا۔ چنانچہ اسم معاویہ بھی لغتِ عرب کی اسی فصاحت و بلاغت اور اُس کی لطافت کا مظہر و مصداق ہے مگر ((وما یلقا ها الا ذو حظ عظیم))

اس اعتراض کے جواب کا یہ پہلو بھی ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا صحابیہ رضی اللہ عنہا کا نام معنوی طور پر نامناسب محسوس فرماتے تو اسے تبدیل کر دیتے اور اس میں دونوں صورتیں ہوتی تھیں جس نام میں تزکیہ و طہارت و تفاخر کا معنی ہوتا، اسے بھی بدل دیتے جیسے عاصیہ اور برہ وغیرہ ہیں اور جس میں بدشگونی اور برا مفہوم ہوتا اسے بھی بدل دیتے جیسے عبدِ شر، العاص اور حزن وغیرہ ہیں چنانچہ اگر یہ نام ''معاویہ'' بھی غلط معنی کا حامل ہی ہوتا تو آنحضرت ﷺ اسے یقیناً تبدیل کر دیتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام تو کیا آنحضرت ﷺ نے ہجرت کے بعد اپنی ہجرت گاہ یثرب کا نام بھی بدل کر ''المدینہ'' رکھ دیا اسی لیے بعض فقہاء کے نزدیک اب مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا مکروہ ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وسبب هذه الكراهة لأن يثرب إما من التثريب الذى هو التوبيخ والملامة، أومن الثرب وهو الفساد، وكلا هما مستقبح، وكان ﷺ يحب الاسم الحسن ويكره الاسم القبيح)) [1]

[1] الفتح: ج 4 ص87

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اس کراہت اور ناپسندیدگی کا سبب یہ ہے کہ یثرب کا مصدر تثریب ہے جس کا ایک معنی سرزنش، سختی، سزا اور ملامت ہے یا دوسرا معنی فساد ہے اور یہ دونوں معانی بُرے اور ناپسندیدہ ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ اچھے نام کو پسند فرماتے تھے اور بُرے نام کو ناپسند اور مکروہ سمجھتے تھے۔''

یہی وجہ ہے کہ متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام بھی معاویہ تھا لیکن آپ ﷺ نے کسی کا نام تبدیل نہیں کیا حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے 22 معاویہ نامی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے۔ ❶

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تقریباً اکتیس معاویہ نامی صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر کیے ہیں۔

((والمسمی بمعاویة سواه من الصحابة سبعة عشر رجلا)) ❷

''حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے علاوہ سترہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام معاویہ ہے۔''

علامہ زبیدی نے لکھا ہے۔

جن میں سے ایک معاویہ بن حکم السلمی کو تو کتب شیعہ میں بھی ((من اصحاب رسول الله ﷺ)) عنوان سے شمار کیا گیا ہے۔ ❸

علاوہ ازیں بھی شیعی کتب رجال میں شیعی رواۃ وائمہ کی ایک کثیر تعداد معاویہ نامی حضرات کی ہے۔ صرف تنقیح المقال للمامقانی: ج3 ص223 میں بیالیس (42) معاویہ نامی رجال ہیں جن میں بعض کو ((من اصحاب امیر المومنین)) بعض کو ((من اصحاب الصادق)) اور بعض کو۔ من اصحاب الرضا۔ بھی لکھا گیا ہے۔ مثلاً معاویہ بن صعصعہ من اصحاب امیر المومنین ہیں۔ جبکہ معاویہ بن حارث صاحب لواء الاشتر۔ یوم صفین من اصحاب علی اور معاویہ بن یزید بن معاویہ کو تو ((وهو فی بنی أمیة کمؤمن من آل فرعون)) کہا گیا ہے روافض جس غازی عباس کے نام پر علم نکالتے ہیں اور انہیں غازی

---

❶ تجرید اسماء الصحابه ج2 ص82

❷ تاج العروس: ج 10 ص259

❸ عمدة الطالب: ص 38

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عباس علمبردار کہا جاتا ہے ان کے بیٹے کا نام بھی معاویہ ہے اور ان عباس ہی کی پوتی کا نکاح ولید بن عتبہ بن ابی سفیان سے ہوا۔ جبکہ معاویہ بن عبداللہ بن جعفر۔ معاویہ بن عمار، معاویہ بن معاویہ بن احمد بن عون بن معاویہ بن عون بن جعفر بن ابی طالب، معاویۃ بن سعید الکندی الکوفی معاویۃ بن سلمۃ النفر ی وغیرھم۔ اگر کتب تاریخ و رجال کا مطالعہ کیا جائے تو صرف بنو ہاشم بنو عباس اور شیعانِ اہلبیت میں بیسیوں معاویہ نامی اشخاص پائے جاتے ہیں تو کیا ان کا بھی یہی حکم ہو گا؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کوئی پہلے یا آخری شخص نہیں جن کا یہ نام ہے ہمارے مطالعہ میں سب سے پہلا شخص جس کا نام معاویہ رکھا گیا ہے وہ معاویہ بن ثور ہے اور یہ ثور کندی وہ شخص ہے جس کی طرف بنو کندہ منسوب ہیں اور اب تک ہی کیا قیام قیامت تک یہ نام بطور طعن نہیں بلکہ بطور فخر و سعادت رکھا جاتا رہے گا کہ یہ اہلبیت کا بھی پسندیدہ نام ہے تو کیا نعوذ باللہ کردار سے قطع نظر اس کے نام کے ایک مرجوح بلکہ متروک معنی کی بنا پر سب اگلے پچھلے مطعون ہوں گے؟

حضرت امیر معاویہ کوئی پہلے یا آخری شخص نہیں جن کا یہ نام ہے ہمارے مطالعہ میں سب سے پہلا شخص جس کا نام معاویہ رکھا گیا وہ معاویہ بن نور ہے اور یہ نور کندی وہ شخص ہے جس کی طرف بنو کندہ منسوب ہیں اور اب تک ہی کیا قیام قیامت تک یہ نام بطور طعن نہیں بلکہ فخر و سعادت رکھا جاتا رہے گا کہ یہ اہلبیت کا بھی پسندیدہ نام ہے تو کیا نعوذ باللہ کردار سے قطع نظر محض اس نام کے ایک مرجوح معنی کی بنا پر سب اگلے پچھلے مطعون ہوں گے؟

بلکہ حد تو یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت رملہ رحمہا اللہ تعالیٰ کا نکاح ابو ہیاج کے بعد مروان بن الحکم کے جس صاحبزادے سے ہوا اس کا نام بھی معاویہ بن مروان بن الحکم تھا یعنی معاویہ بھی جاموی ہے۔ [1]

اور اگر یہ نام اس معنی کی بنا پر مسترد اور باعث طعن ہوتا تو پھر بالخصوص حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت کی بنا پر اہلبیت اور خاندان نبوت میں تو یہ نام نہ رکھا جاتا مگر ہم دیکھتے

[1] جمهرة انساب العرب لا بن حزم : ص 87، نسب قريش للزبيرى : ص 45

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پوتے یعنی عبداللہ بن جعفر کے بیٹے کا نام معاویہ ہے یہی نہیں پہلے گزرا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد معاویہ بن صعصہ ہیں۔ حضرت جعفر صادق کے شاگرد معاویہ بن سعید الکندی، معاویہ بن سلمہ النفری ہیں اور ان تمام کا نام شیعی کتب رجال میں موجود ہے۔ [1]

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ معاویہ نام معیوب و باعث طعن نہیں بلکہ عرب ایک دوسرے کے نام پر اپنی اولادوں کے نام رکھتے تھے۔

جنہیں اس بنا پر۔ مسمی۔ ہمنام کہا جاتا تھا قرآن کریم میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

((لم نجعل له من قبل سميا)) بلکہ نیک فال کے لیے ہی نام پر نام رکھے جاتے ہیں۔ بہرحال اہلبیت میں معاویہ نام کا ہونا دلیل ہے دونوں خاندانوں کے درمیان محبت و الفت تھی بلکہ یہ نام قباحت کی بجائے سعادت کا حامل ہے لہٰذا اس نام کی نسبت سے اعتراض ونفرت پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ: کون کہتا ہے کہ تم میں جدائی ہو گی۔ یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی۔

اور معلوم ہے کہ لغت عرب میں بسا اوقات ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہوتے ہیں اسی طرح لفظ معاویہ کے بھی لغت عرب کی کتب میں بیس سے زیادہ معانی لکھے گئے (لسان العرب، تاج العروس وغیرہ اگر ان میں ایک یہ بھی ہے تو اس کو لے کر باقی معانی کو نظر انداز کرنا کوئی علمی خدمت یا اخلاقی دیانت نہیں اور نہ ہی اس لفظ میں۔ ۃ۔ کو تاءِ تانیث سے مختص سمجھنا لغت دانی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بچوں کے نام رکھتے وقت ہمیشہ والدین یا اعزہ و اقارب اچھے معنی و مفہوم اور نیک فال ہی کو پیش نظر رکھتے ہیں لہٰذا اس لفظ کا اگر کوئی نا مناسب معنی ہو بھی تو اسے نہیں دیکھا جائے گا اور نہ ہی اسے متعین کیا جائے گا۔ چنانچہ دیکھیے جلیل القدر پیغمبر جناب سیّدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے نام میں اختلاف ہے یہ عربی ہے یا عجمی؟ اگر عربی ہے تو اس میں حزن و تأسف کا معنی پایا جاتا ہے اور اس کا ایک

[1] تنقیح المقال للمامقانی: ج 3 ص 222-224

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی۔عبد۔غلام بھی کیا جاتا ہے اور اگر اس کو عجمی سمجھا جائے جیسا کہ اس کے عدم انصراف میں یہی قرار دیا گیا ہے تو پھر اس کا معنی مستحسن ہوتا ہے لہٰذا حسنِ ظن اور اخلاقِ طیب کا تقاضا یہی ہے کہ اس پہلو کو اختیار کیا جائے علامہ العینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قالوا: اشتقاقه من الأسف وهو الحزن، والأ سيف وهو العبد، وقد اجتمعافي يوسف النبي عليه السلام فلذلك سمي يوسف، وهذا فيه نظر، لأن يعقوب عليه السلام لما سماه لم يلا خط فيه هذا المعنى، بل الصحيح على ما قلنا: انه عبراني، ومعناه جميل الوجه في لغتهم)) [1]

''یعنی یوسف، أسف سے مشتق ہے جس کا معنی غم اور ملال ہے یا پھر آسیف سے ہے جس کا معنی غلام ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام میں دونوں چیزیں جمع ہوئیں اس لیے ان کا نام یوسف رکھا گیا، لیکن یہ بات محل نظر ہے کیوں کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا نام رکھتے وقت اس معنی ومفہوم کو سامنے نہیں رکھا۔ بلکہ صحیح یہی ہے کہ یہ عبرانی لفظ ہے جس کا معنی ان کی لغت اور زبان میں خوبصورت چہرے والا ہے۔''

یعنی جو واقعات پیش آئے وہ غیب اور بعد کے حالات ہیں لہٰذا ان کو اس نام سے جوڑنا درست نہیں۔حدیث میں یہ لفظ حزن وملال کے معنی میں استعمال ہوا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا: ان ابا بکر رجل أسیف۔ابو بکر رضی اللہ عنہ۔بڑے جلد غمگین ہونے والے، رفیق القلب ہیں۔

بلکہ یہ بات بھی کسی علمی یا تاریخی لطیفہ سے کم نہیں کہ جس نام کی آڑ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدف طعن بنایا جاتا وہ نام کثرت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ شیعی رجال بالخصوص بنو ہاشم میں پایا جاتا ہے بلکہ حضرت جعفر الطیار رضی اللہ عنہ کے جس پوتے معاویہ بن عبداللہ کا ابھی ذکر ہوا اس کے متعلق آتا ہے: ان کے غلام سے پوچھا گیا

---

[1] العمدة: ج 1 ص 73

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((ليس معاوية من اسمائكم فكيف سمى عبد الله بن جعفر ابنه معاوية؟ فقال: ان معاوية بن ابى سفيان كان محبا لعبد الله بن جعفر، فسمى معاوية بن عبد الله باسمه ليكرمه بذلك)) ❶

''تم میں سے کسی کا نام معاویہ نہیں، تو پھر عبداللہ بن جعفر نے اپنے بیٹے کا نام معاویہ کیسے رکھا؟ اس نے کہا: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن جعفر سے بڑی محبت رکھتے تھے تو انھوں نے اپنے بیٹے کا نام معاویہ رکھا تاکہ اس کی وجہ سے اس کی عزت کی جا سکے۔''

((سمى عبد الله بن جعفر ابنه معاوية تقربا بذلك الى معاوية بن ابى سفيان، فامر له معاوية بمائة الف درهم، وامر لعبد الله بخمسمائة الف درهم)) ❷

''یعنی عبداللہ بن جعفر نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی خوشنودی اور قربت کے لیے اپنے بیٹے کا نام معاویہ رکھا۔ جس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں ایک لاکھ درھم اور عبداللہ کو پانچ لاکھ درھم عطا کیے۔''

بلکہ بتایا جاتا ہے کہ عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو دوران گفتگو انھوں نے بتایا کہ میری بیوی امید سے (حاملہ) ہے۔

((ان كان ذكرا فقد سميته معاوية، وان كان انثى فقد سميتها هندا)) ❸

''اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام معاویہ رکھوں گا اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کا نام ھند رکھوں گا۔''

یہ روایت شیعی کتب میں بایں الفاظ بھی ہے.....

---

❶ انساب الاشراف ج 2ص 302

❷ ایضا، تاج العروس ج 10ص 290 ❸ ایضا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((فولد عبدالله عشرين ذكر اوقيل اربعة وعشرين منهم معاوية بن عبدالله كان وصي أبيه وانما سمى معاوية لان معاوية بن ابى سفيان طلب منه ذلك، فبذل له مائة الف درهم وقيل الف الف)) [1]

''یعنی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رحمہ اللہ کے بیس یا چوبیس بچے تھے جبکہ یہ معاویہ ان کا وصي (خلیفہ) تھا ان کا نام معاویہ رکھنے کی خواہش اُن سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی جسے پورا کرتے ہوئے اس نومولود کا نام معاویہ رکھا اور یہ نام رکھنے پر عبداللہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ یا دس لاکھ درہم دیئے۔''

ہم اسے رشوت وغیرہ سے تعبیر کرنے کی بجائے سمجھتے ہیں اپنے نام پر بنو ہاشم میں بچے کا نام رکھے جانے پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو فراخدلی سے اس قدر زیادہ انعام سے نوازا جسے اُنہوں نے بخوشی قبول کرلیا۔

اس کے باوجود کسی کو لفظ معاویہ کے معنی سے ازراہ ''تحکیك'' کوئی خلجان ہو تو خود غور کر لینا چاہیے کہ اگر ''کلب علی'' وغیرہ کہلانا باعث فضل وفخر ہے تو پھر محض آواز کے نام پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر آوازے سکنے والے ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے کہ۔ آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا۔

جی ہاں، اگر کسی کو اپنے اعتراض پر اصرار ہے تو پھر ہم۔ نعوذ باللہ، خاکم بدہن، نقل کفر، کفر نہ باشد۔ عرض کرتے ہیں اقسام وانواع کلاب کی طرح ان کی نباحت وعوایت کا پس منظر بھی مختلف ہوتا ہے اور حکم بھی۔ کچھ حیوان لاھث نمک حرامی میں اپنوں ہی پر نباحت شروع کر دیتے ہیں اور جب۔ کتی چوروں سے مل جائے۔ تو پھر اسے ختم کرنا ہی علاج ہوتا ہے مگر کچھ حق نمک ادا کرتے ہیں چوروں پر تو آواز لگاتے ہیں لیکن اپنوں سے وفا میں ان کے قدم چاٹتے ہیں اب تاریخ سے پوچھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

---

[1] عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب : ص 38 بحواله سیرت امیر معاویه، نافع رحمہ اللہ : ج 2 ص 65/9

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بھی کن کے متعلق فرمایا تھا کہ:

((خذ لتنا شيعتنا)) ❶

یہی تھے جن کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

((ان معاوية مع قوم يطيعونه وانا مع قوم يعصونى فاما الذين معى فأشد مكا يدة من الذين مع معاوية)) ❷

''معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھی اطاعت گزار، وفادار ہیں، جبکہ میرے ساتھی نافرمان، غدار ہیں پھر میرے ساتھی ان سے بڑے مکار اور فریبی ہیں۔''

اور کون تھے جنہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو مذل المؤمنین عار المؤمنین کہا اور بالآخر زہر دے کر شہید کر دیا۔ اور وہ کون تھے جنہوں نے خطوط لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلوایا پھر اُن سے غداری کی اور شہید کروایا۔ دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کو کس نے للکارا۔

((والله لئن لم تنته وترجع الى بلادك يا لعين، لأصطلحن أنا وابن عمى عليك ولأخر جنك من جميع بلادك، ولأضيقن عليك الارض بمارحبت، فعند ذلك خاف ملك الروم وانكف)) ❸

''اللہ کی قسم اگر تم اپنے ناپاک ارادے سے باز نہ رہے تو ملعون یاد رکھو میں اپنے چچازاد سے تمہارے خلاف صلح کر کے تمہارے ملک سے تمہیں مار نکالوں گا کہ تم پر زمین اپنی تمام تر کشادگی کے باوجود تنگ کر دی جائے گی۔ رومی حکمران یہ سن کر اس قدر خوفزدہ ہوا کہ اپنا ناپاک ارادہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔''

پھر کون تھا جس نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے یہ حسن سلوک کیا کہ:

((فيكرمهما اكراما زائدا ويقول لهما: مرحبا وأهلا و يطيعهما

---

❶ تاریخ طبری: ج 5 ص398، البدایہ: ج 11 ص514

❷ المنتظم: 5 ص117 ❸ البدایہ: ج 8 ص119

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عطاء جزيلا)) [1]

''ان کی از حد عزت وتکریم کرتے ہوئے ان کو خوش آمدید کہا اور گراں قدر عطیہ سے نوازا۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کو لفظ معاویہ کے ایک مرجوح معنی کی بنا پر سب وشتم کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اس لفظ معاویہ کے معنی ایسا دلیر اور بہادر جو دشمن کا بازو مروڑ دے اور دشمن کی گردن توڑ دینے والا، کا مصداق ومظہر تھے کہ ان کے سامنے فارس وروم اور سبائیت کے ڈوم میدان چھوڑ کر دوڑے، ان کے بڑھتے قدم توڑے اور اٹھتے بازو مروڑے۔ حتی تک پینسٹھ لاکھ مربع میل پر اسلامی جھنڈے لہرا کر چھوڑے، تو اسلام کے اس فاتح حکمرانوں کے خلاف اب دشمن کے پالتو کلاب النار کے پاس لفظ معاویہ کے مرجوح معنی کا سہارا لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عداوت میں نباحت وعوایت کے علاوہ رہ ہی کیا جاتا ہے کہ ((ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث))

ذرا تصور کیجیے

گزشتہ تفصیل سے واضح ہو گیا کہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر ان کے نام کی نسبت سے طعن محض جہالت وحماقت ہی نہیں بلکہ بدترین قسم کے بغض وحسد اور عداوت وحقد کا نتیجہ ہے جس کی کوئی نقلی وعقلی توجیہہ نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس کا کوئی علمی واخلاقی جواز ہے لیکن چلیے ہم فرض کر لیتے ہیں یہ نام اچھا نہیں تو پھر ((الدین نصیحه)) کے تحت ذرا ایک لمحہ کے لیے تصور کی دنیا میں جائیں یا اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے ضمیر سے مخاطب ہوں کہ ہم سب نے بالآخر مرنا ہے کہ محشر میں عدالت باری تعالیٰ میں پیش ہونا ہے چنانچہ عدالت باری تعالیٰ قائم ہے علی رؤوس الاشہاد ہر شخص اپنا مقدمہ پیش کرنے کی اجازت رکھتا ہے اچانک سیّدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر عدالت ہو کر اذن باری تعالیٰ سے عرض گزار ہوتے ہیں۔

---

[1] البدایہ: ج 8 ص 150

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أحكم الحاكمين، میرے اور میرے خاندان ''بنوامیہ'' کے خلاف یہودیت و سبائیت کے پروردہ اسلام دشمنوں نے تیرے محبوب پیغمبر ﷺ کے نام پر احادیث و روایات کے وضع و اختراع اور کذب و افتراء کا جو طوفان بدتمیزی اُٹھائے رکھا اور جس قدر من گھڑے حکایات کا سیلاب فتنہ وفساد بپا کیے رکھا بلکہ یہود و نصاریٰ کی طرح نہ صرف کہ تحریف و تبدیل کے مرتکب ہوئے اور ((یکتبون الکتاب یا یدھیم ثم یقولون ھذا من عندا للہ)) کا جرم کرتے رہے یہاں تک کہ ہماری عداوت و مخالفت یا ہم سے حسد و حقد میں اس قدر ((صم، بکم، عمی)) ہوئے کہ ہر علمی و اخلاقی حد کو پامال کرتے ہوئے ہمیں بدنام ہی نہیں کیا بلکہ جناب الصادق المصدوق ﷺ پر جھوٹ باندھ کر۔

((فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار)) [1]

کی وعید و شدید کا مصداق و مظہر بن کر کلاب الھاویہ والنار بنے اس پر ہماری بات تو رہی الگ اپنے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حرمت و عظمت اور ان کے ارشادات و فرامین۔ احادیث مبارکہ۔ کے تقدس اور اکرام و احترام میں ان کے خلاف تو جو بھی فیصلہ سنائے اور جو بھی تیرے عدل و انصاف کا تقاضا ہو تو اسے سنانے اور اپنانے میں قادر و قاہر ہے یہ مقدمہ تو من وجہ تیری عدالت انصاف میں تیرے محبوب ﷺ کا ہے مدعی جانے اور مجرم جانے یا پھر عدالت جانے۔

((یا الٰہ العالمین)) تو نے مجھے میرے والدین کے گھر پیدا فرمایا تب مجھے علم و شعور نہ تھا لیکن والدین نے اپنی خواہش اور تخیل و چاہت سے میرا نام ''معاویہ'' رکھا مجھے تب اس کے معانی کا علم تھا نہ اس کے متعلقات کا، سن شعور کو پہنچا تو والدین کے پکارنے، اعزہ و اقارب کے کہنے سے معلوم ہوا کہ میرا نام معاویہ ہے پھر اس نام سے مشہور و معروف ہوا۔ لیکن کچھ ''نکتہ آفرینوں'' نے طبع آزمائی کرتے ہوئے اس نام کو میرے لیے دشنام بنا دیا مگر اس میں میرا کیا جرم یا قصور ہوا کہ مجھے بدنام کیا جائے آخر اس حوالہ سے مجھ پر رواہ رکھے

[1] بخاری : 2142

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانے والے ظلم کا حساب تو چکایا جائے؟

رب العالمین، تو نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہمیں جب توفیق دی نعمت اسلام سے مشرف فرمایا، کچھ طالع آزما اس نوشتہ تقدیر کو بھی ہم پر طعن و تشنیع کا سبب ٹھہراتے ہوئے۔ مسلمۃ الفتح یا (الطلقاء کے) آوازے کستے رہے مگر اس میں ہمارا کیا جرم ہے چلیے اس کو رہنے دیتے ہیں لیکن جب تیرے محبوب پیغمبر ﷺ کو معلوم رہا کہ یہ نام۔ معاویہ۔ اچھا نہیں تو آپ ﷺ نے بعض دیگر نامناسب یا برے اور منحوس نام بدلے مگر میرا یہ نام نہ بدلا بلکہ اسی نام سے پکارتے رہے خوشخبریاں سناتے رہے تو جن لوگوں نے اس نام کی نسبت سے مجھے سب وشتم سے استعارہ بنا دیا، ذرا ان سے پوچھیے تو سہی کہ جب تیرے محبوب پیغمبر ﷺ نے اس نام میں کوئی قباحت وشناعت محسوس نہ کی بلکہ اسی نام کو بحال رکھا اور استعمال فرمایا تو پھر میرے ان حاقدین وحاسدین، طاعنین وناقدین کو کم ازکم اس حوالہ سے زبانیں نکالنے کا حق کس نے دیا تھا؟

باری تعالیٰ، تو احکم الحاکمین ہے تیری اس عدالت سے انصاف چاہتا ہوں کہ تو نے اپنا پاک کلام ((عربی مبین)) میں نازل فرمایا پھر اسی زبان مبارک میں تو نے اپنے پیغمبر ﷺ کو ((افصح العرب)) بنا کر مبعوث فرمایا دوسروں کو ''عجمیت'' کا طعنہ دینے والے تمام اہل عرب اس لفظ ''معاویہ'' کے تمام معانی ومفاہم سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود نہ کہ مجھے عزت واکرام سے ''معاویہ'' پکارتے رہے بلکہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے بچوں کے نام بھی ''معاویہ'' رکھتے رہے پھر آخر یہودیت وسبائیت کی معنوی ذریت نے اس لفظ اور نام کی نسبت سے اپنی عداوت اور دشمنی کے لیے مجھے ہی کیوں نشانہ بنایا؟

یارب العالمین! قانونی تقاضوں اور عدالتی نظائر میں جب اہل بیت عظام سے محبت و مودت کے نام پر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ڈھول بجانے والوں کا جب پول کھلتا ہے کہ خود اہلبیت اور ان کے حلقہ قرابت میں یہ نام ''معاویہ'' بکثرت پایا جاتا ہے اور کوئی شخص بھی اس لفظ کا نامناسب، برا یا منحوس معنی کر کے کسی پر طعن ولعن اور سب وشتم کے نشتر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں چلاتا تو پھر آخر مجھے ہی جرم ضعیفی کی یہ سزا کیوں دی جاتی رہی؟

پھر خدایا، حیرت ہے کہ اگر لغت عرب کی فصاحت و بلاغت اور جامعیت کے اعتبار کے اس لفظ ''معاویہ'' کے متعدد معانی میں سے ایک معنی نامناسب ہو بھی تو آخر میرے متعلق دیگر معانی اور تعبیرات کو نظر انداز کر کے صرف اسی ایک معنی کو اختیار کرنے کی آخر حسد و عداوت میں تنابز بالالقاب کے علاوہ کیا علمی یا اخلاقی ترجیح ہے؟

ذرا غور کیجیے اس صورتحال میں قانون انصاف اور اصول شہادت کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس عرضداشت پر احکم الحاکمین عزوجل کیا فیصلہ فرمائیں گے؟ ایک عدالت جو نہ صرف تمام واقعات و حالات سے از خود بخوبی آگاہ ہے بلکہ قانون شہادت کے تمام تقاضے بھی پورے کیے ہوں اور کسی قسم کی سفارش یا تعلق کوئی کام نہ دے سکے۔ عدالت کے علیم بذات الصدور اور علام الغیوب ہونے کے باوجود اس کے سامنے کراما کاتبین کی پوری رپورٹ موجود ہے۔ خارجی عینی شاہدین ہی نہیں بلکہ خود داخلی گواہان بھی موجود ہیں اور راہ انصاف میں کوئی رکاوٹ نہیں تو اندریں حالت انصاف کا فیصلہ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوسکتا کہ۔ اس ''رمی المومنین'' اور ایذاء المسلمین سے جب یہ اہل ایمان ((أولئك مبرو ئون مما يقولون)) بری الذمہ ہیں تو پھر ان حاسدین و ناقدین جو اہل ایمان کا استہزاء و تمسخر اُڑاتے تھے اور تنازب بالالقاب یا لمز و ہمز کا ارتکاب کرتے تھے۔ ان سب پر ((لعنة الله وملائكته والناس اجمعين)) کی بنا پر ان کلاب ہاویہ کی صورت دے کر أبناء القردة والخنازیر کے ساتھ جہنم رسید کرو کہ:

﴿قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝﴾ (المؤمنون : 108-111)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ کلام

معذرت کہ حضرت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی پر بحث ضرورت سے قدرے زیادہ طویل ہوگئی اور ہم نے جو اہل تشیع کی زبان میں اس کا معنی از راہ۔نقل کفر، کفر نہ باشد۔ کیا ہے ہمارے ایمان میں تو کسی بھی صحابہ رضی اللہ عنہ پر ایسے لفظ کا اطلاق از خود کفر ہے چنانچہ اس لفظ کے کم از کم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے یہ معنی کرنا ہمارے جذبات ایمان و ایقان اور احساسات محبت و مودت اس گستاخی کی قطعاً اجازت نہیں دیتے لہٰذا قارئین کرام بھی ہماری طرح اس گستاخانہ معنی کو یقیناً ((معذرۃ الی ربکم)) کے تحت بوجھل دل ہی سے پڑھیں گے۔

بہرحال اس طویل بحث کے بعد ہم اپنی گفتگو کو ختم کرتے ہوئے کہنا چاہتے ہیں حتی الامکان بتوفیق اللہ تعالیٰ و کرمہ ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر معترضین و ناقدین اور معاندین و طاعنین کے ان شبہات و مغالطات کی حقیقت واضح کرنے کی حقیر سی کوشش کی ہے۔ جن کی بنیاد مرفوع یا موقوف روایات و آثار ہیں۔ ورنہ ان کے علاوہ بعض دیگر لوگوں نے بھی اعتراضات کیے ہیں لیکن ہم نے ان کو نظر انداز کر دیا کہ ان کی کوئی اہمیت یا حیثیت نہیں اور ہم ایسی روایات و حکایات کو بھی زیر بحث نہیں لائے ہیں جو موضوع من گھڑت ہیں اور ان کی یہ حیثیت زبان زد عام ہے یا عام آدمی بھی ان کی اس حیثیت کو محسوس کر سکتا ہے۔ البتہ مستثنیٰ نمونہ از خروارے۔ بعض روایات کی طرف ہم نے گزشتہ سطور میں کیا ہے اور ہم اجمالی طور پر علی وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں۔ یہ روایات اور ان جیسی جو بھی دیگر روایات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مطاعن و مثالب میں ذکر کی جاتی ہیں ان کو بلا توقف رد کر دینا چاہیے کہ ان میں سے کوئی بھی معیار صحت و حجت پر پورا نہیں اترتی یا پھر ان میں کوئی بھی اپنے مدعا میں صریح نہیں بلکہ ان کی تعبیر و تاویل ظاہر کرتی ہے کہ طاعنین و ناقدین اُنہیں مقصد براری کے لیے ((یحرفون الکلم عن مواضعه)) کا ارتکاب کرتے ہوئے غلط معنی و مفہوم پہناتے ہیں لہٰذا ایسی کسی بھی روایت پر اعتماد و یقین کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنے کی بجائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستند اور معتبر علماءِ فن کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

((وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين اللهم تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم وصل على نبينا محمد وعلى آله واصحابه وبارك وسلم كما تحب وترضىٰ.))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یادداشت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

انتظار فرمائیے!!

خلافتِ معاویہ
اور افسانہ ملوکیت

خلافتِ راشدہ
حقائق وشواہد

دفاعِ صحابہ
کیوں اور کیسے؟

اہل بیت سے محبت
کیوں اور کیسے؟

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161

تالیف

صاحبزادہ برق التوحیدی

مکتبہ اہلِ حدیث
امین بورڈ بازار فیصل آباد
041-2624007,0333-6574758

بیت التوحید، دارالسلام (لوبہ ٹیک سنگھ) پاکستان